محمد اقبال مجددی لاہور
۳۱ر اپریل ۱۹۷۰ء

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اکمل التاریخ

۱۳۳۳ھ

حصہ اول

یعنی

سوانح فضل رسولؒ

خاصان خدا کی مبارک زندگی کا روشن آئینہ حضرت ذو النورین رضی اللہ عنہ مفصل و مختصر سوانح عمری حضور کی اولاد و اعقاب کا جداگانہ تذکرہ۔ مدینۃ الاولیا بدایوں شریف کے اولیا کرام و شرفا، ذو الاحترام کے حالات، مشاہیر علما مشایخ اسلام کے واقعات حیات۔ کا جامع و مکمل مجموعہ

مرتبہ

مولوی محمد یعقوب صاحب ضیا قادری بدایونی

بصرف ہمت عالیجناب معلی القاب نواب خواجہ سید غلام محمد حفیظ اللہ خان صاحب بہادر قادری معینی جاگیردار بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

باجازت حضرت مولانا حکیم محمد عبد المجید صاحب قادری و

باہتمام مولوی عبد الصمد صاحب مہتمم قادری

قیمت فی جلد

بار اول ۵۰۰ جلد

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

خاکسار

۲۹ / اپریل

فہرست مضامین اکمل التاریخ حصہ اول

نمبر	عنوان مضمون	صفحہ	نمبر	عنوان مضمون	صفحہ
۱	تمہید	۱	۱۹	ذکر مولانا شیخ مودود	۲۵
۲	ذکر مولوی حبیب اللہ صاحب عباسی	۸	۲۰	〃 قاضی القضاۃ شیخ حمید الدین	〃
۳	سلسلۂ انساب	〃	۲۱	ذکر شیخ عزیز اللہ رحؒ	۲۶
۴	تذکرہ حضرت سیدنا ذوالنورین رضؓ	۹	۲۲	〃 مفتی مرید محمد رحؒ	〃
۵	فتوحات عہد مبارک	۱۲	۲۳	〃 مولانا عبدالغفور رحؒ	۲۸
۶	خصائل و اوصاف حمیدہ	۱۳	۲۴	〃 مولانا شیخ مصطفیٰ رحؒ	〃
۷	خصوصی فضائل	۱۵	۲۵	〃 مفتی درویش محمد رحؒ	۲۹
۸	ازواج و اولاد	۱۶	۲۶	〃 مفتی عبدالغنی رحؒ	〃
۹	ذکر حضرت سیدنا آبان ابن عثمان رضؓ	۱۷	۲۷	شجرہ اولاد مفتی درویش محمد	۳۰
۱۰	ذکر مولانا عبدالرحمٰن بن آبان	۱۸	۲۸	شجرہ اولاد مولانا عبدالغنی	۳۱
۱۱	〃 مولانا دانیال قطری	۱۹	۲۹	شجرہ اولاد قاضی امین الدین	۳۲
۱۲	فتح بدایوں	〃	۳۰	تذکرہ حضرت مولانا محمد سعید جعفری رحؒ	۳۳
۱۳	ذکر ماموں بھانجہ شہدائے بدایوں	۲۰	۳۱	〃 نواب علی محمد خاں والی کٹھیر	۳۴
۱۴	〃 پیر مکہ صاحب رحؒ	۲۱	۳۲	ذکر حافظ رحمت خاں	۳۵
۱۵	〃 قاضی القضاۃ شمس الدین	۲۲	۳۳	ذکر حضرت سید عین الدین رحؒ	۳۷
۱۶	〃 علامہ ابوالقاسم تنوخی	〃	۳۴	ذکر حضرت مولانا احسن علی چشتی رحؒ	۳۸
۱۷	〃 قاضی القضاۃ سعدالدین	۲۳	۳۵	ذکر مولوی اکرام اللہ محشر	〃
۱۸	〃 مولانا شیخ راجی	۲۵	۳۶	ذکر مولوی محمد فضل مصنف ہدایت المخلوق	۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان مضمون	صفحہ	نمبر شمار	عنوان مضمون	صفحہ
۳۷	ذکر حضرت خواجہ سید احمد بخاری علیہ الرحمۃ	۳۹	۵۷	ذکر مولانا محمد لطیف رح	۵۱
۳۸	ذکر مولانا ابو المعانی رح	۴۰	۵۸	شجرہ اولاد مولانا محمد لطیف رح	۵۲
۳۹	ذکر مولوی غلام جیلانی رح	"	۵۹	ذکر مولانا محمد علی رح	۵۳
۴۰	ذکر مفتی ابو الحسن	۴۱	۶۰	ذکر قاضی مبارک گوپاموی	"
۴۱	" مولوی سلطان حسن خاں بریلوی	۴۲	۶۱	ذکر مولوی حمد اللہ سندیلوی	"
۴۲	" مولوی محمد حسن خاں "	"	۶۲	ذکر مولوی فخر الدین عثمانی	۵۴
۴۳	" مفتی شرف الدین رامپوری	"	۶۳	حضرت فخر الملت والدین مولانا فخر چشتی رح	"
۴۴	" قاضی امین الدین نارنولی	۴۳	۶۴	" مولوی قطب الدین	"
۴۵	" مولانا سلیم الدین "	۴۴	۶۵	" مولوی شمس الدین محشی شرح وقایہ	"
۴۶	" ابو البیان مفتی سلطان الدین احمد	"	۶۶	" حکیم غلام احمد	۵۹
۴۷	" مفتی محمد امجد	۴۵	۶۷	ذکر مولانا فیض احمد رح	"
۴۸	" خان بہادر قاضی عبد الجلیل بریلوی	۴۶	۶۸	" مولوی احمد حسن قنوجی	۶۲
۴۹	" قاضی محمد خلیل حیران "	"	۶۹	" مولوی سراج احمد سہسوانی	"
۵۰	" مفتی محمد عوض "	"	۷۰	" مولوی صبیح الدین عباسی	۶۳
۵۱	" مولانا محمد شفیع رح	۴۷	۷۱	" قاضی شمس الاسلام عباسی	"
۵۲	" مولانا عبد اللطیف رح	"	۷۲	" مولوی سید دولت علی نقوی	"
۵۳	" مولانا شاہ محمد عظمت رح	۴۸	۷۳	" مولوی غلام صفدر صدیقی	۶۴
۵۴	" مولانا شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رح	"	۷۴	" مولوی محمد اسحق صدیقی عثمانی	"
۵۵	" خواجہ کبیر یحییٰ مدنی رح	۴۹	۷۵	" مولوی محمد بخش صدر الصدور	"
۵۶	" حضرت شاہ بھیک رح	"	۷۶	" مولوی علی بخش خاں "	۶۵

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان مضمون	صفحہ
۷۷	ذکر مولانا حکیم سراج الحق رح	۶۵
۷۸	" مولوی محمود بخش صدر الصدور	۶۶
۷۹	" مولوی کرامت اللہ منصف	۶۷
۸۰	" مولوی محمد حسین صدیقی	"
۸۱	" مولوی نجابت اللہ	۶۸
۸۲	" خلیفہ غلام حسین	"
۸۳	" مولوی افضل الدین قیس عباسی	"
۸۴	" مولوی احمد حسین وحشت	۶۹
۸۵	" مولوی نیاز احمد نیاز	"
۸۶	" مولوی غلام شاہد فدا	"
۸۷	" مولوی اشرف علی نفیس	۷۰
۸۸	" خطیب محمد عمران رح	"
۸۹	" مولانا عبد السلام عباسی رح	۷۱
۹۰	" میاں ذکر اللہ شاہ فرشوری رح	"
۹۱	" مولانا محمد شریف رح	۷۳
۹۲	" مولانا سید نور محمد نقشبندی رح	۷۴
۹۳	" مرزا مظہر جان جاناں رح	"
۹۴	" مولانا محمد معین الدین فائق رح	۷۴
۹۵	" مولانا محمد سعید چشتی رح	۷۵
۹۶	" خواجہ اسد اللہ خاں غالب رح	۷۶
۹۷	" مولانا مفتی محمد لبیب رح	۷۷
۹۸	ذکر مولانا عبد الحمید رح	۷۷
۹۹	" مولانا عبد الملک انصاری رح	۷۸
۱۰۰	" مولوی محمد شفیع رح	۸۰
۱۰۱	" مولوی ضیاء الدین احمد	"
۱۰۲	" مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۸۱
۱۰۳	" مولوی نذیر احمد	۸۲
۱۰۴	" مولوی سنا الدین احمد	۸۳
۱۰۵	" مولانا الشیخ عبد العزیز دہلوی	"
۱۰۶	" مولانا عبد العزیز عزت دہلوی	"
۱۰۷	" مولانا فضل امام خیرآبادی	۸۴
۱۰۸	" شیخ احمد عرب یمنی شروانی	"
۱۰۹	" مولوی حافظ محمد سعید	۸۵
۱۱۰	" مفتی سعد اللہ مراد آبادی	"
۱۱۱	" مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری رح	۸۶
۱۱۲	" شاہ ابوالحسن میر صاحب رح	۸۷
۱۱۳	" مولانا نور احمد رح	"
۱۱۴	" مولانا فضل حق خیرآبادی	۸۸
۱۱۵	" مولوی محمد حسین اخوند	۹۰
۱۱۶	" مولوی احمد حسین وکیل شرعی	"
۱۱۷	" مولوی عبد الصمد	۹۱
۱۱۸	" مولوی ظہور احمد	"

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان مضمون	صفحہ
۱۱۹	ذکر مولوی انوار الحق	۹۱
۱۲۰	،، مولوی ابرار الحق کیف	۹۲
۱۲۱	،، حالات حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ	۹۳
۱۲۲	،، واقعہ بیعت	۹۵
۱۲۳	،، واقعہ سجادہ نشینی حضرت شاہ آل رسول رح	۹۷
۱۲۴	،، سفر حجاز	۹۹
۱۲۵	جلوہ افروزی مسند ارشاد	۱۰۰
۱۲۶	،، سلب کرامت میاں ربنا شاہ	۱۰۱
۱۲۷	،، اظہار کرامت متعلق شیخ لال محمد حجام	۱۰۲
۱۲۸	،، دفع افلاس	۱۰۳
۱۲۹	عطائے ثروت حافظ علی اسد اللہ مرحوم	۱۰۴
۱۳۰	،، واقعہ شیخ نظام الدین فاروقی	۱۰۵
۱۳۱	،، واقعہ شیخ رکن الدین فرشوری	،،
۱۳۲	،، واقعہ مولوی عظمت علی منصف	۱۰۶
۱۳۳	،، واقعہ حکیم تفضل حسین	۱۰۷
۱۳۴	،، واقعہ رئیس بدایونی ملازم رامپور	،،
۱۳۵	،، واقعہ حافظ غلام جیلانی	۱۰۸
۱۳۶	،، واقعہ محمد علی خاں آزاد	۱۰۹
۱۳۷	تصنیفات	۱۱۰
۱۳۸	ذکر حضرت مولانا شاہ آل رسول مارہروی رح	۱۱۱
۱۳۹	،، مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی رح	۱۱۲
۱۴۰	ذکر مولوی سعد الدین عثمانی	۱۱۵
۱۴۱	،، مولوی محمد اسحاق دہلوی	،،
۱۴۲	،، حکیم افتخار الدین فرشوری	۱۱۶
۱۴۳	،، حکیم محمد قائم	،،
۱۴۴	،، مولوی عبد الوالی	،،
۱۴۵	،، مولوی حافظ حسن علی	۱۱۷
۱۴۶	،، مولانا سید شرف الدین شہید دہلوی رح	،،
۱۴۷	،، سید شاہ ظہور حسن مارہروی رح	۱۲۰
۱۴۸	،، سید شاہ ظہور حسین مارہروی رح	،،
۱۴۹	،، سید شاہ مہدی حسن صاحب مارہروی	۱۲۱
۱۵۰	،، شیخ اسد اللہ متوطن نبوتنی رح	۱۲۲
۱۵۱	،، مولانا شیخ معین فتحپوری رح	۱۲۳
۱۵۲	،، میاں مستان شاہ اجمیری رح	،،
۱۵۳	،، مولانا شیخ عبد الکریم لکھنوی رح	۱۲۵
۱۵۴	،، مولانا محمد مکی رح	۱۲۷
۱۵۵	،، میاں عبد اللہ شاہ فاروقی رح	۱۲۸
۱۵۶	،، مولانا شاہ محمدی بیدار اکبرآبادی رح	،،
۱۵۷	،، مولوی فضل مجید فاروقی	۱۲۹
۱۵۸	تذکرہ اولاد سیدی شاہ عین الحق رح	۱۳۰
۱۵۹	ذکر وصال	۱۳۱
۱۶۰	قطعات و تواریخ وصال	۱۳۲

Marfat.com

ھُوَالمُنفِد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

دربار احدیت میں خالق قدوس کے سامنے مستغرق حمد وثنا رہنے والے نورانی وجود۔ سرکار نبوّت میں محبوب سراپا ناز کے عشق ومحبّت میں فنا ہونے والی ہستیاں ہمیشہ خدائی نعمتوں مصطفائی رحمتوں کا مظہر رہی ہیں۔ ابتدائی آفرینش سے اس وقت تک مخلوق الٰہی میں بھی برگزیدۂ عالم امتیازی شان اور خصوصی شرف کے ساتھ ممتاز رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود صدیاں گزرنے صدہا انقلاب رونما ہونے کے اُسی عزّت وعظمت کے ساتھ آج بھی اون مخصوص اور منتخب حضرات کی یاد کی جاتی ہے۔ یہ شرف شہرت یہ امتیاز عظمت نہ انکا بالذات خاصہ ہے نہ کوئی ذاتی جوہر۔ بلکہ یہ اُس عظمت آفرین صورتگر جوہر و اعراض کی گردش چشم کرم کا ایک کرشمہ ہے۔ جس نے ایک مضغۂ گوشت کو اپنے آغوش رحمت میں پالکر یہ قابلیت اور یہ استعداد پیدا کردی کہ علم الٰہی اور دولت عرفان نامتناہی حاصل کرسکے۔ گویا مقصود تخلیق آدم اور منشار تکوین عالم صرف علم وعرفان الٰہی ہے۔ بس یہی ایک مسلمہ اصول ہے جس پر شہرت وعظمت کا دارو مدار ہے۔

تجسس میں آنکھیں تحسین کن نگاہیں جب شہرت کے وسیع میدانوں کا طواف کرتی ہوئی نام آور منتخب روزگار افراد کے دامنِ اختصاص تک پہونچتی ہیں تو اُن کو یا کمالِ علم۔ یا کمالِ عرفان کی انتہائی منزل میں جلوہ افروز پاتی ہیں۔

Marfat.com

خدائی فرمان (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) کے مطابق جس طرح خدا کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ با اتقا ہے اسی طرح خدا کی خدائی میں بھی وہی زیادہ معزز و مفخر ہے جو علم و تقوے سے زیادہ آراستہ ہے۔ زمانہ اور زمانیات عشوہ گر علم اور حجلہ برانداز ی تقوے کے ہمیشہ سے نازبردار اور غاشیہ بردوش رہے ہیں جس طرح علما و اتقیا نے اپنی حیات میں ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنائے رکھا اور ایک جہان سے قدر و منزلت کی سُریلی آوازوں میں اپنے کمالات کی نغمہ سرائی کرائیں۔ اسی طرح بعد ممات بھی زمانہ نے اُن کی عزت اپنی عزت اُن کا وقار اپنا وقار سمجھا۔ وقتاً بعد وقتٍ اور قرناً بعد قرنٍ اہل زمانہ نے اُن کی مقدس زندگی کے حالات سُن سُنکر سبق حاصل کئے۔ اُن کے وقائع زندگی کو قلمبند کرکے اپنے اخلاف و اعقاب کو سبق حاصل کرنے کا موقع دیا۔ خصوصاً اس زمانہ میں جس انوکھے انداز اور جس دلچسپ جدت طرازی کے ساتھ وقائع نگاری اور سوانح نویسی نے ترقی حاصل کی ہے وہ ظاہر ہے۔ متقدمین اکابر۔ متاخرین باکمال مشاہیر کی سوانح عمریاں لکھ لکھ کر اہل قلم نے اپنے زور قلم کے جوہر دکھائے۔ اور اسلام کے اُن چمکتے دمکتے نورانی نونہالوں کے اُن کے مقدس چہروں سے نقاب اُٹھا اُٹھا کر نظارہ طلب نگاہوں سے روشناس کرایا۔ اس کے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض مؤرخین نے اپنے تخیل اور اپنے جذبات کے مطابق بعض باخدا اکابر کے اعتقادیات پر بیباکانہ دستبرد سے کام لیا۔ بعض نے زمانہ حال کے معمولی اشخاص کو گذشتہ اقران کے عظیم المناقب حضرات کا ہم پایا ظاہر لیا۔ بعض نے اپنے خیال و گمان کی بنا پر واقعات اور معاملات کا پہلو بدلکر کچھ کا کچھ ظاہر فرمایا ہماری تنقیدی نگاہیں نہ سیرۃ النعمان اور الفاروق اور سوانح مولانا روم مولوی شبلی اور الکلام وغیرہ سوانح عمریوں کی نقادی کے لئے اس وقت تیار ہیں نہ ہم اُن کے مصنفین پر اس وقت جرح و قدح کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ بلکہ صرف ایک دل میں کھٹکنے والی بات تھی جو زبان قلم سے بیساختہ نکل گئی۔

تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان کے اندر بہت سے بزرگ علم و عرفان

انمول جواہر اپنے دامنوں میں بھرے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اس طبقہ میں بعض بعض خصوصیات کے لحاظ سے بعض حضرات کو خاص امتیازی شان حاصل ہے جس کے سراہنے کے لئے ہم بھی تیار ہیں۔ لیکن ہم نے جس مجمع البحرین کے حالات کو ناظرین کے پیش نظر کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے ہماری نگاہ انصاف میں بمصداق ع

"آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

مجموعی کمال اور جامعیت کے ساتھ اس درجہ متصف ہے کہ اُن کے معاصرین میں ہمکو کوئی اس شان کا نظر نہیں آتا۔

اعلیٰ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل الرسول قادری عثمانی بدایونی قدس سرہ کی ذات مجمع کمالات پر جس پہلو سے نگاہ ڈالتے ہیں ایک امتیازی جلوہ ایک خصوصی سج دھج ایک نمایاں شان نظر آتی ہے۔ خاندانی وجاہت دیکھیے قطع نظر اسلاف اہل عرب کے ہندوستان کی اقامت کے بعد سات صدیوں سے آج تک کوئی دور کوئی عہد۔ کوئی زمانہ ایسا نہ ملے گا جس میں علم وفضل کی برکت اعزاز ووقار کی دولت سے آپ کا خاندان تہی دامن رہا ہو۔ علمی فیضان سے ایک جہان آپ کے خاندان کا منت کش احسان نظر آئے گا۔ جوہر ذاتی پر غور کیجیے ظاہری علوم میں علم کا کوئی شعبہ ایسا نہ نکلے گا جس میں آپ کو معراج کمال حاصل نہ ہو۔ منقول میں آپ کی وسعت نظر کا اندازہ آپ کے تصانیف فقہ ورسائل مناظرہ اہل بدعت وہابیہ وغیرہ سے کیجیے تو ایک دریائے ناپیداکنار نظر آئے۔ تصانیف معقول کو دیکھیے اور بلند خیالی پر کمند نظر ڈالکر محو حیرت ہو جائیے۔ کمال طب پر قیاس دوڑائیے اکابر وطن سے حالات پوچھیے اور مستغرق استعجاب ہو جائیے۔ علم نبات اور علم جماد کی ماہیت پر آپ کا ماہرانہ تشخیص امراض کا اندازہ دیکھیے) اور معالجات (جو صرف نبات وجماد پر ہوتے تھے) کو سنکر دنگ ہو جائیے۔

غرض علوم وفنون میں آپ کے کمالات کی تشریح وتوضیح کیونکر ہو سکتی ہے

Marfat.com

اسی طرح علوم باطن میں آپ کے کمالات اور مراتب قرب و اتصال باطن بین نگاہیں بخوبی جانتی ہیں۔ اوراد و وظائف۔ اذکار و اشغال۔ اعمال و اشغال۔ مجاہدات و ریاضات وغیرہ پر غور کیجئے اور متقدمین اولیا اللہ کے شبانہ روز سے ملاتے جائیے۔ ہند سے چلئے شام عراق۔ حجاز و عرب تک پہونچئے ہر جگہ آپ کے مستفیضین اور متوسلین کو تلاش کر لیجئے۔ غرض زندگی کا کوئی جزء لے لیجئے اخلاق و اوصاف خصائل و شمائل۔ تدبر و اصابت رائے۔ ہمت و استقلال۔ حلم و حیا۔ جود و سخا۔ بذل و عطا ہر ایک میں ہمہ صفت موصوف پائیے ان اوصاف پر نظر ڈالتے ہوئے ایک ایسی مقدس ذات کے وقائع زندگی تحریر کرنا ہرگز آسان امر نہیں ہے۔ لیکن رہ رہ کر ابھرنے والے جذبات دب دب کر سرکشی کرنے والے ولولے بات بات پر مچلنے والی تمنائیں ایک طرف دل میں چٹکیاں لے لیکر مضطربانہ شوق دلاتی تھیں کہ ایسے عظیم الشان بزرگ کے عظیم الشان حالات ارادہ کر کے پھر نہ لکھنا اخلاقی گناہ ہے۔ دوسری جانب موجودہ سوانح عمریاں عقیدتمندانہ غیرت دلاتی تھیں کہ زمانہ نے کس کس کو کیا سے کیا کر دکھایا اور یہاں اب تک خاموشی ہے۔

آخر خدا کا نام لیکر ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ میں کہ عروس قادری کے برکات و انوار دل پر تجلیات کی نچھاور کر رہے تھے میں نے سوانح عمری لکھنا شروع کر دی۔ عدیم الفرصتی نے دامن کھینچا فکر معاش نے قلم روکا تاہم تھوڑا وقت فرصت نکالا اور چار پانچ ماہ میں ایک حصہ مرتب ہو گیا۔ شروع سے طبیعت کو تاریخ گوئی سے دلبستگی رہی ہے اسی ذوق طبیعت کے باعث سوانح فضل رسول تاریخی نام تجویز کیا۔ اس کے بعد متواتر پریشانیوں حیرانیوں نے طبیعت کو بالکل سرد کر دیا اور دماغ نے جواب صاف دیدیا تحریر سے جی اوچاٹ ہو گیا اور لکھنا بند رہا مگر اسی اثنا میں بعض تحریرات اہل وطن نے پھر سے جذبات کو بھڑکایا۔ آتش شوق بھڑک اٹھی اور میں نے پھر سلسلۂ انساب لکھنا شروع کیا شجرہ کی ہر شاخ شان تقدس سے سرسبز معلوم ہوئی خیال آیا کہ ہر گل بوٹے کی رنگ و بو عالم آشکار ہو جائے تو مشام جان عالم اور بھی مہک جائیگا۔

Marfat.com

چنانچہ مختصر مختصر تذکرہ صاحب سوانح کے اسلاف کا بھی لکھدیا۔ پرانے مسودات قدیم فرامین، صفحات شاہی نے علاوہ کتب سیر و تواریخ کے اس کام میں میرا بہت کچھ ہاتھ بٹایا۔ اس سال میں کتاب کا نام ثانی فیض العارفین ہاتھ آیا۔

غرض جب سوانح عمری مکمل ہوگئی (۱۳۴۳ھ) تو ہجوم آرزو کے ساتھ تخیل و تصور نے محنت ٹھکانے لگانے کی تجاویز پر غور کرنا شروع کیا۔ تمناؤں نے ادھم مچا ئی کہ محنت کا ثمرہ ملنا چاہئے۔ کوئی صورت سوانح عمری کے چھپنے کی نکالی جائے۔ لیکن میں کیا اور میری بساط کیا کہ اس بار گراں کا متحمل ہو سکتا۔

یہ صرف صاحب سوانح کا تصرف روحانی سمجھئے کہ ایک دن میرے برادر مکرم مولوی عبدالصمد صاحب سرور قادری نے تذکرۃً مجھسے کہا کہ حیدرآباد میں صاحب سوانح کے متوسلین میں بہت باہمت رؤسا ایسے موجود ہیں کہ وہ نہایت خوشی سے سوانح کو چھپوا سکتے ہیں اُن میں عالیجناب نواب خواجہ محمد حفیظ اللہ خانصاحب قادری بہت بڑا کا تہم کا ذکر خیر بھی کیا اسی روز ایک عریضہ میں نے آپ کی خدمت میں لکھکر روانہ کیا اگرچہ راقم الحروف کو نہ نواب صاحب سے کبھی شرف نیازمندی حاصل تھا نہ اس وقت تک لذت دیدار کی نگاہیں ذوق آشنا ہیں۔ لیکن صرف توجہ روحی حضرت صاحب سوانح نے نواب صاحب کو میری طرف متوجہ کردیا۔ اور آپ نے نہایت الوالعزمانہ ہمت کے ساتھ میری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشا اور تمام مصارف طبع اپنے ذمہ لیکر میری ہمت افزائی فرمائی یہانتک کہ تکمیلینٹ قبل از وقت دو سو روپیہ بلا طلب میرے روانہ فرمادئے۔ قطع نظر حالی ہمتی کے نواب صاحب کی اس عنایت و شفقت کی جو محض ایک غیر متعارف شخص کے ساتھ آپ نے فرمائی تعریف نہیں ہوسکتی۔ نہ مجھے وہ الفاظ ملتے ہیں جن میں آپ کا شکریہ ادا کروں نہ میں کبھی اس بار کرم سے سبکدوش ہوسکتا ہوں۔ میں نے اظہار تشکر کے ساتھ نواب صاحب کے اجمالی حالات سوانح میں لکھنے کا قصد کیا اور متواتر نواب صاحب کو تکلیف دی لیکن کامیابی بہ حاصل نہ ہوئی۔ اللہ رے کسرنفسی اور مقام فنا کی محویت

Marfat.com

کہ آخر میں نواب صاحب نے یہ عقیدت آمیز الفاظ تحریر کیے جو میرے قلب پر ہمیشہ نقش کالحجر رہیں گے فرماتے ہیں۔

"غلام نے اپنے سلسلہ خاندان کو ترک کر دیا اب اس غلام کے روحی والدین میرے پیر و مرشد قبلہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کی نعلین پاک ہیں اس کے سوا اور کچھ یاد نہیں"

نواب صاحب قبلہ کی شان انکساری اور حُسن عقیدت کا اظہار اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے۔ اس تحریر سے قبل آپ کے کچھ سماعی حالات تذکرہ خلفا میں تحریر کر چکے تھے۔ جو محض ناکافی ہیں۔ جب اس طرح سوانح عمری چھپنے کا پورا سامان ہو گیا اور اصل مسودہ کو صاف کرنے کا ارادہ کیا تو بعض احباب مصر ہوئے اور فرمایش کی کہ دیگر اولیا علما و مشائخ اور مشاہیر کے حالات بھی جن کا نام کتاب میں تذکرۃً آگیا ہے مختصراً درج کیے جائیں احباب کے اس ارشاد و اصرار نے سوانح عمری کو ایک تاریخی ملبوس پہنا دیا اور ایک حد تک ناظرین وطن کو دیگر تواریخ کی محنت کشی سے بے نیاز کر دیا۔ ان حالات میں ایک خاص بات یہ ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اولیاء کرام بدایوں کی تواریخ وصال جو اب تک اہل قلم و اہل نظر کی نگاہوں سے پردہ خفا میں تھیں نہایت کوشش سے بہم پہنچا کر درج کی گئی ہیں۔ اس ترتیب و تکمیل کے بعد سال طبع کو پیش نظر رکھکر سوانح عمری کا عرفی تاریخی نام اکمل التاریخ رکھا گیا۔

آخر میں نہایت مودبانہ گزارش ہے کہ ناظرین کا یہ خادم بے ریا ضیا نہ مورخ ہے نہ محقق نہ ناظم ہے نہ نثار نہ اتنی لیاقت ہے نہ استعداد جو کچھ لکھا ہے اپنے جذبات کا خلاصہ اور اپنے عقیدتمندانہ تخیل کا اختصار ہے۔ زمانہ تحریر جس عالم حیرانی اور ہنگامہ پریشانی میں گزرا ہے اُس کا آئینہ خود یہ مجبورانہ تحریر ہے۔ وطن آوارگی کے عالم میں بزرگان وطن کے حالات لکھنا اور پھر امداد اہل وطن سے وقف انتظار رہکر مایوس ہو جانا ایک حد تک مجھے جرات دلاتا ہے کہ میں ناظرین خصوصاً احباب شہر سے عرض کروں کہ جہاں کوئی سہو یا غلطی پیش نظر ہو اُس کو نظر انداز فرما کر

Marfat.com

مجھے قابل معافی تصوّر فرمائیں اور حق مشورت دوستانہ سے گریز نہ کریں کہ خاکسار بعد تصحیح وتحقیق طبع ثانی میں اُن کا ممنون ہوگا اور اُس اپنی بہتر اعانت سمجھے گا شعر

شاور سواک اذا نابتک نائبۃ — یوماً وان کنت من اہل المشورات

فالعین تنظر منہا ما دنا ونأیٰ — ولا تریٰ نفسہا الا بمرأۃ

الراقم

بیکس بے ریا محمد یعقوب ضیا قادری غفرلہٗ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ انساب

حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کا سلسلۂ نسب ننھال کی جانب سے حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہونچتا ہے والدہ ماجدہ آپکی دختر بلند اختر جناب حبیب اللہ صاحب کی اور ہمشیرہ مولانا نجیب اللہ صاحب عباسی قدس سرہٗ کی تھیں نہایت بابرکت عابدہ زاہدہ اپنے وقت کی رابعہ عصر تھیں مولانا حبیب اللہ صاحب عباسی علم وفضل کی دولت سے مالامال تقدس اور بزرگی کی نعمت سے نہال ظاہری ثروت وجاہ سے ممتاز تھے شہر کے امیر کبیر اور اپنے خاندان کے سردار تھے عباسی محلہ کی مسجد آپ کی تعمیر کرائی ہوئی ہے جو باقیات الصالحات سے آپ کی یادگار رہے گی ۱۲۳۱ھ میں آپکا انتقال ہوا حضرت سیدنا شاہ ولایت بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے بن میں دفن ہوئے قطعہ تاریخ وفات یہ ہے

ازیں دار فنا باصدق ایماں سوئے دارالبقا چوں کرد رحلت
خرد تاریخ از روئے یقیں گفت حبیب اللہ مقامے یافت جنّت

سلسلۂ نسب آبائی آپ کا اکتیس ۳۱ واسطے درمیان ۱۲ دیگر حضرت سیدنا امیرالمومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک اس طرح پہونچتا ہے کہ حضرت مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا عبدالحمید قدس سرہٗ ابن مولانا شاہ محمد سعید ابن مولانا محمد شریف ابن مولانا محمد شفیع ابن مولانا شیخ مصطفےٰ ابن مولانا عبدالغفور ابن مولانا شیخ عزیز اللہ ابن مولانا مفتی کریم الدین ابن قاضی القضاۃ مولانا حمیدالدین

Marfat.com

المعروف بہ شیخ محمد۔ ابن مولانا شیخ معروف ابن مولانا شیخ مودود ابن مولانا عبد الحق ابن مولانا شیخ محمد راجی ابن مولانا قاضی القضاۃ سعد الدین ابن مولانا قاضی القضاۃ شمس الحق و الدین الملقب بہ قاضی رکن الدین ابن قاضی القضاۃ مولانا شیخ دانیال قطری نزیل ہند۔ ابن مولانا حاجی شہید ابن مولانا ابراہیم ابن مولانا محمد اسحاق ابن مولانا عبد الکریم ابن مولانا محمد شریف ابن مولانا نور اللہ ابن مولانا عبد الحق ابن مولانا محمد فردوس ابن مولانا انیس محمد ابن مولانا محمد رافع ابن مولانا عبد الکریم ابن مولانا عبد الرحیم ابن مولانا عبد الرحمن ابن مولانا وسیدنا ابو سعید حضرت آبان ابن سیدنا و مولانا امیر المومنین امام المسلمین کامل الحیاء والایمان جامع القرآن حضرت ذو النورین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

سلسلۂ نسب کے بعض نام آور اور مقدس حضرات کا حال اختصار کے ساتھ حضور پرنور سیدنا ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع کر کے آخر تک لکھتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین کامل الحیاء والایمان جامع القرآن سیدنا ذو النورین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت ابو عمر، ابو لیلیٰ اور ابو عبد اللہ، لقب ذو النورین ہے آپ کا سلسلہ نسب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچویں پشت میں جا کر ملتا ہے۔ اس طرح کہ عثمان رض ابن عفان ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف۔ آپ کی والدہ ماجدہ اروی بنت بیضا ام حکیم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ام حکیم حضرت عبد اللہ رض کی حقیقی بہن تھیں بعض ارباب سیر کا قول ہے کہ حضرت عبد اللہ اور بیضا توام پیدا ہوئے حضرت ذو النورین رض کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی آپ سابقین اولین اصحاب میں ہیں آپ کے فضائل بے شمار آپ کے مناقب بے حساب ہیں۔

آپ نوشاہ کون و مکان حضور رحمۃ اللعالمین روحی لہ الفداء کے تیسرے جانشین اور عروس الاسلام کی خلوت ناز کے ثالث تاجدار ہیں جس وقت مسلمانوں کی بہاتت کے دولہا حضرت فاروق اعظم نے شہادت کا سرخ جوڑا پہنکر محبوب حقیقی کے آغوش وصال میں

Marfat.com

استراحت فرمانے کا ساز وسامان درست فرمایا حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت زبیر بن العوام حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمن بن عوف اسلامی شش جہت کے ارکان ستہ میں سے کسی ایک کو مسند خلافت کی زیب وزینت کے لئے انتخاب کئے جانے کا حکم دیا حضرت ذوالنورین کے حلم وحیا جود وسخا ورع تقوی نے آخر کثرت رائے سے اس سیادت وسعادت کا سہرا آپ کے ماتھے پر سجایا۔ اودھر فاروق اعظم نے ۲۷ ذوالحجہ چہار شنبہ ۲۳ھ کو انجمن تقرب الہی میں جلوہ گری کی۔ ادھر حضرت ذوالنورین کے نورانی وجود نے سنہ کے اٹھائیسویں جشن نوروز کو فروغ بخشا۔ زمانہ خلافت میں دس سال تک علم اسلام کا پرچم نورانی فتح ونصرت کے روشن اقبال پر چمک چمک کر دتھ جلوہ ریز رہا۔ البتہ آخر کے دوسال عبداللہ ابن سبا کی منافقانہ کارروائیوں فتنہ پردازیوں سے غیر اطمینانی حالت میں گزرے۔ یہ شخص صنعا یمن کے اہل یہود کا متعصب عالم تھا۔ بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن در اصل مسند خلافت کا بالخصوص حضرت ذوالنورین کا دوستنما دشمن تھا۔ اس نے اپنی چرب زبانی سے یمن۔ حجاز۔ بصرہ۔ کوفہ۔ شام۔ مصر وغیرہ مقامات میں بغاوت کی تخم ریزی شروع کی اور اکثر قبائل کو دربار خلافت سے منحرف کر دیا۔

انجام کار مخالفین کا زور اس درجہ ترقی کر گیا کہ قبائل بنوزہرہ۔ بنومخزوم۔ ہزیل۔ بنوتمیم نے دنیائے اسلام کے باعظمت تاجدار کے دولت سرا کا محاصرہ کر لیا۔ اور چالیس دن یا اس سے زیادہ عرصہ تک اس محاصرہ کو قایم رکھکر طرح طرح کے آزار ومصائب حضرت ذوالنورینؓ کو پہونچائے۔ آب ودانہ کی بندش کی گئی نماز کے لئے مسجد نبوی تک آنیکی ممانعت کر دی گئی۔ آپ ان مصائب کو اسی شان تحمل کے ساتھ برداشت کرتے رہے جو دربار ازل سے آپ کی ذات میں ودیعت کی گئی تھی۔ آپ حرم سرا کے اندر تلاوت کلام الہی میں مصروف دن بھر روزہ رکھتے شام کو پانی سے افطار فرماتے شیریں پانی کی بجائے کھاری پانی وہ بھی بدقت آپ کو دستیاب ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت مولا کرم اللہ وجہہ نے یہ سنکر کہ اس صاحب آبرو کے مکان میں آب نایاب ہے اپنے خدام سے پانی پہونچا دیا۔ اسی طرح شہزادگان کونین حضرات حسنینؓ کو محافظت کیلئے

Marfat.com

معمور فرمایا۔ مخالفین کا صرف یہ مطالبہ تھا کہ آپ خلافت سے دست کش ہو جائیں۔ لیکن آپ اپنے مدنی تاجدار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھتے جس کو حاکم ترمذی نے روایت کیا ہے یعنی محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا مگر لوگ اس کو اتارنا چاہیں گے سو تم اس کو ہرگز نہ اتارنا۔ یہ قمیص علیہ الٰہی وہی خلعت خلافت تھا جس کو لوگ اتارنا چاہتے تھے۔ آپ جواب میں یہی فرماتے تھے کہ میرے رب نے جو عزت مجھے دی ہے اس کو میں خود کیونکر کھو سکتا ہوں۔ آپ کی شان حلم کی انوکھی ادائیں نرالے انداز ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی چوکھی رنگت میں رنگ کر آشکار رہتے تھے آپ کے آزاد کردہ ہزاروں غلام اپنی مچلتی تمناؤں کو صرف آپ کی جنبش لب کا منتظر بنائے ہوئے تھے اور اس ادھم کو رفع کرنے کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے ہزاروں ارمانوں کے ساتھ تیار رہتے تھے لیکن کریم آقا کو یہ کب گوارا تھا کہ اس کی خاطر کسی ایک مسلمان کا ایک قطرۂ خون بھی ضائع ہو۔ ایک مرتبہ تو آپ کے زر خرید غلاموں نے جو ہنوز آزاد نہ ہوئے تھے ہتھیار اٹھائے اور باغیوں سے دست بدست لڑنے کے لئے عہد کر لیا۔ مگر اس تواضع و حلم کے صدقے کہ سرکار کرم کی جناب سے فوراً حکم امتناعی جاری ہو گیا اور طرہ یہ کہ غلاموں سے ارشاد ہوا کہ جو اپنے قصد سے باز آ کر اپنے ہتھیار رکھ دے گا اس کو خلعت آزادی سے سرفرازی فرمائی جائے گی۔ غرض اسی طرح ادھر سے حلم و کرم کا اظہار ادھر سے ظلم و ستم کی بوچھار اس حد تک پہونچی کہ باغی پشت دیوار سے حرم محترم کے اندر گھس آئے۔ اس وقت یہ حلم و حیا کی زندہ صورت جود و سخا کی چلتی پھرتی تصویر اپنی شرمگیں نگاہوں کو نیچا کئے قرآن عظیم کی تلاوت میں مستغرق تھی پہلے دن روزہ کے افطار کو پانی بھی نہ ملنے کے باعث دوسرے روز بھی روزہ رکھا گیا تھا۔ اس حالت استغراق میں کنانہ بن بشر تجیبی نے آب تیغ سے پیمانہ شہادت لبریز کر کے پیش کیا اور اس طرح شبستان نبوت کے روشن چراغ حضرت ذو النورین کی

شمع حیات کو ہمیشہ کیلئے گل کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اٹھارویں ذالحجہ ۳۵ھ کا اگرچہ جمعہ کا مبارک دن تھا جس میں خدا والے مسلمان عید مناتے خوشیاں مناتے ہیں لیکن یہ جمعہ مسلمانوں کے لئے عید قربان کا دن بنگیا جس میں ان کے امیرالمومنین کی طیب طاہر جان کی قربانی کیجاتی ہے یہ خونریز نظارہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔

مصحف کریم کھلا ہوا سامنے موجود ہے خون کے قطرہ آیہ شریفہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر گرتے ہیں یہ کلام مجید حریم نبوی میں عرصہ دراز تک بطور آثار زیارتگاہ خلائق رہا اب بھی سنا جاتا ہے کہ آثار شریفہ میں داخل ہے۔

نعش مبارک اس شورش خیز آبادی میں تین دن تک رکھی رہی آخر جنت البقیع میں تیسرے دن آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ محبوب حقیقی کے اس حبیب مطلق کو راقم الحروف حبیب احد لکھکر تاریخ شہادت اخذ کرتا ہے صاحب مخبر الواصلین نے یہ تاریخ وصال تحریر فرمائی ہے قطعہ تاریخ

آنکہ او صاحب حیا بودہ	حامی دین مصطفےٰ بودہ
عمر آں خسرو عدالت وداد	ہم نود گفتہ اند وہم ہشتاد
دہ دو ہمسال برخلافت ماند	خلق راہ در رہ شریعت خواند
سوئے فردوس چونکہ عزم نمود	جمعہ و ہشتدم ز ذی حجہ بود

چونکہ او دال خیر و احسان بود

در سن دال رحلتش فرمود

فتوحات عہد مبارک۔ آپ گیارہ سال گیارہ ماہ اٹھارہ دن مسند خلافت پر جلوہ آرا رہے حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد کہیں کہیں بغاوت کے آثار نمودار ہو چلے تھے۔ آپ نے دوبارہ ان بلاد کو قلعہ اطاعت اسلام میں داخل فرمایا۔ ہمدان مغیرہ بن شعبہ نے دوبارہ مفتوح کیا بغاوت کو ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازب کے ذریعہ سے فرو کیا گیا۔ اسکندریہ کی مخالفت کا جوش عمرو بن العاص کی گرمی ہمت نے ٹھنڈا کیا آذربیجان اور اس کے گرد و نواح کے مقامات ولید بن عقبہ

Marfat.com

نے فتح کئے۔ بلاد آرمینیہ پر سلمان بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ کی زیر سیادت فوج کشی کی گئی بے شمار ذخائر مال غنیمت کے بیت المال میں داخل ہوئے۔ شہر کازرون کو عثمان بن ابی العاص نے بصلح و امان فتح کر کے ہرم بن حیان کے ذریعہ سے درسفید کو باسانی تمام زیر کیا۔ یہ وہ فتوحات ہیں جہاں اسلام کے علم تصرف اقبال کا پھریرا پیشتر رہی لہرا چکا تھا فتوحات ذیل خالص طور پر آپ کے ہی زمانہ کے فتوحات ہیں۔ افریقہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھوں فتح ہوا جس کے صلہ میں وہ مصر کا عامل بنایا گیا۔ افریقہ کی حکومت جرجیر کو قیصر روم کی جانب سے سپرد تھی طرابلس سے حدود طنجہ تک اس کا دائرہ حکومت تھا مسلمانوں نے چالیس لڑائیوں میں شجاعت اسلامی کے جوہر دکھائے اور فتوحات حاصل کیں فتح افریقہ کے بعد اندلس کو فتح کیا گیا۔ جزیرہ قبرص۔ جزیرہ ذودس حضرت معاویہ نے پچاس لڑائیوں کے بعد فتح کئے۔ فارس و خراسان کی سلطنت درہم و برہم کی گئی کابل۔ زابلستان۔ طالقان۔ ہرات۔ قاریاب طبرستان کے ظلمت کدوں میں آفتاب اسلام کی شعاعیں جلوہ ریز ہوئیں قسطنطین اعظم کے کبر و غرور کا نشہ فتح افریقہ کے بعد حضرت معاویہؓ اور عبداللہ بن سعد کی فوج نے اتارا۔ یہ لڑائی بھی ایک عظیم الشان لڑائی تھی قیصر روم (قسطنطین) نے تمام بحری و بری فوجیں جمع کیں اور پوری قوت کے ساتھ جنگ شروع کی مگر اتنی زبردست شکست کھائی کہ پھر مدت العمر لڑائی کا نام نہ لیا۔

خصائص و اوصاف حمیدہ۔ قبل اسلام بھی حضرت ذوالنورین اپنی فطرت سلیمہ اور خصلت کریمہ کے قدرتی جوہر کے باعث زمانہ جاہلیت کی رسومات مذمومہ سے محترز رہے۔ شراب سے ہمیشہ طبع اقدس نفور رہی زنا کی جانب کبھی پائے تصور نے بھی لغزش نہ کھائی۔ چوری کا خیال بھی کبھی نگار خانہ دل میں نقش گیر نہ ہوا دست کرم کی بلند ہمتی جود و سخا کے وسیع میدانوں میں اپنی اولوالعزمیاں دکھاتی رہی گردن اسلام میں آپ کے فیاضانہ احسان ہمیشہ حمائل رہیں گے۔ آپ کی سیر چشمی اور دریا دلی نے ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو سیر کر دیا ہے۔ آپ زمانہ خلافت میں

Marfat.com

ہر سال حج کو تشریف لیجاتے آپ کا خیمہ مقام منا میں نصب ہوتا۔ لنگر خانہ عام جاری رہتا تھا جبتک تمام حجاج کو کھانا نہ کھلا دیا جاتا آپ خیمہ کے اندر تشریف فرما ہوتے تمام مصارف ذات خاص سے متعلق تھے۔ آپ کی شان غنا شرف اسلام سے پہلے بھی سواد عرب میں شہرت عامہ کا اعزاز حاصل کر چکی تھی جیش عسرہ میں جو آخر غزوہ سرکار رسالت ہے حضور سید العالمین صلعم کی چشم کرم کے اشارہ سے کل لشکر کیلئے سامان فراہم فرمایا غزوہ تبوک میں جب کہ اصحاب کرام سخت تنگی میں مبتلا تھے آپ نے کثیر التعداد سامان رسد اپنے صرفہ سے بہم پہنچایا۔ اہل بیت نبوت کی مالی خدمات سے فائز ہونے کا شرف بھی ہمیشہ آپ کو حاصل رہا حضور سید المرسلین صلعم سے خوب خوب دعائیں لیں جنت کی بشارت عفو جرائم کی خوشخبری زندگی میں باعث تخلیق جنت کی زبان سے سن لی۔ چاہ رومہ جو مسجد قبلتین سے جانب شمال ایک یہودی کی ملک تھا اور بقیمت اس کا پانی فروخت ہوتا تھا مدینہ منورہ میں بجز اس کنوئے کے دوسرا کنواں نہ تھا جس کا پانی اہل مدینہ استعمال کرتے غریب عرب سخت تکلیف میں تھے آپ نے پینتیس ۳۵ ہزار کو یہ چاہ یہودی سے خرید کر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا۔ زمانہ قحط میں ایک ہزار راحلہ گیہوں باوجود اس کے کہ تجار مدینہ پانچ گنا نفع دینے کے لئے تیار تھے آپ نے یہ کہکر کہ مشتری دس گنا نفع پر لینا چاہتا ہے فی سبیل اللہ کل غلہ خیرات کر دیا۔ جب سے مسلمان ہوئے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے رہے اگر اتفاق سے کوئی جمعہ ناغہ ہو جاتا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد فرماتے۔ مسجد نبوی کی توسیع پچیس ہزار روپیہ کی زمین خرید کر کے فرمائی غرض آپ کا کرم عام تھا باوجود اس ثروت و دولت کے آپ کی سادگی اپنی آپ نظیر تھی۔ جہاں مہمانوں کے لئے نفیس نفیس کھانے کھلائے جاتے وہاں خود شہد اور روغن زیتون اور کبھی صرف بھنا گوشت اور سرکہ استعمال فرماتے۔ کپڑا بہت سادہ معمولی کم قیمت کا زیب بدن فرماتے۔ مسجد نبوی میں صرف چادر مبارک سر تلے رکھکر سو جاتے زمانہ خلافت میں بھی اسی طرح دو پہر کو مسجد میں قیلولہ کرتے جب

Marfat.com

بیدار ہوتے سنگریزوں کے نشان بدن پر ہوتے۔ ایک غلام سے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ تیری گوشمالی کی تھی تو مجھ سے قصاص لے لے۔

خصوصی فضائل۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر زمانہ نبوت تک یہ شرف خاص صرف آپ ہی کو حاصل تھا کہ خاندان نبوت کی دو شہزادیاں آپ کو منسوب ہوئیں حضور رحمت اللعالمین صلعم نے اول اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا عقد آپ کے ساتھ کیا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم آپ کے عقد میں آئیں۔ انھیں دو نورانی وجودوں کی برکت نے آپ کو ذوالنورین بنایا۔ آپ نے دنیائے اسلام کو ایک قرآن کریم پر متفق کیا اور قرآن شریف کو جمع فرمایا۔ اگرچہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن شریف کا جمع ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ علماء فرماتے ہیں کہ زمانہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں صدہا بلکہ ہزارہا اصحاب کرام کل قرآن عظیم کے حفاظ موجود تھے مگر پورا قرآن عظیم ایک جگہ لکھا ہوا نہ تھا حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں جمع کیا گیا اور وہ حضرت سیدہ حفصہ کے پاس رہا۔ صدیقی اور فاروقی زمانوں میں اسی مصحف پاک کی نقلیں ممالک اسلامیہ میں روانہ کی جاتی تھیں۔ لیکن نہ کثرت و اہتمام سے حضرت ذوالنورین نے اپنے زمانہ میں پھر نہایت سعی و اہتمام سے قرآن شریف کو نقل کرایا اور حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو قرآن مجید تھا اس سے مقابلہ کر کے تمام بلاد اسلامیہ میں بکثرت بھیجنا شروع کیا اور تمام دنیائے اسلام اس مصحف پر متفق ہو گئی۔ خود بہ نفس نفیس آپ نے قرآن شریف کی تعلیم بھی دینا شروع کر دی اور قرا تابعین کی ایک جماعت جن کا سلسلہ قرأت اس وقت تک جاری ہے آپ سے فیضیاب ہوئے آپ نے مسجد نبوی کو وسعت دی۔ نماز جمعہ میں اذان ثالث کا رواج دیا۔ اس سے پیشتر صرف اس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر تشریف فرما ہوتا تھا اور دوسری بار تکبیر کہی جاتی تھی۔ آپ نے تیسری اذان اور منفرد کی جو قبل اجتماع ہوتی ہے۔ آپ کی یہ سنت کریمہ اس وقت تک جاری ہے۔ آپ نے

Marfat.com

دو ہجرتیں کیں مدینہ منورہ کی ہجرت سے پیشتر آپ نے معہ اپنی اہل کے حبشہ کو ہجرت کی اس وجہ سے آپ کو ذو الہجرتین بھی کہتے ہیں۔ آپ اکثر فرماتے کہ مجھ میں دس فضیلتیں ہیں۔

۱۔ مسلمان ہونے میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ یعنی آپ حضرت مولا علی حضرت صدیق اکبر حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے بعد ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے آپ سے ایک روز بعد حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف مسلمان ہوئے۔

۲۔ باوجود کثرت دولت و ثروت کبھی آپ نے اظہار تمول نہیں فرمایا۔

۳۔ کبھی جھوٹ نہ بولا۔

۴۔ جس ہاتھ سے سرکار دوعالم کے دست مقدس پر مبایعت کی اس کو کبھی شرمگاہ پر مس نہیں فرمایا۔

۵۔ مسلمان ہو کر ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنا آخر عمر تک معمول رہا۔

۶۔ عمر بھر کبھی زنا کا ارادہ بھی نہ فرمایا۔

۷۔ اسلام سے پیشتر بھی کبھی شراب کو نہ چھوا۔

۸۔ مسجد نبوی میں توسیع فرمائی۔

۹۔ مسلمانوں کے لئے چاہ رومہ وقف کر دیا۔

۱۰۔ جیش عسرہ کے لئے تمام سامان یہانتک کہ سواریوں کے لئے لگام اور میخ تک بہم پہونچائی۔

ازواج و اولاد۔ بعض آدمی عدم علم کے باعث یا حضرت ذو النورین کے نورانی خاندان کے روشن چراغوں کو حسد کے سبب یہ کہتے پائے گئے کہ شبستان ذوالنورین میں کوئی چراغ موجود ہی نہ تھا یعنی آپ صاحب اولاد نہ تھے لیکن جس کو فن تاریخ و سیر سے کچھ بھی واقفیت ہے وہ اس کو محض ایک خیال باطل کہتا ہے آپ کی نسل مبارک کا آپ کے بعد باقی رہنا اور ترقی پانا مسلم و متفق علیہ ہے

Marfat.com

جس وقت آپ شہید ہوئے ہیں اُس وقت چند لڑکے لڑکیاں اور چار بیویاں حیات تھیں آپ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ بیویاں کیں جن میں سے حضرت رقیہ اور ام کلثوم گلشن نبوت کی مہکتی و مکتی دو کلیاں تھیں۔ شاخ اوّل سے ایک گل زیبا کی شمیم آرائی ہوئی یعنی حضرت عبد اللہ اصغر پیدا ہوئے مگر کم سنی میں ریاض خلد کی گلگشت پسند فرمائی۔ شاخ ثانی بار آور نہ ہوئی۔ تیسری بیوی کا نام ناختہ بن غزوان تھا عبد اللہ اکبر ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔ چوتھی بیوی اُم عمرو بنت جندب بن عمر بن حممتہ الدوسیہ تھیں تین صاحبزادہ خالد۔ آبان۔ عمرو اور ایک لڑکی مریم ان کے بطن سے وجود کی مجلس میں رونما ہوئے پانچویں بی بی فاطمہ بنت ولید تھیں۔ ولید۔ ام سعید۔ سعد ان سے پیدا ہوئے چھٹی بیوی اُم النبین بنت عبیہ ہیں عبد الملک ان سے پیدا ہوئے۔ مگر بچپن میں انتقال کر گئے۔ ساتویں بیوی کا نام رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہے۔ عائشہ ام آبان۔ ام عمرو تین لڑکیاں پیدا ہوئیں آٹھویں بیوی نائلہ بنت الفراصفہ ہیں جن کے بطن سے بعض کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمان پیدا ہوئیں بعض مورخین کہتے ہیں کہ ام خالد۔ اروی۔ ام آبان صغرا ان کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ رملہ۔ نائلہ۔ ام البنین۔ فاصرہ وقت محاصرہ موجود تھیں۔ ام نبین کی نسبت بعض مورخین کا قول ہے کہ زمانہ محاصرہ میں طلاق دیدی گئی تھی۔

حضرت سیدنا ابو سعید آبان ابن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ تابعین کی جماعت کے نامور مقبول ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سن وصال کے کئی سال بعد پیدا ہوئے جلیل القدر صحابہ کرام کی مجالس میں شرکت فرما کر علوم نبوت سے استفاضہ کیا۔ حدیث و فقہ میں آپ کی وسعت نظر اور تبحر علمی نے آپ کو زمانہ سے ممتاز بنا رکھا تھا جیسا کہ تہذیب الاسماء میں حضرت محی الدین نووی ابن ذکریا شارح مسلم شریف نے عمرو ابن شعیب کا قول نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابان سے بڑھکر حدیث و فقہ کا عالم کوئی میں نے نہیں دیکھا۔ اسی طرح یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں کہ مدینۃ الرسول میں دس فقہاء کرام معزز و ممتاز گزرے جن میں سے ایک

Marfat.com

حضرت ابان ہیں۔ تمام علما حدیث نے آپ کی فقاہت پر اتفاق کیا ہے۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور زید ابن ثابت اور دیگر اجلۂ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ بڑے بڑے تابعین آپ کے سلسلۂ تلامذہ میں داخل ہیں۔

حضرت خلیفہ وقت عمر ابن عبدالعزیز جن کی زمانہ سلطنت کو مؤرخین نے قرن اوّل یعنی عہد خلافت راشدہ سے تشبیہ دی ہے آپ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اسمار الرجال کی کتابوں میں آپ کا تذکرہ موجود ہے مذہب الکمال فی اسمار الرجال مصری صفحہ ۱۳ پر امام العلام حافظ صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی الانصدی آپ کے احوال میں رقمطراز ہیں کہ امام بخاری اور مسلم نے آپ سے روایت حدیث نقل فرمائی ہیں آپ کے ایک صاحبزادہ حضرت عبدالرحمن آپ کی یادگار تھے جو علم حدیث میں راس المحدثین مانے گئے ہیں اور احادیث کو اپنے والد بزرگوار (حضرت ابان) سے روایت کرتے ہیں آپ نے تمام عمر اشاعت فقہ و حدیث میں بسر فرمائی اور بہت طویل عمر پائی اور حاضر مدینہ منورہ میں ۱۰۵ھ میں وصال فرمایا۔ محدثین گرامی قدر کے اقوال منبرہ سے اس شہرت کی اصل غلط معلوم ہوتی ہے جو عدن میں آپ کے مزار مقدسہ کی نسبت ہے جیسا کہ سفرنامہ حجاز نواب کلب علی خاں بہادر والی رامپور سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن بن ابان بن حضرت امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ صاحب تہذیب الکمال فی اسمار الرجال نے آپ کی نسبت صرف اسقدر تحریر کیا ہے کہ آپ زمرۂ محدثین میں راس المحدثین مانے گئے ہیں اور اپنے والد حضرت ابان سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ میں جو محدثین کے اوصاف کی گویا ایک مختصر فہرست ہے آپ کے متعلق صرف اس قدر تحریر ہے۔ عبدالرحمن بن ابان بن عثمان بن عفان الاموی المدنی ثقتہ۔ فضل۔ عابد من السادستہ۔ آپ کے بعد

Marfat.com

آپ کی اولاد بنی امیہ کی سلطنت میں علمی سیاسی خدمات پر مامور رہی۔ اس وجہ سے تاریخ میں اُن کے حالات فرداً فرداً دریافت کرنے کے لئے بہت وقت درکار ہے اور فرصت قلیل لہٰذا تفصیل انشاء اللہ المستعان اور وقت پر کی جائے گی۔

اس لئے راقم درمیانی تمام حضرات کے حالات کو نظرانداز کرکے صرف اُن اکابر کے حالات پر اکتفا کرتا ہے جو ہندوستان میں آکر مقیم ہوئے اور اپنے زمانے میں نام آوری کے آسمان پر آفتاب فضل و کمال بن کر چمکے۔

حضرت مولانا دانیال قطری قاضی القضاۃ علاقہ بدایوں سلاطین اسلام کی آمد بدایوں اور نواح بدایوں میں پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں شروع ہوگئی تھی۔ عساکر اسلامیہ کی آمد و رفت کے باعث مسلمانوں کی کسی قدر آبادی خاص خطہ بدایوں میں ہوگئی تھی چنانچہ شروع[1] پانچویں صدی کے بہت سے شہدائے جلیل القدر یہاں کی خاک میں محو استراحت پائے جاتے ہیں چھٹی صدی کے اختتام پر سلطان قطب الدین ایبک نے[2] ۵۹۹ھ قلعہ کالنجر اور کالپی کی فتح کے بعد

---

[1] شروع پانچویں صدی کے شہدا میں حضرت میراں ملہم شہید اور حضرت میر نامر الدین علی شہید ہیں جو محمود غزنوی کے زمانہ میں نواح بدایوں میں تشریف فرما ہوئے۔

[2] فتح بدایوں کی سالوں میں مورخین کا اختلاف ہے علامہ مورخ بدایونی مولانا عبدالقادر قادری علیہ رحمۃ نے منتخب میں ۵۹۲ھ ہجری میں بدایوں کا فتح ہونا لکھا ہے۔ اور فتح البدایوں تاریخ فتح نکالی ہے جس سے ۵۹۲ھ برآمد ہوتے ہیں لیکن علامہ قاسم نے تاریخ فرشتہ میں ۵۹۹ھ ہجری میں بدایوں کا فتح ہونا تحریر کیا ہے۔ چنانچہ ۵۹۹ھ ہجری کے اکثر شہدائے کرام بدایوں میں ہم آغوش عروس مزار پائے جاتے ہیں تہایہ گنج شہدا کے اموں بھانجہ کے نام سے جو حضرات مشہور ہیں ان کی تاریخ وصال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تاریخ ۵۹۹ھ ہجری میں قلعہ بدایوں فتح ہوا ہے اور طلوع آفتاب تاریخ فتح بدایوں نکالی ہے۔ علامہ نور بخشانی صاحب نگارات ہند نے غازی احمد

Marfat.com

قلعہ بدایوں کو فتح اور یہاں مستقل اسلامی حکومت قایم کرکے گرد و نواح کے بہت
بڑے علاقے کو جو زمانہ مابعد میں علاقہ کٹہیر کے نام سے موسوم ہوا صوبہ بدایوں
میں الحاق کیا اور سلطان شمس الدین التمش کو یہاں کی حکومت تفویض کی گئی سلطان
شمس الدین جنت مکانی کے پہلو میں قسام ازل کی بارگاہ سے وہ پاک دل
ودیعت رکھا گیا تھا جس میں خداشناسی رچا بسا پوری۔ کمال آفرینی کے جوہر
مثل آئینہ رونما تھے خواجگان چشت اہل بہشت میں سے بقول بعض اہل شہر حضرت
خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے مقدس ہاتھ میں ہاتھ دیکر فیض روحانی سے یہ پاک
نفس تاجدار اس درجہ متاثر تھا کہ ہمیشہ انوار اسلام کو پھیلانے کی سعی سینہ سے لگی رہتی
تھی۔ بدایوں کی عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی اطراف و اکناف سلطنت سے
صاحب فن اور باکمال اشخاص کو تلاش کر کر کے بلانا شروع کیا تھوڑے ہی عرصہ میں
علم و فضل کی زندہ تصویریں فقر و فنا کی نورانی ہستیاں بدایوں کے ہر گلی کوچہ
میں نظر آنے لگیں۔ اور بدایوں کی چپہ چپہ پہ مدینۃ العلوم اور قبۃ الاسلام کی

[illegible]

وغازی محمد (جو ماموں بھانجہ کے نام سے مشہور ہیں) کی تاریخ شہادت جسکو صاحب طبقات الاولیا
نے بجنسہ درج کردیا ہے یہ تحریر فرمائی ہے۔ حضرت احمد محمد غازیان دین پناہ۔ زینت جیش
امیر قطب دین غوری کلاہ۔ باب بہر تو لی کشادہ از سینہ آن اہل دلاں۔ یافت قلعہ
مسلین از مشرکین وقت گیاہ۔ گفت ہاتف قطب دین بارک لک حق حصین ہست تاریخ طلوع آفتاب
اسو بادشاہ۔ جستجو سال وصال آں خال وتواہر زادہ بود۔ ہمدان پاک اعتقاد و نور چشم آمد ندا
۵۹۹ھ ۵۹۹ھ ۵۹۹ھ
یہ دونوں حضرات فاتح باب بدایوں جناب مولوی وزیر احمد صاحب رئیس (ٹونک والا) بدایوں کے
دیوان خانہ کے اندر ایک چھوٹے سے احاطہ میں تہ خاک آسودہ بتائے جاتے ہیں واللہ اعلم
حالات اولیا و شہدائے بدایوں کے متعلق متعدد تصانیف میں بعض بہت مختصر ہیں بعض
میں قدرے تفصیل ہے مصنفین کی تحقیقات میں اختلاف ہے اُس اختلاف میں اصل حال کی تحقیق کی کوئی صورت
نہیں کیونکہ کوئی تاریخ معتمد قدیم مشہور جو قابل یقین ہو نظر نہیں آتی اپنی رائے و روایت کی بنا پر شخص اعتماد کرکے

Marfat.com

سنہری تصویریں صاف نظر آنے لگیں اسی زمانہ میں قاضی دانیال قطری جو نواح قطر[1] سے ترک سکونت کر کے جیش اسلامی کے ہمراہ ہندوستان وارد ہو کر اوّل لاہور میں مقیم ہوئے تھے اس کے بعد مقام دیوبند میں کچھ دنوں رہکر ایک عالم کو مستفیض کر کے شہرت کامل حاصل کر چکے تھے سلطان کی اشتیاق آفریں طلب کی بدولت ہاتھوں ہاتھ بدایوں بلائے گئے۔ عزت و تکریم سے خیر مقدم کر کے عظمت و وقار کی مسند پر بٹھایا عہدۂ قضا حکومت کی جانب سے پیش کیا گیا اس وقت سے آپ دائرہ حکومت شمسی کے قاضی القضاۃ مشہور ہوئے۔

قاضی صاحب ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی کمال کے دلدادہ تھے اور خواجہ عثمان ہارونی کی جوش عقیدت نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے زمرۂ ارادت میں آپ کو داخل کر دیا تھا آپ کی سال رحلت کا پتہ نہیں چلتا مزار آپ کا حضرت پیر مکہ[2] صاحب علیہ الرحمۃ کی حریم کے مشرقی دروازہ کے سامنے گوشہ جنوب میں بتایا جاتا ہے

---

[1] قطر نواح قطیب و عمال میں ایک شہر کا نام آج کل موجودہ اٹلسوں میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قطر علاوہ شہر کے ایک صوبہ کا بھی نام ہے

[2] حضرت پیر مکہ صاحب بدایونی آپ بدایوں کے متقدمین اولیاء کرام میں ہیں کہا جاتا ہے۔ مجذوبانہ صفات کے ساتھ مستی محبت میں مستغرق رہتے تھے اور ایک بوزہ گر کا مکان آپ کی اقامت گاہ تھا مشہور ہے کہ آپ جمعہ مکہ مکرمہ میں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت مولانا حاجی جمال ملتانی قدس سرہٗ بھی بذریعہ طی الارض مکہ معظمہ میں جمعہ کی نماز ادا فرماتے تھے ایک دن اتفاق سے امام حرم کی طبیعت ناساز تھی نماز کے لئے حاضرین نے حضرت پیر مکہ بدایونی کو پکارا حاجی صاحب بدایوں کا نام سنکر چونکے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بدایوں رہتے ہیں۔ اپنی لاعلمی پر تعجب ہوا۔ بعد نماز جب دونوں بزرگ اپنے کمال باطنی کے تصرف سے بدایوں آ گئے تو حاجی صاحب کو پیر مکہ کے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ بہت تلاش کیا بدقت معلوم ہوا کہ ایک مستانہ صفت فقیر اس نام کا ایک بوزہ گر کے مکان پر موجود رہتا ہے۔ وہیں پہونچے رندانہ مدارات کی گئی پیر مکہ نے اپنے ہاتھ سے جام پر کر کے حاجی صاحب کو

Marfat.com

مقرر ہو کر آیا اور عرصہ تک حاکم رہا۔ ۶۴۵ھ میں ملک اعزالدین بلبن بزرگ حاکم بدایوں مقرر ہوا۔ حکومت کی جانب سے رضی الملک کا خطاب پایا۔ تھوڑی ہی عرصہ کے بعد زمینداران کٹھیل اور کٹھیر کے ہاتھ سے حالت مستی میں قتل کر دیا گیا۔

سلطان ناصرالدین بغرض انتقام اشرار کو سزا دیتا ہوا اور حدود پر انتظام کرتا ہوا دہلی سے بدایوں تشریف فرما ہوا۔ مشیران دولت اور اراکین حکومت سے قاضی صاحب کے کمالات سُن کر آپ کی عظمت اپنے دل میں لے گیا۔

قاضی صاحب جہاں حلم و حیا اور جود و سخا کی زندہ تصویر تھے وہاں آپ کی مہمان نوازی بھی ضرب المثل تھی۔ خصوصاً طلبہ کے آرام و آسائش کا ہر وقت خیال دامنگیر تھا۔ آپ کا دیوان خانہ عقب جامع شمسی واقع تھا جہاں علاوہ دربار قضا کے سلسلہ درس و تدریس بھی جاری رہتا تھا۔ جب آپ کی عمر آخر ہوئی تو آپ نے اپنے صاحبزادہ کو بلا کر نصیحت کی کہ بیٹا میں ہمیشہ مقدمات قضا حکم الٰہی سے حقیقت کے مطابق فیصل کیا کرتا تھا اگر تم میں اتنا مادہ ہو تو عہدہ قضا قبول کرنا ورنہ یاد رکھو کہ حقوق العباد کا مواخذہ دربار الٰہی میں ہوگا بزرگ باپ کی اس وصیت کو سعادتمند بیٹے نے بغور سُنا اور اس عہدہ سے الگ رہنے کا دل میں عہد کر لیا۔

آپ نے ایک پسر جو زوجہ اوّل سے پیدا ہوئے تھے اور ایک لڑکی جو زوجہ ثانی سے پیدا ہوئی تھیں۔ اپنی یادگار چھوڑے ان صاحبزادی کی شادی قاضی صدرالدین صاحب گنوری سبزواری کے ساتھ ہوئی جو محض تحصیل علم کے لئے اپنے وطن اصلی سے چلکر بدایوں آئے تھے۔ تاکہ قاضی صاحب کے حلقۂ درس میں داخل ہوں۔ بدایوں کے تمام صدیقی حمیدی ان قاضی صدرالدین صاحب کی اولاد سے ہیں۔

قاضی صاحب بے گواہ کا وصال بعہد غیاث الدین بلبن ۶۷۴ھ میں ہوا۔ عارف سر اللہ آپکی تاریخ وصال ہے۔ مزار شریف مسجد گلاچین میں واقع ہے صاحب طبقات الاولیا نے آپکی تاریخ وصال جو تحریر کی ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے۔ قطعہ تاریخ

چوں زدنیا رخت ہستی بست و زخلد بریں شیخ سعدالدین عثمانی فقیہ بے مثال

معارف تاریخ بدایوں ... قاضی صاحب ... وفات ...

Marfat.com

سال ترحیلش بجستم از خرد گفتہ بمن　　صاحب وقت و کرسی کار و تن مہاکال

عارف حق آگاہ سند التارکین مولانا شیخ محمد المعروف بہ شیخ راجی قدس سرہٗ۔ آپ قاضی صاحب مذکور کے باکمال فرزند تھے اوائل عمر سے تصوف کی حق نما تجلیات کو اپنے آئینہ قلب سے لگائے ہوئے تھے علوم و فنون کی تکمیل والد کے حلقہ درس میں کی تھی سلطنت کی طرف سے منصب قضا جو میراث آبائی تھا پیش کیا گیا مگر اپنے بزرگ باپ کی وصیت کو یاد کر کے فوراً انکار کر دیا اس کے بعد آپ کی اولاد شیرزاد کو یہ عہدہ تفویض کیا گیا۔ کچھ دنوں تک سلسلۂ درس تدریس جاری رہا اس کے بعد بالکل ترک علایق کر کے گوشہ نشینی اختیار کی لیکن طلبہ کا ہجوم آپ کی گوشہ نشینی میں بھی حارج ہوا۔ یہانتک کہ آپ نے گھربار کو خدا حافظ کہکر دشت نوردی اور بادیہ پیمائی شروع کی آپ ولی کامل صاحب مکاشفات تھے آپ کے بیٹے مولانا شیخ عبدالشکور قدس سرہٗ عارف کامل اور شیخ وقت تھے سلسلۂ چشتیہ میں صاحب مجاز تھے متوکلانہ زندگی بسر کرتے اور علایق دنیوی سے ہمیشہ آزاد رہتے سلسلہ درس و تدریس کا شغل رکھتے تھے لیکن والد کے انتقال کے بعد یہ بھی گوشہ گیر ہو کر عالم گمنامی میں روپوش ہو گئے۔

مولانا الشیخ محمود سہروردی قدس سرہٗ آپ مولانا عبدالشکور کے فرزند تھے۔ علم و فضل میں یگانۂ عصر اور ولی روزگار سمجھے جاتے تھے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت و اجازت رکھتے تھے۔ شہاب الاولیا حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نسبت قوی حاصل تھی۔ اسی طرح آپ کے فرزند ارجمند مولانا معروف قدس سرہٗ نہایت صاحب باطن اور صوفی مشرب بزرگ تھے مسجد کے حجرہ میں گوشۂ تنہائی کو پسند کر لیا تھا نسبت اویسیہ ہر وقت غالب رہتی تھی شبانہ روز مراقبہ اور مکاشفہ کی حالت میں مستغرق پائے جاتے تھے بلا ضرورت کلام نہ کرتے تھے۔

قاضی القضاۃ مولانا شیخ حمید الدین المعروف بہ قاضی محمد قدس سرہٗ۔ آپ

Marfat.com

شیخ افضل مولانا معروف کے فرزند رشید تھے علم وفضل میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ آپ نے سلسلۂ درس وتدریس کو فروغ دیا فقہ میں دستگاہ کامل حاصل تھی آپ کی شہرت نے بزمانۂ سلطنت سکندر لودھی منصب قضا پھر آپ کو پہنچایا اور قاضی القضاۃ کا خطاب دربار شاہی سے دلوایا آپ کے بیٹے مولانا مفتی کریم الدین بھی فقہ میں ید دست عالم تھے جن کے زمانہ میں بدایوں اہل کمال کا مرجع ومنبع تھا۔ آپ کی نگاہیں کبری دور دیکھے ہوئے تھیں زمانہ جہانگیر میں آپ کو بخوبی شہرت حاصل ہوئی اس وقت آپ جلیل القدر صاحب فتوی سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں ایک بیوی سے دو لڑکے مولانا شیخ عزیز اللہ اور شیخ احمد عرف فتو پیدا ہوئے شیخ احمد مرد مجرد اور آزاد وضع بزرگ تھے اکثر جذبات کی حالت میں رہا کرتے تھے۔ دوسری بیوی سے شیخ مظاہر پیدا ہوئے جن کا کچھ حال معلوم نہ ہوسکا۔

مولانا الشیخ عزیز اللہ قدس سرہٗ شاہجہاں کے عہد سلطنت میں بدایوں میں آپ کا نام صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے زمرہ میں مشہور تھا۔ آپ علوم وفنون میں کامل واکمل تھے۔ عارفانہ رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے ہر وقت نسبت اویسیہ آپ پر غالب رہتی تھی۔ اکتساب علم کامل تحقیق کے ساتھ اپنے والد سے کیا تھا۔ بدایوں اور بریلی کے تمام عثمانیوں کا شجرہ آپ پر ختم ہوتا ہے ۱۰۹۹ھ میں واصل بحق ہوئے شیخ الکل تاریخ وصال ہے۔ آپ کے دو لڑکے ایک مولانا عبدالغفور دوسرے مولانا عبدالشکور آپ کی یادگار رہے۔ ملا عبدالشکور بھی عالم تھے جن کے خلف علامہ دہر فرید عصر مولانا مفتی محمد مرید علیہ الرحمۃ دور حکومت حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر خلد مکانی میں بزم اسلام کے شمع فروزاں تھے علم وعمل تقوے وبزرگی میں شہرت کامل حاصل تھی طلبائے علوم آپ کے دامن فیض سے وابستہ تھے آپ کے زمانہ کا مشہور واقعہ قوم ناگنہ کا جہاد تھا۔ بدایوں کے جانب شرق دو میل کے فاصلہ پر ایک تالاب سورج کنڈ ہے جہاں اہل ہنود کا دسہرہ وغیرہ ہوتا ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں مقام سورج کنڈ پر ایک مسجد بتکدہ توڑ کر

Marfat.com

بنائی گئی تھی اُس وقت سے یہ مسجد برابر اہل اسلام کے قبضہ میں چلی آتی تھی۔ مگر
قوم نانگہ جو اپنے زمانہ کے نہایت سرکش اور مردم آزار لوگ تھے انھوں نے
موقعہ پاکر مسجد کو شہید کردیا اور از سر نو تبکدہ کی بنیاد ڈالنا چاہی۔ افواج شاہی
جو حوالی بداؤں اور قرب وجوار میں متقرر تھی اُس کا بھی کچھ خوف نہ کیا۔ یہ خبر جب
مفتی صاحب کو پہونچی آپ گروہ طلبہ اور متوسلین اہل اللہ کو ہمراہ لیکر مدرسہ قدیمہ سے
بقصد جہاد نکلے اور ٹھیک اُس روز کہ تالاب مذکور پر سالانہ میلہ کے باعث پورا
اجتماع تھا حملہ کیا باعانت الٰہی تمام مجمع پر وہ ہیبت حق غالب ہوئی کہ سارا میلہ
منتشر ہوگیا سیکڑوں نانگہ مارے گئے بقیہ فرار ہوئے۔ مفتی صاحب نے بجدید
مندر کو دوبارہ بتوں کے دخل سے پاک وصاف کرکے خدا کا گھر بنا دیا اور پھر
مسجد اپنی حالت پر آگئی۔ وہیں نماز باجماعت ادا کی گئی۔ بہت سے اشخاص توفیق الٰہی
مشرف باسلام ہوئے تمام مال واسباب غنیمت مفتی صاحب نے دربار سلطانی
میں روانہ کیا جس وقت سلطان دین پناہ کو یہ خبر پہونچی۔ مسرت وابتہاج کے ساتھ
دوگانہ شکر ادا کیا اور بکمال افتخار فرمایا کہ میرے زمانہ میں خدا کا شکر ہے کہ ایسے
باخدا لوگ بھی موجود ہیں۔ اور حسن عقیدت کے اظہار کے لئے ایک فرمان
معہ سند جاگیر چند مواضعات مفتی صاحب کو بھیجا۔ مفتی صاحب نے فرمان شاہی
کو اس درخواست کے ساتھ واپس کیا کہ جو کام میں نے خالصاً للہ کیا ہے اس کا
معاوضہ دنیا میں لینا ہرگز منظور نہیں ہے۔ حضرت ظل سبحانی کے دل پر اس
جواب کا بہت اثر ہوا دوبارہ بکمال اصرار منصب احتساب صوبہ کٹھیر کی سند
مفتی صاحب کو روانہ کی چنانچہ آپ آخر عمر تک تمام علاقہ کٹھیر کے محتسب رہے
آپ کی اولاد قصبہ اعلیٰ پور ضلع بداؤں میں اقامت پذیر رہی ملفوظات معنی میں
مفتی صاحب کی اولاد میں سے قاضی محمد فاضل کا دیکھنا حضرت سیف اللہ المسلول
قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا جن کے پوتے قاضی امداد رسول اعلیٰ پور ہی حضرت
تاج الفحول فقیر نواز قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خصوصی خادم تھے عرس شریف میں

Marfat.com

شبانہ روز نہایت جانفشانی کے ساتھ خدمات انجام دیتے تھے افسوس سن محرم ۱۱۳۳ھ ہجری میں یکایک انتقال ہو گیا۔ مفتی صاحب کا وصال بعمر چوراسی سال آخر ماہ جمادی الاول میں بروز شنبہ ۱۰۹۹ھ کو ہوا قدیم مسجد عثمانیان میں مزار شریف ہے۔

چوں مرید محمد آں مفتی — عالم ذی وقار و باتمکیں
کرد رحلت بگفت ملہم غیب — شد نہاں آفتاب عالم دین

مولانا عبد الغفور قدس سرہ۔ زاہد گوشہ نشین۔ فقیہ و محدث عالم باتمکین صاحب درس و افاضہ۔ متوکل و متورع بزرگ تھے تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی والد بزرگ مولانا الشیخ عزیز اللہ قدس سرہ سے اکتساب علوم کیا۔ مفتی مرید محمدؒ آپ کے بھتیجہ اور شاگرد رشید تھے۔ ۸۰ سال کی عمر پائی چودہ ذیقعدہ ۱۱۰۶ھ کو راہی خلد بریں ہوئے امام المشائخ تاریخ وفات ہے آپ کی زوجہ محترمہ قاضی عبد الملک قاضی اکبر آباد (آگرہ) کی دختر بلند اختر تھیں جو ۱۸ جمادی الاولے کو فوت ہوئیں۔

مولانا شیخ مصطفےٰ قدس سرہ۔ آپ مولانا عبد الغفورؒ کے نور نظر قاضی عبد الملک کے نواسہ مثل اپنے اجداد کے علم ظاہر میں یگانہ علم باطن میں یکتائے روزگار تھے۔ افادہ و افاضہ آپ کے چشمہ کرم کی دو رواں نہریں تھیں جن سے صدہا بندگان خدا سیراب ہوئے۔ صاحب تذکرہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

قاضی دانیال از عراق بہند قدوم آوردہ بقضائے بداؤں مباہات یافتہ بہدر انجا سکونت پذیرفتہ از اولاد امجادش شیخ مصطفےٰ است کہ در علم تصوف یگانہ روزگار خصوصاً در حل تخویصات کتب شیخ محی الدین عربی مشار الیہ علمار کرام بود۔ آپ اوناسی سال عالم وجود کی منازل طے کرکے ۲۲ شوال بروز جمعہ ۱۰۸۱ھ راہی عالم بقا ہوئے۔ چار پسر مولانا محمد شفیع۔ شیخ مرتضیٰ شیخ محمد عارف ملا شیخ محمد۔ اپنی یادگار چھوڑے مخدوم العصر تاریخ ہے۔

امام عصر شیخ مصطفےٰ را — حبیب حضرت خیر الورے گفت

چو خواہی سال وصلش ہاتف غیب　　محب و جاں نثار مصطفےٰ گفت

شیخ مرتضیٰ اور شیخ محمد عارف کی اولاد و اعقاب کی اطلاع نہیں۔ ملا شیخ محمد
ملبع برکات اور مجمع حسنات تھے۔ اکیاون سال کی عمر میں روز شنبہ دہم ماہ صفر
۱۱۰۱ھ کو قصبہ اکاسی میں وفات ہوئی آپ کے اعقاب کا ضمن اکثر مشاہیر سے
ہیں مختصر تذکرہ ضرورتاً درج ہے۔

آپ کی ایک دختر مولوی گل محمد صاحب کو منسوب تھی۔

مفتی درویش محمد صاحبؒ خلف ملا شیخ محمد صاحب۔ آپ نہایت
صاحب کمالات صوری و معنوی تھے۔ خوش نصیبی و خوش اقبالی دامن دولت
سے وابستہ تھی دو شادیاں ہوئی تھیں ایک شادی اہل قرابت میں مولانا عبداللطیف
صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جن کا نام بی بی ساجدہ تھا یہ نہایت عابدہ
صالحہ تھیں ماہ شعبان بروز پنجشنبہ خاوند کی حیات میں انتقال ہوا پانچ لڑکے
ان کے بطن سے پیدا ہوئے سب سے بڑے مولانا مفتی عبدالغنی صاحب۔
دوسرے قاضی امین الدین صاحب۔ تیسرے مولوی حبیب الدین صاحب
چوتھے مولوی جمال الدین صاحب۔ پانچویں محمد لطیف صاحب تھے۔ دوسری بیوی
سے مفتی محمد انجب۔ و مفتی محمد عوض صاحب تھے۔ مفتی درویش محمد صاحب
بعمر ۹۰ سال بروز دوشنبہ محرم ۱۱۶۲ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔

مولانا مفتی عبدالغنی صاحب علیہ الرحمۃ۔ آپ بارھویں صدی ہجری کے نہایت
برگزیدہ بزرگوں میں ہیں حضرت بحرالعلوم مولانا محمد علی مرحوم کے حسن تربیت سے
فائز المرام ہو کر فائق الاقران ہوئے جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل فرمائی والد بزرگوار
اور دیگر اکابر خاندان سے بھی فیض علم کو اخذ کیا تھوڑے ہی دنوں میں شہرت علمیہ
حاصل ہوئی درس گاہ میں شائقین علوم کا ہجوم ہوا انشاہان متقلبہ ادر نوابان اودھ
اور امرایان روہیلہ کے دربا روں سے فتوے طلب کئے جانے لگے استاد
وقت اور یگانہ عصر مشہور ہو گئے۔ جوشش باطن کی ذوق آفرینی اور ولولہ انگیزی نے

شجرہ ہائے اولاد مفتی دلشاد محمد صاحب

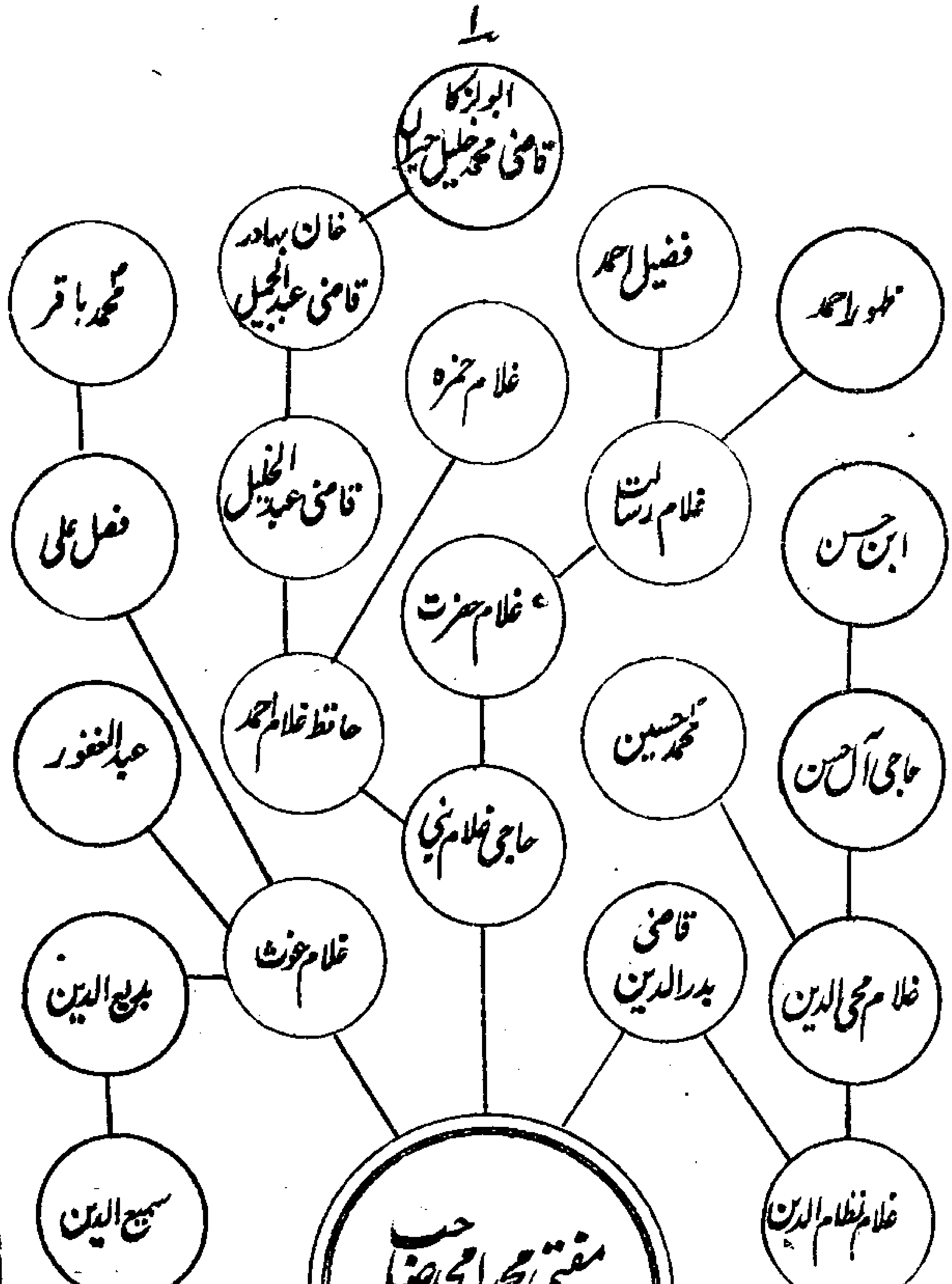

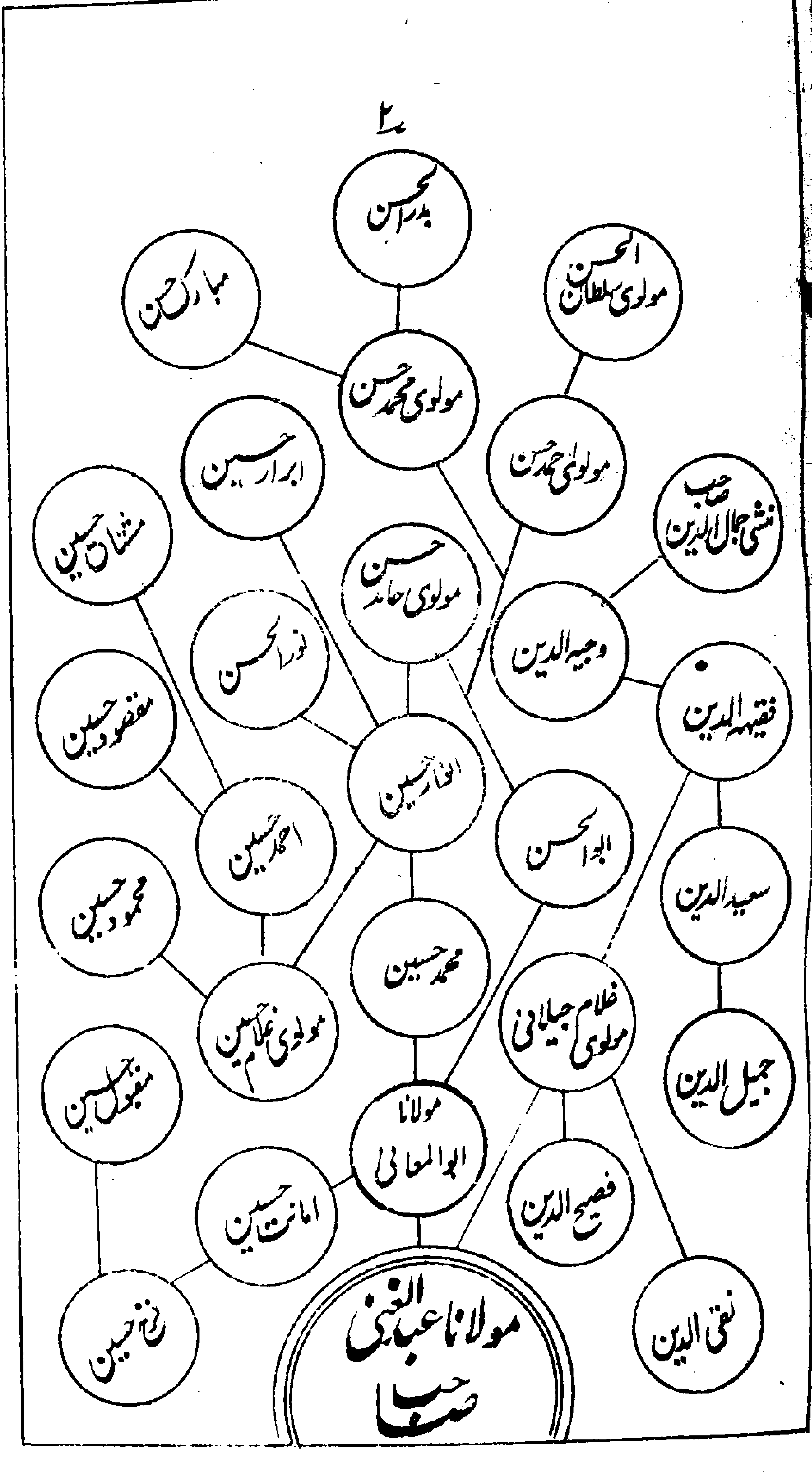
۲
بدر الحسن
مبارک حسن
مولوی سلطان الحسن
مولوی محمد حسن
ابرار حسین
مولوی حمد حسن
منشی جمال الدین صاحب
مشتاق حسین
مولوی حامد حسن
نور الحسن
وجیہ الدین
مقصود حسین
انوار حسین
فقیہہ الدین
احمد حسین
ابو الحسن
سعید الدین
محمود حسین
محمد حسین
مولوی غلام جیلانی
مولوی غلام حسین
جمیل الدین
مقبول حسین
مولانا ابو المعالی
امانت حسین
فصیح الدین
فرخ حسین
مولانا عبد الغنی صاحب
نقی الدین

Marfat.com

Marfat.com

مضطربانہ حضرت سرور اقطاب سیدی مولانا محمد سعید[۱] جعفری قدس سرہٗ کی جناب میں پہنچا یا بکمال عقیدت مرید ہوئے اور پیر کی نظر برکت اثر کی بدولت منازل قرب الٰہی کی جانب جلد جلد ترقی شروع کی ہر وقت شیخ کی خدمت کرنا اور حضوری میں رہنا اپنا شعار اختیار کیا۔ آپ کے کمالات کے لئے ایک مبسوط تحریر کی ضرورت ہے کتاب روضۂ صفا میں شیخ اکرام اللہ محشر بدایونی نے اور تذکرۃ الواصلین میں جو روضۂ صفا وغیرہ کا خلاصہ ہے مولوی رضی الدین صاحب خان بہادر وکیل نے بذیل تذکرہ حضرت مولانا محمد سعید جعفریؒ آپ کے بعض واقعات کا تذکرہ لکھا ہے۔ یہاں ہم صرف ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ بدایوں میں ایک حادثۂ قتل جس کا ذکر

---

[۱] حضرت سرور اقطاب مولانا محمد سعید جعفری قدس سرہٗ۔ ولادت باسعادت آپ کی شہر میدنی پور احاطہ بنگال کی ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں بقصد تحصیل علم وطن کو چھوڑ عظیم آباد پٹنہ تشریف لائے کچھ دنوں وہاں رہکر لکھنؤ کا قصد کیا۔ گوپامؤ پہونچکر حضرت قطب الملتہ والدین مولانا قطب الدین سے (جو ملک العلما قاضی شہاب الدین گوپاموی کے فرزند اور مولانا قطب الدین سہالوی کے ارشد تلامذہ میں تھے) تحصیل علم کی۔ قاضی شہاب الدین ملک العلما سے بھی استفاضہ حاصل کیا۔ بعد فراغ شوق تجرد دل میں پیدا ہو قصبہ سانڈھی میں جو مضافات لکھنؤ سے ہے ایک حجرہ میں بقصد اربعین اعتکاف کیا۔ ابتدائے ریاضت میں اسرار عجیبہ ظاہر ہونے لگے ایک شب حجرہ کے اندر ایک شخص ظاہر ہوا اور بعد سلام مسنون فرمایا کہ مجھے حضور غوث الثقلین نے تمہاری تعلیم پہ مامور کیا ہے اور چند نکات تلقین کر کے غایب ہوگیا۔ عشرۂ ثالثہ میں خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہ نفس نفیس تشریف فرما ہوئے اور بے حجابانہ حجابات قدس اٹھا کر حجلۂ تقدیس تک پہنچا دیا۔ آپ کو اکثر یہ خیال رہا کرتا تھا کہ میرا سلسلہ نسب حضرت جعفر طیارؓ سے ملتا ہے اس وجہ سے جعفری کہا جاتا ہے حضور غوث اعظمؓ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے جد بزرگوار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں اور تم سادات حسینی ہو عشرۂ رابعہ میں جب آپ کا چلہ ختم ہونے کو تھا آپ کے حجرہ میں دو شخص ظاہر ہوئے آپ نے دریافت کیا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ہر دو اشخاص نے کہا کہ ہم منجانب رب العزت مامور ہوئے ہیں کہ تمہارا نکاح کیا جائے آپ نے فرمایا کہ میں نکاح کرنا نہیں چاہتا جواب ملا کہ رضائے الٰہی کے سامنے تمہاری رضا و عدم رضا کوئی چیز نہیں

Marfat.com

حضرت بحر العلوم مولانا محمد علی مرحوم کے حالات میں ہے۔ گزر چکا تھا۔ نواب علی محمد خان بہادر کے ہمیشہ مفتی صاحب سے عقیدتمندانہ مراسم رہے اور آپ کی برابر آنولہ میں آمدورفت رہی ایک مرتبہ آپ آنولہ نواب صاحب کے یہاں فروکش تھے ایک دن اتفاق سے

(حاشیہ: ۳۴)

بغیر نکاح ترقی مدارج ناممکن ہے۔ آخر جب آپ چلہ سے فارغ ہوئے اکثر امور ایسے پیش آئے کہ مجبور ہو کر گویا مُوا آنا پڑا۔ آپ کے استاد مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ نے اپنی صاحبزادی کیسا تھ آپ کا عقد کیا۔ بعد مدت دراز لطلب شجاعت خان قادری و فی الحقیقت بایشاء حضور غوث پاکؓ آپ قادر گنج تشریف لائے وہاں بسلسلہ مدرسی اقامت اختیار فرمائی۔ اسی دوران میں حضرت سلطان الواصلین شاہ سلطان قادری بغداد شریف سے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت سلطان قادری سے دولت بیعت اور اجازت اجرائے سلسلہ حاصل کی۔ شاہ سلطان قادری خلیفہ شاہ غوث قادری کے اور وہ خلیفہ حضرت مخدوم شاہ اولیا کے اور وہ خلیفہ حضرت شاہ درویش خرقہ پوش کے تھے جن کو حضرت سیدنا شاہ غریب قدس سرہٗ جگر گوشہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے مثال خلافت حاصل تھی۔ یعنی حضرت مولانا محمد سعید رحؒ کا سلسلہ چھٹے واسطہ میں حضور غوث اعظم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے مناقب کے لئے روضہ صفا کا مطالعہ کافی ہے۔ راقم نے تبرکاً آپ کے مختصر حالات لکھدئے قادر گنج سے آپ بدایوں تشریف لائے۔ ایک عالم کو انوار ظاہر و باطن سے منور فرمایا۔ آخر دسویں جمادی الاولی ۱۱۴۲ھ ہجری میں جامع شمسی بدایوں کے اندر عین حالت مشغولی میں وصال فرمایا۔ تکیہ ناصر شاہ میں آپ کا مزار ہے۔ تاریخ وصال روضہ صفا میں یہ تحریر ہے رباعی

ای چشم و چراغ دودۂ پاک علی	شیخ مرد مکملی و دو ولی
شد از نظر جہاں چو خورشید نہاں	تاریخ وفات اوست نور شید جلی ۱۱۴۲ھ

۵۱ نواب علی محمد خاں حاکم خود مختار علاقہ کٹھیر عہد سلطنت شاہ عالم بہادر شاہ ابن اورنگ زیب عالمگیر میں روہیلوں کا مقدمۃ الجیش داؤد خاں جو شاہ عالم خاں کا غلام اور بیٹا تھا متبنیٰ نورسے جو سرحد کوہستان میں ضلع ہزارہ کے نواح میں واقعہ ہے ہندوستان میں آیا علاقہ کٹھیر

Marfat.com

نواب صاحب کے صاحبزادہ نے مفتی صاحب کے سامنے حجامت بنوائی حلق راس سے فارغ ہو کر حجام کو داڑھی کترنے کا حکم دیا اور مفتی صاحب کا مطلق پاس نہ کیا حجام نے

[illegible] اگر زمینداران کی ملازمت شروع کی مدار شاہ زمیندار پرگنہ بر سرکار بدایوں کے یہاں نوکر ہو کر زمیندار پرگنہ بچھ محلہ سے جنگ کی اور فتح پائی۔ موضع بانکولی کی تاخت و تاراج میں ایک خوردسال صاحب اقبال بچہ ایک کھیت میں اس کو نظر پڑا۔ خود لاولد تھا اس بچہ کو پدرانہ شفقت کے ساتھ پرورش کیا علی محمد خاں نام رکھا۔ جب داؤد خاں راجہ کمایوں کے ہاتھ سے بسبب سازش عظمت اللہ خاں فاروقی حاکم مرادآباد ہلاک ہوا۔ روہیلوں کی جماعت کثیر نے جو رفتہ رفتہ نہایت زبردست اور حکمراں اور قابو یافتہ ہو گئے تھے علی محمد خاں کو اُن کا وارث بنایا۔ عظمت اللہ خاں حاکم مرادآباد نے اپنے یہاں علی محمد خاں کو چار پانچ سو افغانوں کا سردار بنا کر نوکر رکھا۔ رفتہ رفتہ علی محمد خاں کا ستارہ اوج و اقبال اس درجہ تاباں ہوا کہ تمام علاقہ روہیلکھنڈ کا مالک و حاکم ہو گیا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی سے بمقام بنگڑھ متصل بدایوں عرصہ تک لڑائی جاری رکھی آخر دربار شاہی سے معافی حاصل ہو گئی۔ نواب علی محمد خاں نہایت وجیہ عقیل رسمی و شجاع شخص تھا سیاست و حکومت باتباع شریعت کی علما کی قدر مشایخ کی جاہ و منزلت ہمیشہ اپنا شعار رکھا۔ خدا والوں کی صحبت نے نہایت متقی اور متورع بنا دیا تھا۔ آنولہ دارالحکومت تھا۔ اپنی حیات میں حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں صاحب کو اپنا جانشین بنا کر ۱۱۶۱ھ میں انتقال کیا آنولہ میں مقبرہ ہے چھ لڑکے اور چند لڑکیاں وقت وفات چھوڑیں بڑے لڑکے نواب عبداللہ خاں صاحب مرحوم کا مقبرہ اچھا بنا ہوا ہے۔ حافظ رحمت خاں نہایت دلیر و شجاع متقی و پرہیزگار بزرگ تھے شاہ عالم خاں کے فرزند رشید تھے تمام عمر علاقہ کٹھیر یہ عظیم فتوحات کے ساتھ قابض رہے کبھی کسی جگہ شکست نہ ہوئی نواب قایم خاں بنگش والی فرخ آباد سے متصل بدایوں موضع دونری رسولپور میں عظیم الشان جنگ ہوئی اور فتح عظیم حاصل ہوئی۔ اپنی زندگی میں بکثرت کار ہائے خیر انجام دئے۔ بہت مسجدیں تعمیر کرائیں حضرت سید ی خواجہ سید احمد صاحب کی حریم مزار حافظ صاحب کی یادگار ہے آخر نواب شجاع الدولہ کی لڑائی میں جس میں انگریزی فوج سے مقابلہ تھا

Marfat.com

نواب زادہ کی داڑھی کترنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مفتی صاحب کو ہتک شریعت پر
کمال غصہ آیا اور آپ نے ایک طمانچہ حجام کے مارا جس کا اثر نواب زادہ کے
چہرہ تک پہنچا۔ نواب زادہ کو اس وقت بہت پیچ و تاب آیا مگر کچھ ہیبت حق کچھ
جبروت پدر کے باعث خاموش ہوگیا جب نواب علی محمد خاں کا انتقال ہوگیا لو
ان نواب زادہ یعنی نواب سعد اللہ خاں صاحب کا دور دورہ ہوا تو از سر نو
واقعہ قتل کی تحقیقات شروع کی اور مفتی صاحب کو آنولہ طلب کیا اور کہا کہ وہ
قتل میرے نزدیک آپ پر ثابت ہے مفتی صاحب نے فرمایا کہ بلا دعویٰ حضور
فریقین و گواہان محض آپ کا کہنا کیا اصل رکھتا ہے البتہ اگر قضاۃ و مفتیان اسلام
حکم شرعی فرماویں تو مجھے بدل و جان منظور ہے۔ نواب کو مفتی صاحب کے اس
بیساختہ جواب پر بہت طیش آیا اور کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ دفعتاً فالج کا اثر تمام جسم
پیدا ہوگیا۔ آپ نے وہاں سے مراجعت کا قصد کیا لیکن تمام متعلقین اور اقارب
نواب مذکور کے آپ کے قدموں سے لگ گئے اور عرض کیا کہ نواب کو بے ادبی
کی پوری سزا مل گئی اب آپ للہ دعا فرمائیں تا کہ اس بلا سے نواب کو نجات
بالآخر خلاف قاعدۂ طب آپ کی دعا سے مرض بالکل زائل ہوگیا اُس وقت

بتمام کسرہ اس طرح شہید ہوئے ۱۱ صفر روز جمعہ حسب معمول خدام غسل و تبدیل پوشاک
لئے عرض پیرا ہوئے فرمایا کل انشاء اللہ غسل و تبدیل پوشاک ہوگی۔ دوسرے روز
بعد نماز فجر و تلاوت قرآن شریف و نماز اشراق میدان میں تشریف لائے توپ کا گولہ سینہ
ببرکت حفظ قرآن مجید کوئی زخم نہ آیا۔ روح قالب عنصری سے پرواز کرگئی۔ گولہ تین چار گز
فاصلہ پر جا کر گرا۔ حافظ صاحب اسی طرح گھوڑے پر بے حس و حرکت سوار رہے جلاد
نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ اتار ریاست بریلی پہونچا دی گئی صبح روز یکشنبہ دفن کئے گئے۔

رحمت سرشت حافظ الملک و نصیر جنگ | چوں کرد دار خلد ز دار فنا سفر
روز شہادت وے و تاریخ ماہ و سال | از روئے بہت یازدہم بود از صفر

حافظ رحمت خاں وغیرہ تمام امرائے روہیلہ آپ کا احترام کرنے لگے۔ ایک مرتبہ آپ بہت سخت بیمار ہوگئے اور زندگی سے بالکل مایوسی ہوگئی خواب میں حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نظارہ جمال سے مشرف ہوئے۔ آنکھیں کھلیں نصیب جاگا۔ عرض کیا حضور نے کیسے تکلیف فرمائی۔ ارشاد ہوا ہم صرف تیری عیادت کے لئے آئے ہیں۔ تمام مرض دور ہو گیا صبح کو بالکل تندرست دیکھکر عزیز و قریب متعجب ہوئے آپ نے فرمایا تعجب کی کوئی بات نہیں یہ سب حضرت مولانا سعید جعفری کا کرم ہے آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نور نظر ہیں اور حضرت امام حضور پر نور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نواسے ہیں۔ اس نسبت قویہ کے باعث حضور امیر المومنین نے غلام نوازی فرمائی عیادت کو تشریف لائے بیماری کھو گئے غرض آپ کی باطنی نسبت نہایت زبردست تھی۔ حضرت اچھے میاں صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیر کے وصال کے بعد اپنا مقتدا سمجھتے تھے اور اکثر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔ سید عین الدین قدس سرہٗ[۱]

[۱] حضرت سید عین الدین قدس سرہٗ۔ آپ آنولہ میں نوابان روہیلہ کی بچوں کی تعلیم پر مامور تھے۔ لذت روحانی کے شیدائی اور ذوق آشنا تھے مرشد کامل کی جستجو میں نگاہیں بادیہ پیمائی کیا کرتی تھیں جب مولانا محمد سعید جعفری قدس سرہٗ کا آوازہ کمال سنا دل سے معتقد ہو گئے اسی دوران میں بوجہ جنگ عظیم محمد شاہ بادشاہ و نواب علی محمد خاں ایک انقلاب پیدا ہو گیا آنولہ سے لوگ نواب قائم خاں بنگش کی حفظ و امان میں جانے لگے سید صاحب بھی قائم جنگ کے نیاہگیروں کے ساتھ آنولہ سے چلکر قادر گنج پہونچے۔ وہاں مولانا کی زیارت کی اعتقاد راسخ ہونا شروع ہوا کئی سال تک تمنائے مریدی کو پہلو میں پاس ادب سے دبائے رکھا آخر جب مولانا بدایوں تشریف لائے آپ خلوت خاص میں خصوصی فیوض و برکات کے ساتھ بیعت سے مشرف ہوئے۔ مدارج کمال حاصل کرکے آخر عمر تک آنولہ میں مقیم رہے پھر آپ کو بدایوں کی خاک نے اپنی طرف کھینچا مفتی صاحب اپنے پیر بھائی کے یہاں اقامت کی مفتی صاحب نے آپ کا علاج کیا مگر وقت آچکا تھا افاقہ نہ ہوا

Marfat.com

مرض موت میں مبتلا ہوکر آنولہ سے بدایوں آپ کے مکان پر آکر مقیم ہوئے جمعہ کا دن تھا ملاقات کر کے مفتی صاحب سے فرمایا کہ بھائی میری عمر ختم ہوئی کفن ساتھ لیکر آیا ہوں تمھاری امانت عطیہ حضرت سرور افلاکؐ میرے پاس موجود ہے لیسلو۔ یہ کہکر دو گل سرخ نکالے ایک مفتی صاحب کو دیا ایک اپنے پاس رکھا مفتی صاحب کے تلامذہ میں شاہ حسن علی[۵۵] چشتی۔ مولوی اکرام اللہ[۵۶] محشر۔

قطعۂ تاریخ

ایک ہفتہ علیل رہکر بروز جمعہ واصل بحق ہوئے مزار شریف آستانہ قادریہ کی راہ میں ایک کھیت میں جہاں بیشتر موسیٰ والا باغ تھا واقعہ ہے۔ تلمع از طبقات الاولیا۔

آں خواجہ معین دین رئیس مشہد | واں راہ رو طریقت غوث ورا
چوں رفت بخلد گفت ہاتف بفقیر | تاریخ وصال چشمہ نور خدا ۱۲۰۹ھ

۵۵ حضرت مولانا حسن علی چشتی قدس سرہٗ۔ آپ بدایوں کے خاندان حمیدی صدیقی کے ممتاز و معتبر بزرگ ہیں مفتی صاحب کے حسن تعلیم وفیض درس سے مستفید ہوکر تکمیل علوم کی باطنی علم کا شوق پیدا ہوا حضرت مولانا فخر الدین چشتی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیر کی نظر برکت اثر کی بدولت فائز المرام ہوئے دولت بیعت کے ساتھ نعمت خلافت بھی پائی اور بموجب حکم پیر و مرشد بمقام سیوفی چھپارہ ملک دکن سجادہ انامنہ درست کیا اور وہیں آخر عمر تک اقامت پذیر رہے۔

۵۶ مولوی اکرام اللہ صاحب محشر آپ بدایوں کے مشہور لوگوں میں ہیں مفتی صاحب سے تلمذ وعقیدت رکھتے تھے جسب الارشاد مفتی صاحب حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ مارہروی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ روضۃ صفا بدایوں کے اولیا اللہ کی تاریخ آپ کی یادگار ہے افسوس کہ طبع نہ ہوسکی۔ فارسی کے مشہور شاعر ہیں آپ کی یہ غزل شیخ کی بارگاہ میں مشہور و مقبول ہوئی تھی غزل محشر

مژدہ مستاں کہ بمیخانہ روان خواہم شد | مست خواہم شد و مستانہ روان خواہم شد | حاجت بدرقہ نیست مرا در رہ عشق
از خود و از ہمہ بیگانہ روان خواہم شد | نسزد پائے خرد ایں سفر ویں رہ را | من خردمندم و دیوانہ روان خواہم شد
گر بہار ہر رہ ما رہرو کند ہمت رمی | باز سر ساختہ مردانہ روان خواہم شد | آں احمد نظرے سوئے غریباں داری
بدیار تو غریبانہ روان خواہم شد | نبود محشر اگر گرد سر شمع گلشن | فارغ البال چو پروانہ روان خواہم شد

شیخ محمد افضل[۵۱] مصنف ہدایت المخلوق بدایوں کے مشہور اشخاص ہیں آپ کا وصال ۱۰ رمضان المبارک ۱۲۰۹ھ کو ہوا۔ آستانہ حضرت سید احمد[۵۲] صاحب قدس سرہ کے قریب نام شاہ دکھنی کے بارہ میں اپنے شیخ طریقت کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مسجد عثمانیاں آپ کی بنا کردہ ہے۔ دو صاحبزادہ مولانا ابوالمعانی اور مولوی غلام جیلانی چھوڑے۔ حاشیہ مفیدہ بر رسالہ میر زاہد بر رسالہ قطبیہ آپ کی تصنیف سے موجود ہیں

قطعہ تاریخ وصال

مولوی عبدالغنی چوں ازجہاں	عزم کردہ سوئے گلزار جناں
عالمے را تیرہ و تاریک کرد	آفتاب معرفت چوں شد نہاں
ہاتف غیب از ہزاراں سوز و ساز	سالہائے وصل او کرد و بیاں
چوں بواصل ذات حق شد حق شناس	سال وصل از ذات حق گشتہ عیاں
چوں فقیہے بود آں عالیجناب	مفتی بے مثل و کامل سال شاں ۱۲۰۹
از ہمہ افضل تر ایں سال وصال	قطب عالم مقتدائے عارفاں ۱۲۰۹ھ

---

[۵۱] مولوی محمد افضل صاحب ابن شیخ تاج الدین صدیقی بدایونی حضور اچھے صاحب قدس سرہ کے خاص مرید تھے کتاب ہدایت المخلوق میں حضور اچھے صاحب کے حالات میں بطور کرامات اکثر مریدین و خلفائے حضور اقدس کا تذکرہ لکھا ہے۔

[۵۲] حضرت سید الاولیا سند الاتقیا مخدوم انام خواجہ سید احمد بخاری قدس سرہ الباری بدایوں کو آپ کے ہی قدوم فیض لزوم سے چار چاند لگے۔ بخارا کے مہر و ماہ یعنی خواجہ سید علی و خواجہ سید عرب بدایوں میں آکر چمکے اور یہیں غروب ہوئے یہیں سے دنیا اسلام کا بدر منیر شہر ولایت کا آفتاب یعنی سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الملتہ والدین رضی اللہ عنہ کا وجود با جود فروزاں ہوا اور خدائی کو اپنے جلووں سے منور کر دیا۔ خواجہ سید علی اور خواجہ سید عرب حضور محبوب الٰہی کے دادا نانا ہیں حضرت سید علی اپنے فرزند دلبند سید احمد کو اپنے کناہیں لئے ہوئے محو خواب ہیں

Marfat.com

عارف ربانی فقیہ لاثانی مولانا ابو المعانی قدس سرہ النورانی۔ آپ بڑے صاحبزادہ مولانا مفتی عبد الغنی صاحب کے ہیں تمام عمر درس وتدریس گوشہ نشینی اور توکل پر بسر کی فقہ میں آپ کی وسعت نظر ضرب المثل تھی اپنے والد بزرگوار سے ارادت وعقیدت تھی اویسی مشرب تھے روح پرفتوح حضور غوث اعظم رض کے ساتھ نسبت قویہ حاصل تھی ملفوظات معینی میں ہے۔ مولوی ابو المعانی صاحب خلف الصدق مقتدائے زمان مولوی عبد الغنی صاحب عالم باعمل تارک متوکل مسجد نشین اویسی مشرب بودہ اند و روح حضرت غوث الثقلین قدس سرہ تعلق غریب و اتصالے عجیب داشتند خاکسار ہم زیارت نمودہ اند۔ آپ کی والدہ مولانا عبد الحمید صاحب قدس سرہ کی ہمشیرہ تھیں آپ نے تین صاحبزادہ مفتی ابو الحسن صاحب۔ مولوی امانت حسین صاحب۔ مولوی غلام حسین صاحب اپنی یادگار چھوڑے۔

جناب مولوی غلام جیلانی صاحب۔ یہ بھی مفتی صاحب کے چھوٹے صاحبزادہ تھے

حضرت سید عرب ایک جداگانہ حریم علے اندر شان جلال کے جلووں میں مستغرق استراحت فرما ہیں مخلوق الٰہی نیازمندانہ عقیدت کے ساتھ دونوں آستانوں پر جبہ سائی کے لئے حاضر ہوتی ہے حضرت سید احمد صاحب کو مفتاح التاریخ اور اکمل التواریخ میں چھ واسطوں کے ساتھ حضور غوث اعظم تک پہونچا کر قادری مشرب لکھا ہے۔ آپ کی شادی بدایوں میں حضرت خواجہ سید عرب کی صاحبزادی رابعہ عصر ولیہ روزگار حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی تشنگی ٹیلہ پر۔ جواب کالیوں محلہ کہلاتا ہے آپ کی محل سرائے اقامت تھی اور اسی محلہ میں بماہ صفر ۱۲۶۳ھ حضور محبوب الٰہی کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ حضرت سید احمد صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کی تقریب بسم اللہ خوانی بھی نہ کرنے پائی کہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ ہجری کو خلوت وصال کی آراستگی کا مژدہ پہونچا۔ متاع جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ مزار شریف لب ساگر زیارتگاہ خلائق ہے۔ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں نے بکمال عقیدت احاطہ مزار اور مسجد تعمیر کرائی جو اس وقت تک موجود ہے

Marfat.com

شہر کے روسا میں شمار ہوتے تھے انتظام محلہ داری وغیرہ میں دلچسپی لیتے تھے آپ کے تین پسر مولوی فصیح الدین صاحب۔ مولوی نقی الدین صاحب مولوی فقیہ الدین صاحب تھے۔ اوّل الذکر دونوں نے اولاد نرینہ نہیں چھوڑی مولوی فقیہ الدین صاحب کے دو لڑکے مولوی وجیہ الدین صاحب اور مولوی سعید الدین ہوئے مولوی وجیہ الدین صاحب کے پسر منشی جمال الدین صاحب پنشنر سردیر اس وقت بقید حیات ہیں۔ مولوی سعید الدین صاحب کے لڑکے جمیل الدین کی اولاد بھی موجود ہے۔

مولانا مفتی ابوالحسن صاحب۔ آپ مولانا ابوالمعانی قدس سرہٗ کے فرزند اور نہایت باوقار شخص تھے۔ بزرگ باپ اور مقدس دادا سے علم حاصل کرکے مولوی قدرت علی صاحب گوپاموی سے جو حضرت مولانا بحر العلوم لکھنوی کے ارشد تلامذہ میں تھے تکمیل علوم فرمائی بتقاضائے باطنی بہمراہی جد بزرگوار مارہرہ شریفہ میں جاکر حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے اور حضور اقدس کی دعا کی برکت سے مناصب جلیلہ حاصل کئے۔ آپ مفتی عدالت محکمہ افتا بریلی پر فائز ہوکر صدر الصدوری کے عہدہ تک پہونچے۔ آپ نے مستقل طور پر بریلی میں سکونت اختیار کرلی تھی ابتک آپ کے اعقاب وہیں سکونت پذیر ہیں ذوق سخن بھی رکھتے تھے حسن تخلص تھا۔ آپ کی ایک مشہور غزل کے چند اشعار ذیل میں درج ہیں جو مولوی اکرام اللہ محشر کی غزل کے جواب میں لکھے گئے ہیں آپ کے حالات ہدایت المخلوق میں زیادہ درج ہیں بریلی میں آپکا انتقال ہوا مگر جنازہ حسب وصیت بدایوں لایا گیا اور قدیم مقابر عثمانیین دفن کیا گیا۔

موضع بہری نظام پور مسلم اور دیگر آراضیات معہ ساگر تالاب مصارف آستانہ شریفہ کے لئے زمانہ سابق سے وقف ہیں لیکن باوجود اس قدر آمدنی کے سالانہ عرس ایک مختصر پیمانہ پر ہوتا ہے جس کو سابق کے اعراس سے کوئی نسبت نہیں ۱۲

مولوی احمد حسن خاں - مولوی محمد حسن خاں - مولوی حامد حسن خاں تین پسر آپ نے چھوڑے جو خود بھی نہایت معزز عہدوں ہمیشہ مامور رہے اور جن کی اولاد بھی بریلی کے معززین عمائد میں ہے -

مژدہ باران کہ پریخانہ رواں خواہم شد	شیشہ در دست وہ رقیانہ رواں خواہم شد
صبح در محفل آں مغبچہ با تمکین	منکہ خود رندم و رندانہ رواں خواہم شد
مطربا دور کن از پیش من ایں سازِ طرب	بدرش بے سر و سامانہ رواں خواہم شد
بطفیل شہ جیلی سوئے خاصان خدا	خاص خواہم شد و خاصانہ رواں خواہم شد

حسن آمد بدیار تو غریبانہ ولے
وارد امید کہ شاہانہ رواں خواہم شد

جناب مولانا سلطان حسن صاحب - آپ مولوی احمد حسن خانصاحب صدر الصدور (جن کا انتقال شعبان ۱۲۸۳ھ میں ہوا) کے بیٹے اور مفتی ابوالحسن صاحب کے پوتے ہیں آپ بریلی کے منتخب عمائد و امرا کے طبقہ میں تھے - جملہ علوم و فنون میں دستگاہ کامل رکھتے تھے استاذ مطلق حضرت مولانا فضل حق رح خیرآبادی کے مشہور تلامذہ میں تھے جلیل القدر عہدوں پر مامور رہے صدر الصدوری سے پنشن پائی مفتی سعد اللہ صاحب مرادآبادی اور آپ سے علمی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی چنانچہ دونوں صاحبوں کا ایک زبردست مکالمہ رسالہ کی صورت میں چھپا ہے - مولوی اعتماد الحسن صاحب - مولوی قطب الحسن صاحب وغیرہ پانچ صاحبزادہ آپ کے بریلی میں موجود ہیں مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی غیر مقلد بھی آپ کے شاگرد تھے -

مولانا محمد حسن خانصاحب ابن مفتی ابوالحسن صاحب آپ بریلی کے روسا عظام اور صاحب ثروت اشخاص میں تھے تحصیل علوم مفتی شرف الدین[۵۱]

[۵۱] مفتی شرف الدین صاحب رامپوری ہندوستان کے مشاہیر علما میں ہیں علوم فلسفہ اور منطق کے ماہر سمجھے جاتے ہیں رامپور میں مفتی تھے سراج المیزان اور شرح سُلّم کا کچھ حصہ آپ کی تصنیف سے ہے ۱۲

خانصاحب رامپوری سے فرمائی گورنمنٹ میں خاص اعزاز کی نظر سے دیکھے جاتے تھے سب جج (صدالصدور) تھے۔ علما میں شمار ہوتے تھے۔ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کا مشغلہ برابر جاری تھا فارسی میں مذاق سخن بھی تھا اسیر تخلص کرتے تھے۔ رسالہ اصل الاصول علم نحو میں اور غائۃ الکلام فی حقیقۃ التصدیق عندالحکما والامام مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی آپ کی تصنیف کی ہیں آپ کی اولاد مفتی بدرالحسن صاحب اور مفتی مبارک حسن صاحب بریلی کے عمائد میں ہیں۔ قاضی حسیب الدین صاحب ابن مفتی درویش محمد صاحب لاولد فوت ہوئے قاضی امین الدین صاحب۔ ابن مفتی درویش محمد۔ عرصہ تک بدایوں رہے مولانا محمد لطیف صاحب کی دختر سے جو شادی بدایوں میں ہوئی انسے مولانا معین الدین صاحب پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے عارف کامل بزرگ تھے اُن کی نسبت ملفوظات معینی میں ہے۔ حضرت مولوی معین الدین مرحوم از اولیائے وقت ومحبوبین بر ولایت کہ از ابتدائے عمر ہوا وہوس دنیائے دون تا آخر عمر پیرامون شان نگردیدہ با نقلاب صد ہا سال ہمچو اشخاص موجود می آیند خاکسار زیارت نمودہ است۔ قاضی صاحب بعد کو بدایوں سے ترک سکونت کرکے قصبۂ نارنول میں چلے گئے وہاں شادی کی دو لڑکے قاضی قطب الدین۔ قاضی فریدالدین پیدا ہوئے دونوں کی اولاد جے پور و نارنول میں موجود ہے۔ قاضی قطب الدین اپنے والد کی بجائے نارنول میں چلے گئے بعد کو حیدرآباد میں چلے گئے وہاں بھی شادی کی۔ اور وفات پائی۔ دو لڑکے بدرالدین وصدرالدین چھوڑے۔ قاضی بدرالدین کی زوجہ اصلی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی غیر کفو کی عورت سے ایک لڑکا برہان الدین ہوا جس کے چار پسران میں سے بڑے لڑکے وسیع الدین کی اولاد موجود ہے حکیم صدرالدین ولد قطب الدین کے تین لڑکے شجاع الدین۔ افتخار الدین ظہرالدین ہوئے یہ حکیم صدرالدین اُس نواح کے نامی گرامی اطبا میں سے تھے۔ حکیم صادق علی خاں دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ بڑے لڑکے شجاع الدین کی اولاد

Marfat.com

موجود ہے دو کی اولاد باقی نہیں۔ قاضی فرید الدین ابن قاضی امین الدین نہایت ذی مرتبت اور باحوصلہ اور قاضی نارنول تھے۔ دشمنوں نے سنتیا نام ایک شخص نے بوقت نصف شب آپ کو شہید کرا دیا۔ قاضی فرید تاریخ شہادت ہے (۱۲۰۵) آپ کے دو لڑکے مولانا نظام الدین اور مولانا امام الدین تھے۔ مولانا نظام الدین صاحب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے فرائض میں ید طولیٰ رکھتے تھے اکثر شاہ صاحب فرائض کے فتوے آپ کو بھیج دیتے تھے۔ ۲۶ رجمادی الثانی ۱۲۷۳ھ میں وفات پائی۔ دو پسر قاضی حافظ حسیب الدین اور قاضی حافظ منہاج الدین چھوڑے اوّل الذکر ذی علم اور قبیلہ پرور شخص تھے بدایوں میں بھی حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے بریلی سے زمانہ ملازمت میں آئے تھے۔ ۱۳ رشعبان ۱۲۹۴ھ کو ایک دنبل کے صدمہ سے جس کا خون قبر تک گیا رحلت کی۔ آٹھ پسر اپنی یادگار چھوڑے۔

جن میں سے مولانا سلیم الدین صاحب مشاہیر علما ریاست سے تھے تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے ماموں مولانا رشید الدین صاحب فاروقی اور مولوی مستجاب صاحب سے کی تھی علم ہیئت میں خاص ملکہ تھا حضرت تاج الفحول سے بہت مراسم تھے جب حضرت اجمیر شریف جاتے جے پور میں آپ کے یہاں مقیم ہوتے۔ زبردست واعظ تھے شعر و سخن میں مذاق سلیم حاصل تھا سلیم تخلص فرماتے تھے تفسیر تشریح القرآن آپ کی یادگار ہے۔ ۲۶ رجمادی الثانی بعمر ۴۶ سال ۱۳۱۲ھ میں وفات پائی جامع خدا تاریخ ہے نارنول میں مزار ہے۔ ایک لڑکے مولوی مبارز الدین صاحب عالم و فاضل تھے جن کے لڑکے مولوی اساس الدین صاحب مہاراجہ کالج میں پروفیسر ہیں۔ ایک لڑکے جناب مولانا ابو البیان مفتی سلطان الدین صاحب ہیں ہیں۔ جو ۲۲ رجب ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے تحصیل و تکمیل علوم اپنے برادر اکبر مولانا سلیم الدین صاحب اور ماموں مولانا رشید الدین صاحب کی اس وقت ۶۳ برس کی عمر ہے نہایت زبردست واعظ ہیں ریاست جے پور کے مفتی ہیں سلسلہ چشتیہ جمالیہ میں صاحب مجاز ہیں عالمانہ طرز مشائخانہ انداز ہیں راقم الحروف بہمراہی مولانا حکیم عبد اللہ جی صاحب

Marfat.com

قریب ایک ہفتہ مہمان رہا ہے۔نہایت خلیق اور بامحبت بزرگ ہیں۔آپ کے ایک صاحبزادہ ناصح الدین علوم عربیہ آپ سے پڑھتے ہیں دوسرے بھائی مولوی احتشام الدین صاحب جے پور میں کورٹ انسپکٹر ہیں ذی علم اور خلیق ہیں۔باقی اسماء شجرہ میں درج ہیں۔

مفتی مولوی محمد امجد صاحب ابن مفتی درویش محمد۔آپ مفتی عبدالغنی صاحب اپنے برادر بزرگ کے خاص شاگرد اور مولانا محمد سعید صاحب جعفری قدس سرہٗ سے مرید تھے۔بریلی میں سکونت اختیار کرلی تھی ایک مرتبہ بمرض لقوہ مبتلا ہوگئے جس سے اعضائے جانب چپ بالکل بیکار ہوگئے۔ہرچند علاج کیا نفع نہوا۔زندگی سے ناامید ہوکر پیرومرشد کو عریضہ لکھا۔دعا کے طالب اور امداد کے خواستگار ہوئے آپ کا عریضہ بوساطت مفتی عبدالغنی صاحب مولانا کی خدمت میں پیش ہوا۔ خط پڑھکر مولانا نے دعائے خیر فرمائی۔اسی شب کو آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت مولانا نے میرا ہاتھ پکڑکر آسمان کی طرف پرواز کی یہانتک کہ حضور رحمت اللعالمین صلعم کے دربار میں حاضری ہوئی۔مولانا نے مجھے علحدہ کھڑا کیا۔اور خود حضور سید عالم کی جناب میں سرنیاز جھکاکر میری حالت کو عرض کیا۔ارشاد ہوا انشاءاللہ مریض کو شفا کلی ہوگی۔اسی وقت آپ کی آنکھ کھل گئی۔پندرہ روز سے زبان میں لکنت تھی۔آنکھیں بند تھیں۔طاقت بالکل باقی نرہی تھی۔لیکن یک بیک صبح سے آرام وافاقہ ہونا شروع ہوگیا اور چند روز میں آپ بالکل تندرست ہوگئے۔

اولاد آپ کی بدایوں اور بریلی میں موجود ہے۔آپ کے تین لڑکے قاضی بدرالدین (دامادِ مفتی محمد عوض صاحب) قاضی غلام غوث۔قاضی غلام نبی تھے قاضی بدرالدین کی اولاد میں حاجی آل حسن بدایوں میں موجود ہیں۔قاضی غلام غوث کی اولاد باقی نرہی۔قاضی غلام نبی صاحب بریلی کے قاضی تھے۔نواب آصف الدولہ کے دربار میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے گورنمنٹ انگلشیہ میں بھی بہت کچھ وقار تھا اور خلعت وغیرہ سے سرفراز ہوتے رہتے تھے ۱۶ دسمبر ۱۸۱۲ء کو

Marfat.com

انتقال ہوا۔ اُن کے بیٹے قاضی غلام احمد صاحب بھی نہایت باوقعت شخص تھے حافظ بھی تھے انتقال بروز عید الفطر ۲۰ اگست ۱۹۳۶ عیسوی کو ہوا عیدگاہ میں ان کے بڑے بیٹے قاضی عبد الجلیل صاحب نے اوّل اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اُس کے بعد دوگانہ عید الفطر ادا کیا یہ بھی گورنمنٹ کے خصوصی انعامات سے ہمیشہ سرفراز ہوتے رہے۔ ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ کو انتقال ہوا ان کے بیٹے خان بہادر قاضی عبد الجمیل صاحب تھے تحصیل علم مفتی عنایت احمد صاحب سے کی اور شاعری میں مرزا غالب کے شاگرد ہوئے علاوہ قضاۃ قدیمی خاندانی کے گورنمنٹ کی طرف سے قاضی شہر بھی مقرر ہوئے ۲۰ مئی ۱۹۰۱ء کو رحلت کی۔

قاضی محمد خلیل صاحب حیران آپ کے صاحبزادہ بریلی کے مشہور و معروف روسا میں ہیں نہایت با اخلاق ہیں نیاز مند ضیا کے غائبانہ کرم فرما ہیں

مولوی حبیب الدین ابن مفتی درویش محمد لاولد فوت ہوئے۔ مولوی حبیب الدین کے صرف ایک لڑکی ہوئی جو مولانا محمد حبیب کو منسوب ہوئی۔ مفتی محمد انجب بھی لاولد فوت ہوئے۔

مولانا مفتی محمد عوض صاحب: آپ ساتویں لڑکے مفتی درویش محمد کے تھے ہندوستان کے مشاہیر علماء میں ہیں بریلی میں مفتی کے عہدہ پر مامور تھے اپنے بڑے بھائی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ حضرت بحر العلوم مولانا محمد علی صاحب قدس سرہٗ کی نظر فیض اثر سے بھی کسی قدر علمی نشو ونما پائی تھی محکمۂ افتا کی خدمات کے ساتھ ساتھ سلسلۂ درس و تدریس بھی جاری تھا اُس زمانہ میں روہیلکھنڈ کے مشاہیر اہل علم نے آپ کے خوان فیض سے استفاضہ حاصل کیا۔ مولانا فضل امام صاحب اور مولوی سید آل حسن قنوجی آپ کے شاگرد اور داماد تھے۔ اہل ہنود میں رائے منولال فلسفی ریاضی دہلوی مشہور مؤرخ آخری عہد سلاطین مغلیہ کا لڑکا پرکاشانند عرف رائے کندن لال انکی جو عہدۂ جلیلہ پر ہمیشہ مامور رہا آپ کا شاگرد رشید تھا اس یگانۂ عصر کی کتاب

Marfat.com

نزہۃ الناظرین جسمیں بہت سے علمی فنون سے بحث کی گئی ہے اُس کی قابلیت کا آئینہ ہے مفتی صاحب کے زمانہ میں سنہ ۱۲۳۱ھ میں بریلی میں بلوہ عظیم برپا ہوا۔ واۓ دریغ جس کی تاریخ ہے آپ اس بلوہ کی کشمکش سے بچکر ریاست ٹونک کی جانب چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ مفتی صاحب کے کئی لڑکیاں تھیں اول الذکر دو لڑکیوں کے سوا ایک سید حیدر علی ساکن بدایوں محلہ میراں سرائے کو اور ایک قاضی بدرالدین کو منسوب تھیں۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب اور مولوی احمد حسن صاحب قنوجی مفتی صاحب کے نواسہ تھے۔

حالات مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

عارف کامل صاحب فیض وسبع مولانا مفتی محمد شفیع علیہ الرحمۃ آپ نہایت بزرگ ومتقی زمانہ سلطنت حضرت محی الدین اورنگ زیب جنت مکانی کے استاذ وقت تھے اپنے والد بزرگوار مولانا الشیخ مصطفیٰ قدس سرہٗ کے شاگرد رشید اور جانشین مسند درس وتدریس تھے ہمیشہ درس وتدریس میں عمر صرف کی صاحب تذکرہ نے آپکے حال میں لکھا ہے کہ مولوی محمد شفیع بدایونی از اجل علمار عہد سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ است سلسلہ نسبش با میر المومنین سیدنا امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالے عنہ منتہی میشود۔ اس کے بعد پورا سلسلہ نسب لکھکر اور مولانا شیخ مصطفیٰ کا تذکرہ لکھکر تحریر کرتے ہیں کہ پسرش مولوی محمد شفیع از ارشد تلامذہ وسیت کہ عمر گرانمایہ خود بدرس وتدریس بسر بردہ۔ آپ نے دو پسر مولانا محمد شریف اور مولانا عبداللطیف اپنی یادگار چھوڑے اور بعمر اوناسی ۷۹ سال بروز جمعہ سنہ ۱۲۱۰ھ بائیس ۲۲ شوال کو انتقال فرمایا۔ قطعہ تاریخ وصال یہ ہے۔

زباغ دنیا بسوئے جنت چو آں محمد شفیع رفتہ	شفیع یوم النشور گردد بجانب خستیم جرم پرور
ترانہ میکرد مرغ سدرہ باین نوائے امید افزا	اگر بخواہی سن وصالش بگو محمد شفیع محشر

۱۲۱۰

مولانا عبداللطیف خلف مولانا محمد شفیع قدس سرہ۔ آپ جامع شمسی بدایوں کے خطیب اور باخدا بزرگ تھے آپ کی اولاد میں علم وفضل کے روشن تارے نورانی ستارے ایسی آب وتاب سے جلوہ ریز ہوئے کہ جس کے باعث آپ کا نام

Marfat.com

ہمیشہ تک روشن رہے گا۔ آپ نے اپنی اولاد میں مولانا محمد عطیف اور مولانا محمد نطیف دو لڑکے چھوڑے اور بعمر تریسٹھ سال بروز جمعہ بتاریخ ۳ جمادی الاولی ۱۱۲۰ھ میں انتقال فرمایا خطیب و امام جامع مولوی عبدالطیف فقرہ تاریخی ہے۔

عارف اکمل صاحب ذوق لطیف مولانا شاہ محمد عطیف قدس سرہٗ الشریف۔

آپ بدایوں کے متاخرین اولیا اللہ سے ہیں سلاطین مغلیہ کے آخری عہد میں آپکا آوازۂ علم وفضل ہندوستان سے لیکر بخارا اور تاتار تک پھیلا ہوا تھا تمام علما و فضلا عصر موجودہ ہند میں اُس وقت کوئی ایسا نہ تھا جس کو آپ سے شرف استفاضہ اور فیض تلمذ حاصل نہو کہا جاتا ہے آپ کے خوان فیض سے جنات تک مستفیض ہوتے تھے آپ سلطان فرخ سیر کے عہد میں دہلی کے شاہی مدرسہ میں درس وتدریس پر مامور تھے ملفوظات معینی میں ہے۔ مولانا محمد عطیف کہ در علم ظاہر و باطن یگانہ وقت خود بود اقامت شاہجہاں آباد داشت تمام علماء مشائخ ہند وخراسان تلمذ ذات مبارکش را فخر خود میدانستند وسلاطین دام اکہ کفش برداری او را سرمایۂ سعادت خود میدانستند وآنحضرت اصلا بکسے التفات نمی فرمودند آپ چھٹی جمادی الاخری ۱۰۹۰ھ کو پیدا ہوئے علوم وفنون کی تکمیل اپنے پدر بزرگوار اور عموی عالیقدر مولانا محمد شریف سے فرما کر ولولۂ باطن کو پہلو میں دبائے رہبر صادق اور مرشد برحق کی جستجو میں سیاحت کناں دہلی پہونچے حضرت مولانا شاہ کلیم اللہ[1] جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت آفرین نگاہ نے

---

[1] حضرت مولانا شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ہندوستان کے مشاہیر متاخرین اولیا اللہ میں ہیں آپ سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کا اجرا نہایت دھوم دھام سے کیساتھ ہوا تیرھویں صدی کے مشہور مشائخ چشتیہ مثلاً خواجہ سلیمان تونسوی شاہ نیاز احمد بریلوی حافظ محمد علی خیرآبادی بواسطہ حضرت مولانا فخر الملۃ والدین قدس سرہ آپ کے ہی شجر برکت اثر سے فیض بخش ثمرات تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ بمقام شاہجہان آباد ہوئی۔ علماء وقت مشائخ عصر سے تکمیل علوم فرمائی حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے وہاں حضرت خواجہ کبیر یحیٰ مدنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور مثال خلافت حاصل کی۔ خواجہ کبیر یحیٰ مدنی

Marfat.com

بسمل ہو کر شرف بیعت حاصل کیا مجاہدات و ریاضات کی کثرت سے پیر کو اپنا فریفتہ کیا۔ یہانتک کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مریدان را فخر بر پیر خود باشد و من بر ایں مرید می نازم۔ آپ کی مجلس میں علماء و مشائخ کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا حضرت شاہ بھیک قدس سرہٗ سے مراسم اتحاد بہت زیادہ تھے روشن الدولہ ظفر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور شاہ بھیک صاحب کا مرید و معتقد خاص تھا شاہ صاحب کی وساطت و سعی سے آپ کے حلقہ درس میں داخل ہوا اور حدیث شریف کا سبق شروع کیا ایک دن انفاق سے دہلی کے کوئی معزز شخص ظفر خاں کی ملاقات کو شیخ کے حلقہ درس میں آگئے ظفر خاں نے سبق کی حالت میں اس شخص کو اٹھکر تعظیم دی آپ کو یہ فعل سخت ناگوار و ناپسند ہوا اسی وقت مجلس برخاست فرمائی اور ظفر خاں سے ارشاد کیا کہ آئندہ سے ہرگز میرے سامنے سبق کو نہ آنا۔ اس لئے کہ تونے حدیث نبوی پر اہل دنیا کی تعظیم کو مقدم سمجھا ہرچند

بقیہ حاشیہ

جن کا سلسلہ بواسطہ شیخ محمد اعظم چشتی گجراتی حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے مدینہ منورہ میں ۲۰ صفر ۱۱۰۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں نہایت صاحب ورع و تقوی اور صاحب تصانیف بزرگ ہیں آپ کی مجلس سماع کا دروازہ مقفل ہوتا تھا اور کسی شخص کو حاضری کی اجازت نہ ہوتی تھی حالت سماع میں جس پر نظر پڑ جاتی مست و بیخود ہو جاتا۔ ایک شخص نے ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ اہل قبور جن کے مزارات پر میں حاضر ہوتا ہوں میرے حال سے واقف ہوتے ہیں یا نہیں آپ نے اس کو ایک گلدستہ دیا اور فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہی رضہ کے آستانہ پر حاضر ہو کر میرا سلام عرض کرنا اور یہ گلدستہ پیش کرنا وہ شخص جب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا مزار مبارک سے ایک نورانی ہاتھ برآمد ہوا اور گلدستہ لیکر پھر قبر شریف میں غائب ہو گیا۔ وصال آپ کا ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۱۴۲ھ میں ہوا دہلی میں مزار زیارتگاہ خلائق ہے۔ سواء السبیل کشکول۔ مرقع منوبات آپ کی تصانیف سے ہیں۔

۵۱ حضرت شاہ بھیک قدس سرہٗ۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے جلیل القدر مشائخ کرام سے ہیں شاہ ابو المعالی

Marfat.com

ظفرخاں نے منت وسماجت کی لیکن کچھ پذیرائی نہوئی۔ اتباع شریعت اور پیروی سنت ہر وقت ملحوظ خاطر تھی اور ہر خلاف شرع فعل آپ کے قلب روشن پر آئینہ ہوجاتا تھا آپ کا ایک خادم بازار سے آپ کے نام سے کسی قدر رعایت کے ساتھ گنا خرید کرلیا آپ نے اس گنے کی صرف ایک پوئی کھائی تھی کہ فوراً شک پیدا ہوا خادم سے حالت دریافت کی اُس نے عرض کیا صرف اتنی خطا خریداری میں ضرور ہوئی ہے کہ آپ کا نام لیکر قیمت میں کفایت کرالی ہے۔ اسی وقت آپنے دام زیادہ دیکر گنا واپس کرا دیا اور حلق میں اونگلی ڈالکر قے کردی غرض اسی طرح کے صدہا واقعات روزانہ پیش آتے رہتے تھے جن کی تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ روضۂ صفا اور تذکرۃ الواصلین میں کسی قدر تفصیلی حالات لکھے ہیں آپ کی نسبت اویسیہ حضرت محبوب الٰہی کے ساتھ نہایت قوی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک پڑوسی بدایونی مولوی صاحب دہلی آپ سے ملاقات کے لئے پہونچے اور حضرت محبوب الٰہی صاحب رضؓ کے آستانہ پر آپ کی ہمراہی میں حاضر ہوئے راستہ میں دعوے کیا کہ مجھکو حضرت سے نسبت قویہ حاصل ہے جب مزار شریف حاضر ہوئے دوسرے بدایونی عالم فاتحہ میں مشغول تھے کہ دیکھا مرقد منور سے ایک مقدس ہاتھ جس میں چند پھول اور پان تھے نکلا اور مولانا عطیف قدس سرہٗ

حضرت شاہ بھیکھ

چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ نسباً سادات کرام ترمزی سے ہیں آپ متاخرین مشائخ میں نہایت مقدس و ممتاز بزرگ تھے آپ کے صدہا مرید و خلیفہ ہوئے۔ ہندی میں آپ کے دوہرا اور اشعار مشہور ہیں۔ نو سال کی عمر میں آپ کے والد سید محمد یوسف کا انتقال ہوگیا آپ کی تربیت آپ کی والدہ ماجدہ نے کی۔ ظاہری تحصیل و تکمیل اخوند فرید سے کی کتاب ثمرۃ الفواد میں آپ کے مفصل حالات موجود ہیں تاریخ ولادت ۴ ماہ رجب دوشنبہ ۱۰۶۲ھ اور تاریخ وصال ۵ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ ہے۔ مزار شریف قصبہ کہرام میں ہے۔ نواب ظفرخاں روشن الدولہ نے مقبرہ بنوایا ہے تاریخ وصال فقرہ شاہ بھیکہ مقبول خدا سے نکلتی ہے۔

Marfat.com

کے ہاتھ میں وہ پان اور پھول دیکر اندر ہو گیا بعد فراغ فاتحہ مولانا نے اُن عالم صاحب کو دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا کہ آپ کا گمان رفع کرنے کے لئے اس وقت یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ورنہ میں تو اُس بارگاہ سلطانی کا ادنےٰ خادم ہوں۔ اس زبردست نسبت کا مولانا کے وصال کے بعد یہ اثر ظاہر ہوا کہ جس شام کو آپ نے رحلت فرمائی آپ کے متوسلین و تلامذہ میں باہم گفتگو ہوئی کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے صبح کو خدام کرام حضرت محبوب الٰہی صاحب قدس سرہٗ میں سے ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ شب کو چند خدام نے خواب دیکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ ارشاد فرماتے ہیں کہ محمد عطیف محبوب من است در جوار من دفن کنید چنانچہ پائیں مزار مبارک حضرت محبوب الٰہی رضؓ آپ کو دفن کیا گیا کوئی فرزند آپ نے عقب میں نہ چھوڑا۔ ۲۱ ربیع الاوّل شریف بروز پنجشنبہ سنہ ۱۱۷۰ھ آپ کا وصال ہوا۔

زدنیا چوں بملک جاوداں را — عطیفِ شیخ وقت و باخدا رفت
تہی شد ز نگاہ علم و عرفاں — ولیؔ و عالم و با مرتبہ رفت
بصد اندوہ و غم سالِ وصالش — خرد گفتہ قیام مدرسہ رفت
۱۱۷۰ھ

مولانا محمد نظیف قدس سرہٗ آپ اپنے والد مولوی عبد الطیف صاحب کے بعد مسجد شاہی جامع شمسی بدایوں کے خطیب و امام مقرر ہوئے اور مدت العمر اس خدمت کو انجام دیا۔ ذی علم عابد و زاہد تھے۔ آپ نے تین لڑکے اور ایک لڑکی جو مولانا قاضی امین الدین ابن مفتی درویش محمد کو منسوب تھیں اپنے اعقاب میں چھوڑے۔ اور ۷ جمادی الاولیٰ سنہ کو انتقال کیا شجرۂ اولاد ذیل میں درج ہے۔

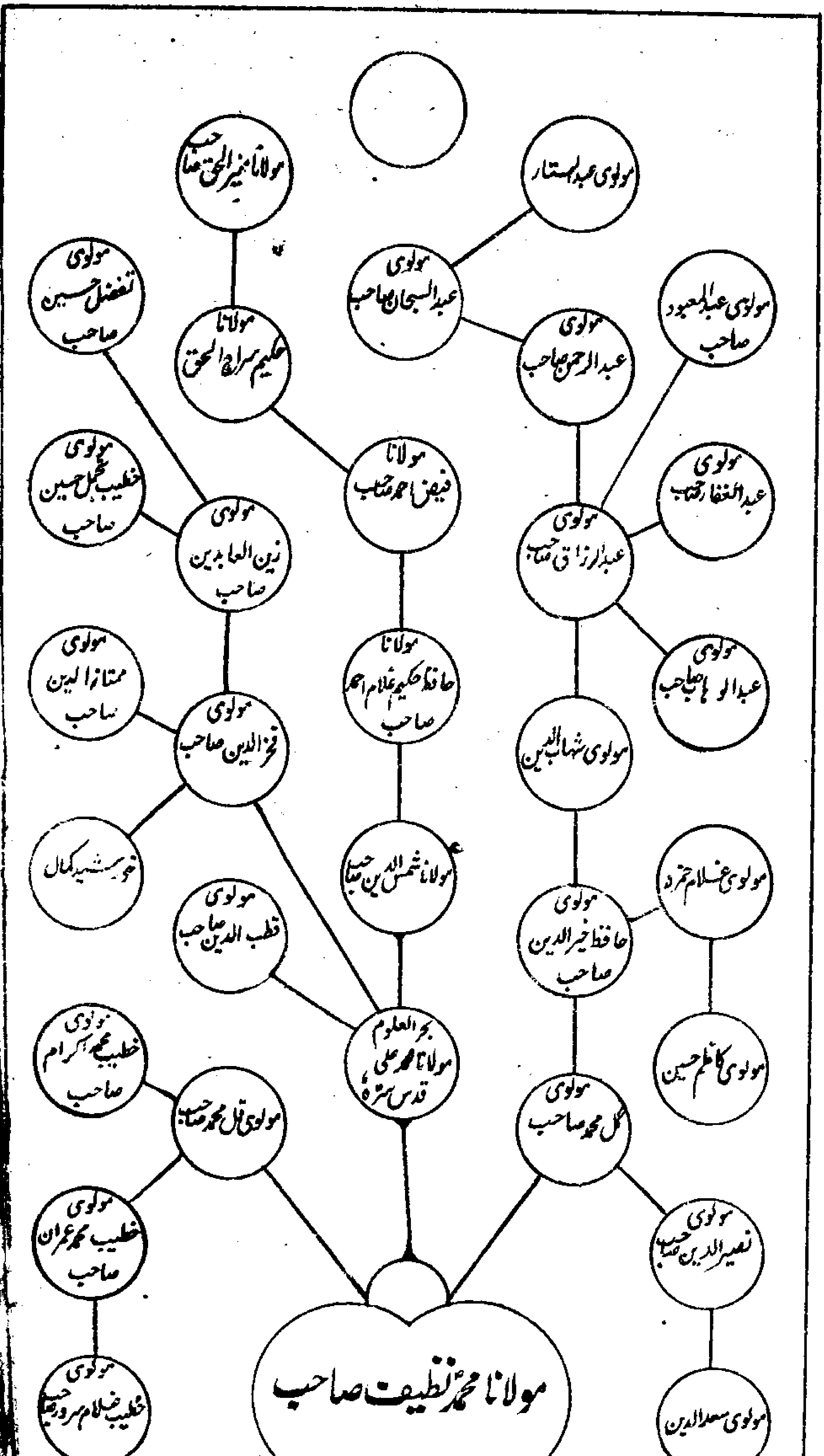
مولانا منیر الحق صاحب
مولوی عبدالستار
مولوی تفضل حسین صاحب
مولوی عبدالسبحان صاحب
مولوی عبدالمعبود صاحب
مولانا حکیم سراج الحق
مولوی عبدالرحمن صاحب
مولوی خطیب تحمل حسین صاحب
مولانا فیض احمد صاحب
مولوی عبدالغفار صاحب
مولوی زین العابدین صاحب
مولوی عبدالرزاق صاحب
مولوی ممتاز الدین صاحب
مولانا حافظ حکیم غلام احمد صاحب
مولوی عبدالوہاب صاحب
مولوی فخر الدین صاحب
مولوی شہاب الدین
خورشید کمال
مولانا شمس الدین صاحب
مولوی غلام حمزہ
مولوی قطب الدین صاحب
مولوی حافظ خیر الدین صاحب
مولوی خطیب محمد اکرام صاحب
بحر العلوم مولانا محمد علی قدس سرہ
مولوی کاظم حسین
مولوی آل محمد صاحب
مولوی گل محمد صاحب
مولوی خطیب محمد عمران صاحب
مولوی نصیر الدین صاحب
مولوی خطیب غلام سرور صاحب
مولانا محمد نظیف صاحب
مولوی سعد الدین

Marfat.com

حضرت قطب زمان بحر العلوم مولانا محمد علی صاحب قدس سرہٗ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۳۴ ہجری میں ہوئی ہوش سنبھالتے ہی طلب علم کے بیخودانہ شوق میں سیاحت شروع کی ہندوستان کے مشاہیر و ممتاز علمائے کرام سے جو جس فن میں کامل تھا وہی فن حاصل کیا۔ اُس زمانہ میں علّامہ قاضی مبارک[۱] گوپاموی علیہ الرحمۃ آسمان علم کے آفتاب تاباں تھے آپ ان کی دسگاہ میں پہونچے اور بکمال تحقیق معقول کو حاصل کیا قاضی صاحب نے مولانا کی خاطر کتاب نایاب قاضی مبارک شرح سلم العلوم تالیف فرمائی اور آپ کو نہایت دلسوزی اور شفقت کے ساتھ پڑھا کر یکتائے عصر کر دیا قاضی صاحب اور مولوی حمد اللہ[۲] صاحب سندیلی کے درمیان اکثر علمی مکالمہ اور مناظرہ رہتا تھا

---

[۱] علّامہ قاضی مبارک گوپاموی علیہ الرحمۃ آپ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں آپ کے والد شیخ محمد دائم ادہمی فاروقی تھے منطق و فلسفہ میں آپ اپنا عدیل نہ رکھتے تھے میر زاہد ہروی کے قابل فخر تلامذہ میں تھے شرح سلم العلوم آپ کی خداداد قابلیت کا روشن آئینہ ہے۔ مولوی حمد اللہ اور مولوی قاضی احمد علی سندیلوی سے ہمیشہ مسائل علمی پر مناظرہ اور چھیڑ چھاڑ رہتی تھی گوپامؤ کے علم خیز خطہ میں دو قاضی مبارک گزرے ہیں ایک قاضی مبارک اول ہیں جو مرید شاگرد مولانا شیخ نظام الدین امیٹھوی قدس سرہٗ کے تھے جن کا ذکر منتخب التواریخ میں ہے یہ قاضی ثانی ہیں سنہ ۱۱۶۲ھ ان کا انتقال ہوا۔

[۲] مولوی حمد اللہ سندیلوی۔ آپ حکیم شکر اللہ ولد شیخ دانیال ولد پیر محمد کے لڑکے صدیقی نسب ہیں حضرت مولانا نظام الدین سہالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ سے ہیں آپ عالم عامل اور طبیب کامل تھے سندیلہ میں آپ نے ایک بڑا مدرسہ جس میں اکابر علما تعلیم پاتے تھے تعمیر کرایا اور اس کے مصارف کے لئے بادشاہ وقت سے چند دیہات معاف کرائے دربار شاہی دہلی سے فضل اللہ خاں کے نام سے مخاطب کئے جاتے تھے نواب ابو المنصور خاں والی اودھ نے آپ سے دستار بدل کر بھائی چارہ قایم کیا تھا۔ قاضی احمد علی سندیلی آپ کے داماد مولوی

Marfat.com

جس میں علامہ قاضی صاحب کی جانب سے مولانا پیش پیش ہوتے تھے۔ دینیات کی تکمیل مولانا قاضی مستعد خاں دہلوی سے جو مولانا محمد عطیف صاحب کے ارشد تلامذہ میں تھے آپ نے فرمائی تھی علامہ قاضی مبارک علیہ الرحمۃ آپ کے تبحر پر ہمیشہ ناز فرماتے اور بحر العلوم کے خطاب سے مخاطب بناتے تھے۔ دہلی پہونچکر آپ خانقاہ عالم پناہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اپنے عم مکرم کی بجائے مسند افادہ پر رونق افروز ہوئے اور ایک عالم کو اپنے فیض سے مستفیض فرمایا۔ اسی عالم میں ذوق عرفاں سے طبیعت کو لگاؤ ہوا تائید غیبی شامل حال تھی حقائق آگاہ حضرت میر عبد اللہ قادری دہلوی کی جو بظاہر لباس ریاست سے آراستہ اور بباطن خلوت فقر و فنا میں ہمہ تن پوش تھے۔ نظر آپ پر پڑی دیکھتے ہی فرمایا کہ ای مولوی محمد علی من از مدتے در حمل امانت تو حیرانم بگیر و مرا رستگار کن آپ اس کلام برکت انجام کو سنتے ہی بے ہوش ہو گئے حضرت میر صاحب اسی عالم میں مولانا کو اٹھا کر اپنے مکان پر لیگئے اور خود سامان سفر درست کیا مولانا کو اس غشی سے جو دراصل ترقی مدارج کا معراجی کیف وصال تھا افاقہ ہوا میر صاحب نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں داخل فرما کر نظر توجہ کی ایک جھلک میں منزل مقصود پر پہونچا دیا اور خود نمعلوم کہاں کا قصد فرمایا کہ بعد کو کسی شخص نے آپ کا سراغ نہ پایا۔ مولانا اس دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کو دامن میں لئے عازم وطن ہوئے اور مدرسۂ قدیمہ کو رونق تازہ بخشی اور اپنے ظاہری و باطنی فیض سے صدہا بندگان خدا کو فیضیاب کیا۔ نواب

احمد حسین لکھنوی۔ ملا بابُ اللہ جونپوری۔ مولوی محمد اعظم۔ مولوی عبد اللہ سندیلوی وغیرہ آپ کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں حمد اللہ شرح تصدیقات سلم العلوم۔ حاشیہ شمس بازغہ شرح زبدۃ الاصول عالی مشہور کتابیں ہیں وفات آپ کی [illegible] میں بمقام دہلی ہوئی آستانہ قطب صاحب میں دفن ہوئے۔

آصف الدولہ والی اودھ کو آپ سے حسن عقیدت اور شرف تلمذ تھا آپ کی ملاقات کیلئے بدایوں آیا اس وقت آپ کے حلقہ درس میں طلبہ کی اس قدر کثیر تعداد تھی کہ ان کے وضو کا پانی پرانی کچہری تک جہاں اب شفا خانہ ہے بہکر جاتا تھا اور ایک گڑھے میں جمع ہوتا تھا لوگوں نے نواب سے کہا کہ حضرت مولانا کے طلبہ کے وضو کا پانی اس گڑھے میں جمع ہوتا ہے جس کا گہرا اثر نواب کے دل پر پڑا بروقت ملاقات چند قطعات اراضی و موضع شادی پور وغیرہ کی سند پیش کی جس پر مولانا سراج الحق صاحب کے زمانہ تک تصرف رہا۔ اسی طرح روسا شیخوپور نے جو فریدی فاروقی خاندانی رئیس تھے اور آپ سے ارادت و تلمذ رکھتے تھے باصرار تمام ایک وسیع قطعہ زمین مسجد و مدرسہ و مکان کی تعمیر کے لئے نذر گزرانا مسجد قدیم دوبارہ سہ بارہ تعمیر ہو کر مسجد خرما مشہور ہوئی مسجد کی محراب وسطی میں ایک پتھر پر یہ قطعہ تعمیر کندہ ہے۔

بنائی مسجد زیبای حاجی الحرمین	زشیخ افضل، روشن چو آفتاب شدہ
بجستجوئے شدم سال از مرمت او	جزو بگفت چو مسجد مثال کعبہ شدہ

حضرت مولانا کے زمانہ کی مرمت کا پتھر جو اندرون مسجد نصب ہے اس میں سنہ ۱۱۸۱ کندہ ہے۔

مدرسہ کا نام مدرسہ محمدیہ قرار پایا جو اب مدرسہ عالیہ قادریہ کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کے فضل و کمال پر ہر قوم اور ہر طبقہ کے لوگ گرویدہ تھے اودھ اور روہیلکھنڈ کے نواب سب کو آپ پر اعتقاد و خلوص تھا روزانہ خوارق عادات اور تصرفات کا اظہار آپ سے ہوتا رہتا تھا۔ ایک واقعہ آپ کے زمانہ کا یہ ہے کہ آپ کے قریب کے ہمسایہ دنیا دار رئیس جو رسومات اہل ہنود سے دلچسپی رکھتے اور ان کی خوشی کے تیوہاروں سے خوش ہوتے شریعت اسلامیہ کی عظمت اور حاملان شریعت کی مرتبہ شناسی سے بیگانہ تھے اور آپ کے مواعظ حسنہ سے کچھ متاثر نہ ہوتے تھے ایک مرتبہ ایام ہولی میں ان اہل محلہ امرا کی رعایائے اہل ہنود

Marfat.com

رنگ پاشی کرتے گاتے بجاتے تمسخرانہ ہیئت سے مولانا کے دروازہ سے گزرے آپ نے پاس ہمسائیگی کے خیال سے بعض دیگر اہل محلہ کے سامنے ان چند منتخب روسا کو بلا کر ایک امیر صاحب کو سمجھایا کہ فقیر کے دروازہ پر رک کر ایسی حرکت اگر آپ کی کوشش سے یہ لوگ نہ کریں تو مناسب ہے مگر آپ کا سمجھانا کچھ نتیجہ خیز نہوا۔ اور چوبیاں برابر رنگ رلیاں مناتی اودھم مچاتی اُسی طرح آپ کے دروازہ پر شوروغل کرتی ہوئی گزرتی رہیں جس سے آپ کے مشاغل کے سوا درس و تدریس میں بھی ہرج واقع ہوا۔ بالآخر آپ نے نظر مردم سے علیحدہ گوشہ نشینی اختیار فرمائی ان کے بعد اہل ہنود کا مجمع اسی طرح جب خواہ مخواہ مولانا کے دروازہ سے گزرا ولایتی طلبہ حمیت اسلامی کے جوش میں مجمع پر ٹوٹ پڑے اور مارنا شروع کر دیا جب ان امیر صاحب کو اطلاع ہوئی خود معہ رفقا و ملازمین کے اہل ہنود کی امداد کے لئے آئے طالبعلموں نے اور بھی غضبناک ہو کر زدوکوب میں ترقی کی امیر مذکور معہ مجمع کے پراگندہ ہو کر اپنے مکان کو بھاگ کر پہونچے طالبعلم ولایتی بھی تعاقب کناں پیچھے ہوئے اسی اثنا میں بہت اہل محلہ جمع ہوئے اور مولانا کی تلاش شروع کی جب مولانا کو تلاش کر لیا تو یہ واقعہ بیان کیا آپ فوراً حفظ ناموس کے خیال سے کہ ایسا نہو کہیں طلبہ زنانہ مکانوں میں گھس جائیں دیگر اشخاص کو لیکر رئیس مذکور کے دروازہ پر پہونچے طالبعلم آپ کو دیکھکر پاس ادب سے واپس ہوئے مگر ایک طالبعلم آپ کے تشریف لانیسے پیشتر رئیس کے مکان میں گھس گیا اور ان کے بڑے لڑکے کو قتل کر دیا۔ آپ نے طالبعلم کو سخت تعزیر دی اور بہت تاسف فرمایا تمام عمر مولانا کی درس و تدریس میں بسر ہوئی آخر عمر میں نواب اودھ نے نیازمندانہ اصرار کے ساتھ آپ کو بعض مسائل کے حل کے لئے لکھنؤ بلایا۔ آپ لکھنؤ ہی تھے کہ بعمر تریسٹھ سال ۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے متوسلین موجودہ شہر لکھنؤ آپ کا جنازہ بداؤں لائے اور آپ کو عیدگاہ شمسی کے چبوترے کے قریب جانب شمال دفن فرمایا آپ کے عقد میں یکے بعد دیگرے مولانا

Marfat.com

محمد سعید صاحب ابن مولانا محمد شریعت صاحب قدس اسرارہم کی دو صاحبزادیاں ہئیں پہلی صاحبزادی بی بی نسیمہ سے مولانا شمس الدین پیدا ہوئے دوسری دختر بی بی صالحہ سے جن کی وفات ۱۷ رجادی الثانی ۱۲۸۲ھ میں ہوئی مولانا فخر الدین اور مولانا قطب الدین پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا کا قطعہ تاریخ وصال یہ ہے۔

از وفات مولوی معنوی	گشت تیرہ ہمچو شب روز جہاں
از خرد جستم چو تاریخش بگفت	کرد رحلت زین جہاں قطب زماں

مولانا فخر الدین قدس سرہٗ - آپ حضرت مولانا محمد علی صاحب ۹ کے فرزند و شاگرد اور حضرت سیدی مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ الوحید کے پھوپی زاد بھائی تھے ابتدائے عمر سے ذکر و اشغال کی طرف مائل تھے بعض اشغال کی اجازت حلہ نشین مارہرہ مطہرہ حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ سے حاصل کر کے کشود خاطر کے متمنی تھے مگر وقت نہ آیا تھا عجلت پسند طبیعت نے بد گمانی کا مادہ پیدا کیا آپ حضرت مولانا فخر الملتہ[۱۰] والدین دہلوی اورنگ آبادی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کے قصد سے روانہ ہوئے لیکن تاجدار مارہرہ مطہرہ کی کشش نے اپنی طرف کھینچا بریلی سے واپس ہوئے۔ بوساطت حضرت سیدی شاہ عین الحق مولانا عبد المجید قدس سرہٗ مارہرہ حاضر ہو کر حضور معلیٰ کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے۔ وجدانہ کیفیت میں رنگ گئے

۱۰؎ حضرت فخر الملت والدین مولانا فخر الدین چشتی اورنگ آبادی قدس سرہٗ - والد ماجد آپ کے حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی اکابر اولیاء متاخرین ہند سے تھے اور حضرت فانی فی اللہ مولانا کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ کے محبوب و مقبول خلفاء میں تھے والد کی طرف سے آپکا سلسلۂ نسب حضرت شہاب الاولیاء شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ تک اور والدہ کی طرف سے حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے بعد حصول خلافت دہلی سے اورنگ آباد کی خدمت سپرد کی گئی ہزار مخلوق الٰہی کو فیض ظاہر و باطن سے متنفیض فرماکر

Marfat.com

صوفیانہ اشعار ہر وقت ورد زبان خوش المعانی پر طبیعت مائل۔ غرض ایک مستی کا عالم تھا جو آخر عمر تک رہا۔

سال رحلت آثار احمدی میں ۱۲۲۱ھ لکھی ہے لیکن ہدایت المخلوق میں ۱۲۰۱ھ میں مرید ہونا تحریر ہے تین پسر مولوی ممتاز الدین مولوی زین العابدین۔ مولوی خورشید کمال چھوڑے۔ پسر اوّل کی اولاد نرینہ میں کوئی نہیں ہے۔ پسر دویم مولوی زین العابدین صاحب حضرت مولانا عبد المجید صاحب قدس سرہ کے داماد تھے۔ مولوی تفضل حسین صاحب اور مولوی خطیب تجمل حسین صاحب ان کے لڑکے تھے دونوں کی اولاد نرینہ موجود نہیں۔ اور مولوی خورشید کمال لاولد رہے۔

مولانا قطب الدین قدس سرہ ابن حضرت مولانا محمد علی صاحب یہ بھی سلسلہ عالیہ قادریہ تبرکاتیہ میں حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہ کے مرید تھے علم و فضل میں یگانہ تھے لاولد فوت ہوئے۔

مولانا شمس الدین محشی شرح وقایہ قدس سرہ۔ آپ بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے تھے۔ امیرانہ شان و شوکت کے ساتھ دل کے تونگر تھے درویشانہ سیرت کے ساتھ عالمانہ انداز پر گزر اوقات فرماتے تھے فقہ میں کامل دستگاہ حاصل تھی درس و تدریس کا مشغلہ تھا آپ کو بھی معافیات اور آراضیات کی سندیں نوابان اودھ اور شاہان دہلی کی جانب سے حاصل تھیں جن کا تذکرہ کوئی قابل افتخار نہیں ہے۔ مدرسہ عالیہ قادریہ کے کتب خانہ میں سیکڑوں ایسی سندیں موجود ہیں جس کو راقم الحروف نے دیکھکر خیال قایم کیا تھا کہ ہر بزرگ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ

۱۲۴۲ھ میں وصال فرمایا آپ کی وفات کے بعد مولانا فخر صاحب سجادہ چشت پر جلوہ افروز ہوئے اور ۱۲۰۲ھ بالقائے ربانی دہلی تشریف لائے ہندوستان بھر میں فیض روحانی اور کمال ظاہری کی نہریں جاری فرماکر خدائی کو فیضیاب کیا۔ آپ کے خلفا کی تعداد بیرون از شمار ہے اکابر دہر اور سلاطین عصر آپ کی عظمت و کفش برداری کو سرمایۂ افتخار سمجھتے تھے بدایوں میں بھی آپ کے خلفا اور

Marfat.com

تذکرہ میں ان عطیات سلاطین کا حوالہ دیکر دنیوی اعزاز بھی ظاہر کروں لیکن ممانعت نے مجبور کر دیا۔ بہرحال صرف مختصر حالات ہی پر اکتفا کرتا ہوں مولانا کا انتقال اپنے والد کے سامنے غرۂ محرم الحرام ۱۱۹۶ھ ہجری میں ہوا شرح وقایہ پر بسیط حواشی آپنے تحریر فرمائے۔ ۲۲ سال کی عمر پائی ایک دختر اور ایک پسر اپنی یادگار چھوڑے۔

فخر الاطبا مولانا حافظ حکیم غلام احمد قدس سرہٗ آپ مولانا شمس الدین کے لڑکے اور حضرت سیدی مولانا شاہ عبد المجید عین الحق قدس سرہٗ کے داماد تھے۔ آپ قطع نظر جامع علوم معقول و منقول ہونے کے فن طب میں ید طولےٰ رکھتے تھے دست شفا کی برکت سے ہزاروں مریض آپ سے اپنی مراد کو پہونچے۔ اس کے سوا آپ خوشنویس اور تیر انداز بھی اعلےٰ درجہ کے تھے ملفوظات معینی میں ہے کہ مولوی غلام احمد فاضل و حکیم حافظ و خوشنویس و تیر انداز بود۔ فن طب کی شہرت نے نواب ڈھاکہ کے اصرار سے آپ کو مرشد آباد پہونچایا وہیں ۱۲۲۶ھ پنجم شہر ذالحجہ آپ نے انتقال فرمایا۔

فاضل دہر استاذ العصر علامہ اوحد مولانا فیض احمد قدس اللہ سرہ الصمد آپ علمی دنیا میں علما کے سرتاج اور مجلس عرفا میں معرفت کے روشن چراغ تسلیم کئے گئے ہیں ۱۲۲۳ھ میں عالم وجود میں بزم آرا ہوئے کمسنی میں فخر الاطبا کا سایہ سر سے اُٹھ گیا آپ کی والدہ ماجدہ نے جو ولیۂ عصر اور عفیفۂ دہر اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸

مریدین کی تعداد کم نہ تھی۔ مولوی گل محمد اور مولوی قل محمد عثمانی آپ کے خلفا میں تھے بعمر ۹۰ سال ۲۷ رجادی الاخری ۱۱۹۱ھ میں آپ نے وصال فرمایا لفظ خورشید دو جہانی اور آیہ شریفہ اولیا اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون سے سن وصال برآمد ہوتا ہے آپ کی تصانیف میں رسالہ نظام العقائد ہے جس میں افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بدلائل وضاحت ثابت کیا ہے۔ ایک رسالہ فخر الحسن ہے جس کو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے بعض اقوال کے رد میں تالیف فرماکر اپنے کمال تبحر اور شان استدلال کا جلوہ دکھایا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدی مولانا شاہ معین الحق عبد المجید قدس سرہ الوحید کی دختر بلند اختر
تھیں اپنے بھائی حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضلِ
رسول قدس سرہ کی سپرد آپ کو کر دیا۔ ماموں کے آغوش محبت میں بڑے
ناز و نعم سے پرورش پائی۔

محبّت بھرے وہ پیارے الفاظ جس کے حرف حرف سے بوئے الفت
آتی ہے خود حضرت سیف اللہ المسلول کے ارشاد فرمائے ہوئے ملفوظات
معینی سے ہم نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ بفضلہ تعالےٰ فیض احمد مذکور
کہ ہمشیر زادہ و نور دیدہ و لختِ دل و قوۃ بازوئے خاکسار است جامع کمالات
انسانی است در علوم مروجہ بر معاصرین بالا دست و عقیدت و محبت صحیحہ
با محبان و محبوبان خدا دارد اللہم زد اثر عین الکمالی کہ دارد ہمینکہ بخدمات
جلیلہ حکام دنیا تضیع وقت میکند اللہ تعالیٰ انجام بخیر فرماید چونکہ علاقہ حبل المتین
محبّت دوستانِ خدا بدست دارد امید با است۔ خزانہ قدرت سے آپ کو
وہ ذہن و دماغ عطا ہوا تھا جس کی مثال آجکل ناپید ہے۔ ذراسی عمر میں
تمام علوم معقول و منقول نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ حاصل فرمائی۔ آپ کی
ذہانت و ذکاوت خداداد پر ہم سبق طلبہ رشک کرتے تھے۔ پندرھویں سالگرہ
نہ ہونے پائی تھی کہ اجازت درس حاصل ہو گئی تقریر و تحریر میں وہ زور تھا کہ
مخاطب شان استدلال او متانت کلام سے ساکت ہو جاتا جب تکمیل سے
فراغ کامل حاصل ہوا دولت بیعت اپنے مقدّس نانا حضرت سیدی شاہ
عین الحق قدس سرہ المجید سے پائی۔ اس کے بعد سلسلۂ ملازمت میں داخل ہو کر
اُس عہدۂ جلیلہ پر مامور ہوئے کہ تمام سیاہ و سپید آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اُس وقت
آگرہ صوبہ کا صدر مقام تھا۔ آپ لفٹنٹی کے سر رشتہ دار تھے۔ ثروت و امارت
خاندانی کے سوا عہدہ کی وجاہت اُس پہ طرّہ یہ کہ سر ولیم میور لفٹنٹ گورنر بہادر
صوبۂ آگرہ و اودھ آپ کے شاگرد خاص اور احترام کنندہ۔ ہزاروں اہلِ حاجت کی

Marfat.com

دستگیری فرمائی وطن کے اہل غرض مطلب براری کے لئے روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔ ہر وقت مطبخ گرم رہتا فقرا و مساکین ہمیشہ دامن دولت سے وابستہ رہتے ۔ کبھی پیسہ آپ کے ہاتھ میں نہ رہتا اور مقروض رہتے اہل بدایون پر جو کچھ احسانات آپ کے ہیں وہ کبھی فراموش نہیں ہو سکتے ۔ آپ کے خوان کرم کے نمک کا اثر جبتک ملاحت عیش و نشاط باقی ہے بعض طبقوں سے دور نہیں ہو سکتا ۔ جن جن لوگوں پر جس جس طرح آپ نے احسان فرمائے ہیں واقفکار وں کی نظروں میں ہیں ۔ اور سمجھنے والے جانتے ہیں ۔ باوجود ثروت و وقار کے دل فقیرانہ مزاج شاہانہ تھا ۔ فقراسے محبت ۔ غرباسے الفت ۔ طلبہ کے شیدائی شایقین علم کے فدائی تھے شاگردوں کے تمام ضروریات کے خود متکفل ہوتے تھے سلسلۂ درس و تدریس اقامت آگرہ میں بھی برابر جاری رہا ۔ شاعری کا مذاق سلیم خاص طور پر جزو طبیعت تھا کلام میں حسن فصاحت اور رنگ بلاغت دونوں موجود ہیں مضامین آفرینی کے ساتھ زبان کی صفائی سونے پر سہاگہ ہے رسوا تخلص فرماتے تھے ۔ عربی ۔ فارسی ۔ اردو ہر سہ زبانوں میں آپ کے اشعار انمول جواہر ہیں ۔ ابتدا میں عاشقانہ کلام پر زور طبیعت صرف کیا لیکن مرید ہونے کے بعد دوسرا رنگ چڑھا مناقب سرکار غوثیت میں جدت کے ساتھ طبع آزمائی ہوتی ایک مرتبہ لاٹ صاحب نے ایک قصیدہ کی فرمائش کی رات کو فکر میں بیٹھے بہت دماغ سوزی سے کام لیا بجز چند اشعار کے (وہ بھی اپنی طبیعت کے لحاظ سے بے لطف) کچھ نہ ہو سکا یہاں تک کہ تہجد کا وقت ہو گیا یکایک دل میں خیال پیدا ہوا کہ افسوس ایک دنیوی حاکم کے حکم سے اس قدر وقت عبث صرف ہوا کاش یہ وقت اپنے دین و دنیا کے حاکم سرکار غوثیت مآب کی مدح و ثنا میں صرف ہوتا ۔ فوراً وضو کیا نوافل تہجد ادا فرمائے معمولات شبانہ سے فارغ ہو کر نماز فجر سے پیشتر ایک جلسہ میں اور ایک آن میں ایک سو گیارہ شعر کا قصیدہ جو صنائع لفظی و معنوی سے آراستہ ہے قلم برداشتہ ثنائے حضور غوث اعظم میں

Marfat.com

تحریر فرمایا۔ یہ قصیدہ ہدیۂ قادریہ میں موجود ہے آپ کا ذخیرہ کلام جو تینوں زبانوں میں جدا جدا قلمبند کیا جاچکا تھا ہنگامۂ غدر میں خدا معلوم کس کے ہاتھ لگا۔ صرف تھوڑا سا کلام حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ کے ارشاد سے ہدیۂ قادریہ میں مطبوع ہوا۔ عربی میں آپ کا علم ادب اہل عرب کیلئے باعث رشک ہو ہدیۂ قادریہ حضرت تاج الفحول نے جب بغداد شریف کے حضرات کو نذر گزرانا تو وہاں کے بڑے بڑے ادیب تعجب کرتے تھے اور کسی ہندی کے کلام ہونے کا یقین نہ آتا تھا۔ آپ کی تصانیف سے کلام میں رسالہ تعلیم الجاہل بجواب تفہیم المسائل اور شرح ہدایت الحکمۃ صدرا شیرازی نیز تعلیقات علی فصوص الفارابی دستیاب ہوسکیں۔ آپ نے زمانۂ غدر میں آگرہ ہی سے جبکہ ہر طرف ہنگامۂ جدال و قتال گرم تھا ترک علایق کرکے راہ حق میں قدم رکھا اور جادہ فنا تک پہونچکر بقائے جاودانی کا لطف اٹھایا۔ کسی کو آپ کا پتہ نہ چلا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

تحفۂ فیض مطبوعہ مرتبہ حضرت تاج الفحول مولانا شاہ فقیر نواز فقیر قادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حالات کا روشن آئینہ ہے آپ کے تلامذہ کا حصر و شمار دشوار ہے۔ بعض کے نام یہاں مذکور ہیں۔

حکیم سید اولاد علی اکبرآبادی۔ قاضی باسط علی اکبرآبادی۔ مولوی سید احمد حسن[۵] قنوجی۔ مولوی عبدالصمد لکھنوی۔ مولوی فضل احمد فرخ آبادی مولوی[۶]

۵؎ مولوی احمد حسن صاحب نوتنی سید آل حسن قنوجی کے بڑے لڑکے تھے ۱۷ رمضان [illegible]ھ میں پیدا ہوئے بدایوں آکر تحصیل علم کی درسیات مروجہ سے فارغ ہوکر کچھ دنوں مولوی عبدالجلیل علی گڈھی سے پڑھا سند حدیث شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی سے حاصل کی [illegible]ھ میں بارادۂ حج گھر سے روانہ ہوکر بڑودہ میں پہنچے مولوی غلام حسین قنوجی کے مکان پر ۹ ربجمادی الاولیٰ [illegible] والے کو فوت ہوئے۔

۶؎ مولوی سراج احمد صاحب سہسوانی معہ مولوی اولاد علی صاحب کے بدایوں آکر مولانا کے زمرۂ تلامذہ میں

Marfat.com

سراج احمد و مولوی اولاد احمد سہسوانی وغیرہ بیرونجات کے اشخاص ہیں اور اہل شہر میں مولوی صبیح الدین عباسی۔ مولوی قاضی شمس الاسلام عباسی۔ مولوی سید دولت علی نقوی قبائی۔ مولوی حکیم غلام صفدر۔ مولوی محمد اسحاق صدیقی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲

داخل ہوئے جب تک مدرسۂ عالیہ قادریہ میں رہے حنفیت کے رنگ رہے۔ کسی قدر مولوی تراب علی مرادابادی سے پڑھے اُس کے بعد تقلید کا پٹکہ کرسے نکالا وہابیت کا اظہار کیا سراج الایمان رسالہ لکھا جس کا جواب حضرت مولانا محی الدین صاحب قدس سرہٗ نے شمس الایمان تحریر فرمایا۔ مولوی اولاد احمد بھی غیر مقلد ہو گئے۔ مولوی امیر حسن سہسوانی مولوی سراج احمد صاحب کے شاگرد تھے۔

۵۳ مولوی صبیح الدین صاحب عباسی۔ آپ اپنے استاد کے خالہ زاد بھائی تھے۔ تحصیل علوم نہایت ذہن کامل کے ساتھ کی تھی حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ الوحید اپنے نانا سے شرف بیعت حاصل تھا بعہدۂ صدر امینی ملازم تھے لیکن ملازمت میں بھی معمولات و اشغال کو ترک نکیا سلسلۂ درس بھی برابر جاری رکھا ۱۳۰۲ھ میں انتقال ہوا مولوی جمیل الدین خطیب جامع مولوی سدید الدین شایق۔ مولوی محمود احمد وکیل مولوی فصیح الدین صاحبان۔ ۵ فرزند چھوڑے۔

۵۴ مولوی قاضی شمس الاسلام صاحب۔ آپ مولانا عبدالسلام صاحب عباسی کے صاحبزادہ اور مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ کے مرید باختصاص تھے۔ آپ ریاست و امارت جود و سخاوت کے لئے ہمیشہ مشہور رہیں گے۔ رامپور میں آپ قاضی تھے۔ حضور سید المرسلین صلعم کے نام مبارک پر فدا تھے آپ کے دیوانخانہ میں ہر سال شب دوازدہم ربیع الاول شریف کو نہایت شان و شوکت سے محفل میلاد ہوتی تھی جس کی مثل ابتک کوئی محفل نہیں ہوسکی۔ ایک مرتبہ آثار شریف کے خدام کو کل اثاث البیت نذر کر دیا۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوآئے تھے ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ میں انتقال کیا۔

۵۵ مولوی سید دولت علی صاحب قبائی آپ محلہ سید بارہ بدایوں کے سادات کرام سے ہیں آپ اور آپ کے بڑے بھائی مولوی فرزند علی صاحب اور مولوی سید ارجمند علی صاحب معہ اپنی

Marfat.com

مولوی محمد اسحاق صدیقی - مولوی محمد بخش صدر الصدور - مولوی علی بخش خان صدر الصدور - مولوی محمود بخش صدر الصدور - مولوی کرامت اللہ منصف مولوی محمد حسین مولوی نجابت اللہ خلیفہ غلام حسین صاحبان وغیرہ شرفا و علمائے اور مولوی نذیر احمد مولوی محمد سعید - مولوی نور احمد صاحبان علمائے کرام اہل خاندان سے آپ کے ارشد تلامذہ میں ہیں شعرا میں آپ کے مستفیدین میں مولوی افضل الدین قیس - مولوی غلام شاہد فدا - مولوی احمد حسین وحشت -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳

ہمشیرگان کے حضرت مولانا شاہ عبد المجید صاحب قدس سرہٗ سے بیعت تھے - مدت العمر ریاست گوالیار میں عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور رہے - آپ کے بعد آپ کے لڑکے مولوی سید اکبر حسین صاحب بھی پیچہ متعلق ریاست گوالیار میں جج رہے -

۵۶ حکیم مولوی غلام صفدر صاحب صدیقی - آپ حضرت تاج الفحول قدس سرہ کے ماموں تھے فن طب میں کمال حاصل تھا ہمیشہ درس و تدریس اور علاج و معالجہ میں عمر بسر فرمائی غربا و فقرا کی ہمیشہ امداد کی ۶ شعبان سنہ ۱۲۹۰ھ بمقام بھندولی ضلع بلند شہر انتقال ہوا -

۵۷ مولوی محمد اسحاق صاحب آپ شرفا و رؤسا بدایوں میں سے ہیں نسباً شیوخ صدیقی رحمانی سے تھے - رسائل دینیہ کی تصنیف میں عمر گزاری رسالہ منازل البرکات عربی - ہدیۃ البرکات فی فضائل عاشورا آپ کی تصنیف سے ہیں سنہ ۱۳۰۰ھ میں انتقال ہوا -

۵۸ مولوی محمد بخش صاحب - آپ بدایوں کے نامور رؤسا میں تھے - عالم و فاضل تھے مدت تک بعہدۂ صدر الصدوری - (سب جج) مامور رہے بعد پنشن اسپیشل آنریری مجسٹریٹ حلقہ دوم بدایوں کے رہے حضرت مولانا شاہ عبد المجید قدس سرہٗ کے مخصوص مریدین میں تھے باوجود اعزاز دنیوی اپنے پیر و مرشد کی اولاد امجاد کا اس درجہ ادب کرتے تھے کہ فی زمانہ بہت سے لوگ اپنے پیر کا ایسا ادب نہیں کرتے ۲۶ رمضان سنہ ۱۳۰۰ھ میں انتقال ہوا اور اپنے مکان کے قریب مسجد میں دفن ہوئے آپ کے صاحبزادہ خان بہادر مولوی حامد بخش صاحب وائس چیرمین میونسپل بورڈ بدایوں کے سربرآوردہ لوگوں میں تھے -

Marfat.com

مولوی نیاز احمد نیاز۔ مولوی اشرف علی نفیس وغیرہ مشہور لوگ ہیں۔ تاج العلما
سراج الاطبا جناب مولانا حکیم سراج الحق صاحب قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا
فیض احمد صاحب آپ کی ولادت ۲۰ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ کو ہوئی اظہار الحق
تاریخی نام مقرر ہوا تحصیل علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ کی اوّل اپنے والد ماجد سے کی
اُس کے بعد استاذ العلما حضرت مولانا نور احمد صاحب سے استفاضہ علمیہ حاصل
کیا طب کو علماً اور عملاً حضرت سیف اللہ المسلول علیہ الرحمۃ سے سیکھا۔
نہایت زبردست دماغ آپ کو قدرت نے عطا فرمایا تھا۔ معقول۔ فلسفہ۔
ریاضی کے مشکل سے مشکل اور ادق سے ادق مسائل آپ کے ادنیٰ سے
ادنیٰ توجہ میں حل ہوتے تھے۔ عالم پیری میں آپ کے ذہن سلیم اور
حافظہ مستقیم کی یہ حالت تھی کہ شب کو علیگڈھ میں طلبہ کا ہجوم ہوتا تھا
آپ چار پائی پر استراحت فرما ہوتے سبق شروع ہوتا ہر فن کی کتاب بلا مطالعہ
اس بے تکلفی سے پڑھاتے کہ طلبہ دنگ ہو جاتے خصوصاً صفحہ کے صفحہ فقط
عبارت پڑھکر اُس کے مطالب سمجھاتے۔ آپ کے طبی کمال کے اطبا دہلی
اور لکھنؤ قائل تھے۔ باصرار رؤسا رامپور و دھرم پور آپ زیادہ تر علیگڈھ
میں قیام پذیر رہتے۔ جب بدایوں تشریف لاتے تو مریضان مایوس العلاج
کو عید ہو جاتی۔ اس فن شریف میں علاوہ ماہرانہ کمال کے خدا نے دست شفا
بھی وہ دیا تھا کہ جس بیمار پر ہاتھ رکھدیا خدا نے اُس کو صحت عطا فرمادی۔
عمر گرانمایہ کو ہمیشہ افادہ و افاضہ میں ہمہ تن مصروف رکھا۔ مشاغل باطنی
کے اعتبار سے آپ کی زندگی بالکل مشائخانہ زندگی تھی زہد و اتقا کی شان
مقدس چہرہ سے صاف آشکار ہوتی تھی ایام عرس شریف میں
چوکی آپ درسے پشت لگاکر بیٹھتے تھے۔ اور برکت و انوار عرس اور تجلیات
آستانہ قادریہ کے نظارہ میں مستغرق ہو جاتے تھے۔

۹ مولوی علی بخش خاں صاحب۔ آپ مولوی محمد بخش صاحب کے چھوٹے بھائی محلہ سوتھہ کے رکن اعظم اور رئیس

Marfat.com

خدا کی شان ہے کہ اسلاف سے لیکر اخلاف تک سب کا انتقال بدایوں سے باہر ہوا۔ آپ کے والد کے انتقال کی خبر بھی نہیں کہ کہاں ہوا دادا نے مرشدآباد میں مولانا بحرالعلوم محمد علی صاحب قدس سرہٗ نے لکھنؤ میں انتقال کیا

شیخ فیض حسن ۵

آپ بھی صدرالصدور تھے مشاغل علمیہ میں توغل خاص تھا ۱۲۳۴ھ میں پیدا ہوئے تحصیل علم تینوں بھائیوں نے مولانا سے ذوق کامل کے ساتھ کی اور مولانا کی مساعی جمیلہ نے ہر سہ برادران کو معراج اعزاز پر پہونچایا۔ آپ فن مناظرہ کے مختص اور مخصوص لوگوں میں سمجھے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں آپ کی تصانیف مشہور ہیں سرسید احمد خاں بہادر کے معاصر اور مکفّرین میں ہیں ہمیشہ سرسید سے تحریری اور تقریری مکالمے ہوتے رہے۔ غیر مقلدین میں ڈپٹی امداد علی صاحب آریوں میں دیانندجی سرستی کے اقوال باطلہ اور عقائد الحادیہ کا ہمیشہ آپنے بطلان ثابت کیا۔ مرزا غالب سے ہمیشہ شاعری میں چھیڑ چھاڑ رہی علم جفر میں بھی کمال حاصل تھا نعت شریف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے اور سننے کا ازحد شوق تھا روزمرہ جو تازہ غزل تصنیف فرماتے اس کو اپنے مقررہ نعت خوانوں کی زبان سے سُنا کرتے شرر تخلص تھا حضرت اقدس قدس سرہ المجید اپنے پیر و مرشد کے فدائی تھے اور زبردست نسبت رکھتے تھے یہ شعر آپ کا جس کو آپ نے اپنے بھتیجہ جناب مولوی حامد بخش صاحب مرحوم کی زبان سے ادا کیا ہے آپ کے حسن عقیدت کا شاہد ہے فرماتے ہیں ؎ مرتے ہیں اس پر مجیدی دفن ہوں در کے قریب ٭ بعد مرنے کے بھی تہ چھوٹے ل حق ملصاعین

چنانچہ بعد انتقال جو ۲۰ ار رجب ۱۳۰۲ہجری میں ہوا اپنے پیر و مرشد کے مزار کے متصل آستانۂ قادریہ میں مدفون ہوئے۔ ع سید الحاج در بہشت رسید مصرعہ تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات میں تنقیح المسائل برق خاطف رد شیعہ میں۔ تائید الاسلام۔ موید القرآن۔ شہاب ثاقب وغیرہ رد طائفہ وہابیہ ونیچریہ میں مشہور کتابیں ہیں۔

نلہ مولوی محمود بخش صاحب یہ بھی مولانا سے سلسلۂ تلمذ رکھتے تھے اور صدرالصدوری تک پہنچے مثل اپنے دونوں برادران سابق الذکر کے بدایوں کے روسا میں تھے مولوی خواجہ بخش صاحب مرحوم ان کے لڑکے تھے جن کے پسران رؤف بخش وعطوف بخش کا شباب میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

آپ نے دانا پور میں رحلت فرمائی آپ کے صاحبزادہ مکہ معظمہ میں فوت ہوئے۔ حلقۂ درس آپ کا بہت وسیع تھا۔ علیگڈھ میں شب کا وقت آپنے درس کے لئے مخصوص فرمادیا تھا دن کو طلبہ جناب مولانا مفتی لطف اللہ صاحب سے پڑھا کرتے تھے شب کو فرصت کے وقت آپ سے تحصیل علم کرتے تھے تصنیف و تالیف کا بھی بہت شوق تھا۔ ہرفن میں آپ کی تالیفات بکثرت ہیں شرح رسائل حسابات بہاء الدین عاملی مطبوعہ ہے آپ کی کمال قابلیت کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف دوایک جلسوں میں تھوڑی تھوڑی دیر مدرسۂ قادریہ میں بیٹھکر آپ نے اس شرح کو تحریر فرمایا ہے۔ طبیعات میں رسالۂ سراج الحکمت ہے۔ علم کلام میں شرح رسالہ معتقد المنتقد ہے۔ جو اب دستیاب نہیں ہوتی۔ عربی علم ادب میں آپ کے بلیغ عربی قصائد آپ کی شانِ ادب کے شاہد ہیں اس کے سوافن طب میں بہت سے رسائل آپ نے تحریر فرمائے۔ چونکہ ذخیرۂ کتب اور تمام مسودات تالیف و تصنیف آپ کے پاس رہتے تھے اس وجہ سے یہ تمام عمر کا سرمایہ قریب قریب دوسروں کے تصرف میں آگیا۔ آخر عمر میں مولوی حکیم افتخار الحق صاحب کو

---

۱۱ مولوی کرامت اللہ صاحب منصف آپ قاضی محلہ کے روسا میں تھے مولانا کے مخصوص شاگردنمیں سے تھے عرصہ تک بعہدۂ صدر امینی اور منصفی ملازم رہے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی نہایت باخدا اور بابرکت تھے۔ کتب بینی اور تحریر کا بہت شوق تھا ہزاروں روپیہ صرف کرکے عظیم الشان کتب خانہ ترتیب دیا جو بعد آپ کی وفات کے بے قدری زمانہ کی دست برد سے بچ سکا میزان سے لیکر شمس بازغہ تک درسی کتب مع حواشی اپنے ہاتھ سے خوشخط نقل کرکے زیب کتب خانہ کیں۔ فن طب میں بھی دخل تھا غربا کو مفت دوا تقسیم کرتے تھے آپ کی اولاد میں مولوی اقبال اللہ صاحب اور مولوی جنید اللہ صاحب بقید حیات ہیں۔

۱۲ مولوی محمد حسین صاحب۔ آپ شیخ ریاست اللہ صاحب رئیس محلہ شیخ پٹی کے خلف رشید تھے نسبا

Marfat.com

آپ نے اپنے آغوش تربیت میں مثل اولاد کے پرورش کیا جس کا یہ نتیجہ پیش نظر ہے کہ یہ حکیم صاحب بڑے بڑے اطبا کے ہجوم میں عزت اور خصوصیت کے ساتھ مطب کرتے ہیں آجکل لکھنؤ جیسے مسکن اطبا میں مطب کر رہے ہیں اور شہرت کامل حاصل ہے۔ زیادہ تر ذخیرہ تصنیفات ان کو ہی ملا کیونکہ بروقت انتقال بھی وہاں موجود تھے۔

۱۲۹۹ھ قدسی میں آپ دوبارہ معہ قافلہ کے حرمین طیبین کی زیارت کو تشریف لیگئے بیاسی برس کی عمر پائی۔ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ بوقت سحر بمقام ڈبنپور ضلع علیگڈھ انتقال فرمایا۔ ایک پسر ایک دختر اولادیں ہوئے آپ کے شاگردوں میں منجملہ اہل وطن کے۔ مولوی سید مطیع احمد صاحب نقوی قبائی۔ مولوی عاشق حسین صاحب رئیس چاہ میر مولوی باقر علی صاحب۔ مولوی میر نذر علی صاحب مولوی تفضل حسین صاحب رئیس گڈھ مکلیسر۔ مولوی محمد حسین صاحب سوہاروی۔ حکیم محمد حسین صاحب سہسوانی سید اولاد حسن صاحب۔ حکیم

صدیقی ہیں مولانا سے تحصیل علوم فرمائی بعد فراغ بعہدۂ مدرسی سلسلہ درس و تدریس وطن اور دیگر بلاد میں جاری رکھا آخر عمر میں رؤسا کھیڑہ بزرگ کے یہاں مدرس مقرر ہوئے بہت سے اہل شہر آپ کے شاگردوں میں ہیں۔

۱۳ مولوی نجابت اللہ صاحب آپ رؤسا قاضی محلہ کے شیوخ صدیقی سے ہیں۔ عربی و فارسی کی تحصیل سے فارغ ہوکر فارسی میں شہرت کامل حاصل کی اور آخر عمر تک سلسلۂ درس فارسی جاری رکھا۔

۱۴ خلیفہ غلام حسین صاحب آپ بھی فارسی میں یکتائے زمانہ تھے اور ہمیشہ فارسی پڑھایا کئے۔ بریلی اور بدایوں میں بہت سے آپ کے شاگرد ہیں چودھری تفضل حسین صاحب مرحوم و چودھری محمد اصغر علی صاحب رؤسا کھیڑہ آپ کے شاگرد تھے۔

۱۵ مولوی فضل الدین صاحب قیس عباسی۔ آپ رؤسا عباسی محلہ کے شعرا نازک خیال میں ہیں۔ مولوی محمد یوسف صاحب عباسی آپ کے والد تھے شرف بیعت حضرت مولانا شاہ عین الحق قدس سرہ المجید سے

Marfat.com

تصور علی صاحب اکبر آبادی مولوی مقبول حسین صاحب شیعی مشہور واعظ فرقہ شیعہ۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مشہور غیر مقلد سرگروہ وہابیہ مولوی جمال الدین صاحب پنجابی سید عبداللہ صاحب کابلی وغیرہ بیشمار اشخاص دیار و امصار کے ہیں۔ مولانا محمد منیر الحق صاحب۔ آپ حکیم صاحب کے اکلوتے فرزند تھے ۹ر رمضان المبارک ۱۲۸۲ھ آپ کی سال ولادت ہے نہایت طباع اور ذہین تھے۔ علمی نشو و نما مدرسہ قادریہ میں نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پائی تھی درس نظامی کی تکمیل تھوڑی سی عمر میں کرلی تھی حضرت اقدس قبلہ پیرو مرشد جناب مولانا صاحب مدظلہم العالی کے ہم عمر وہم سبق تھے ۱۲۹۹ھ میں جب آپ کے والد ماجد صاحب قبلہ کا قافلہ بمراہی حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ حج کو روانہ ہوا۔ اور اس میں اکثر اکابر واصاغر خاندان حرمین طیبین کی حاضری کیلئے شامل ہوئے آپ بھی تشریف لے گئے

حاصل تھا ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا۔ قطعہ وفات

چو آن افضل شاعراں خوش سیر ز دنیا نمودہ بعقبےٰ سفر

اگر خواہی از سال فوتش خبر بگو افضل جملہ اہل ہنر

ملاله مولوی احمد حسین صاحب وحشت۔ بدایوں کے مشاہیر شعرا میں تھے نسباً شیوخ صدیقی رحمانی سے ہیں شرف تلمذ مولانا سے اور افتخار بیعت حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے تھا پیر کے عاشق اور باالنسبت بزرگ تھے آپ کا کلام نعت و مناقب میں اکثر محافل میلاد شریف میں پڑھا جاتا ہے۔

شله مولوی حکیم نیاز احمد صاحب نیاز آپ شرفا ہتو لیاں صدیقی محلہ سوتھ سے تھے بیعت حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے تھی ہمیشہ ہر موسم میں آستانہ پیر و مرشد کی حاضری کا التزام تھا۔ اکثر وقت عبادت یا تحریر کلام الٰہی میں بسر ہوتا تھا۔

شله مولوی غلام شاہد صاحب فدا۔ آپ روسار محلہ سوتھ سے تھے علم عربی کی تحصیل حضرت مولانا سے کی تھی لیکن بوجہ اشغال و تعلقات دنیوی اس طرف توغل نہ تھا شعر و سخن سے زیادہ رغبت تھی شاعری میں بھی

مولانا کے ذہن و حافظہ کی خداداد ذکاوت کا یہ اثر تھا کہ ماہ رمضان المبارک میں دن کو قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کرتے اور شب کو محراب میں سُنا دیا کرتے آخر ایام حج میں مکہ معظمہ میں ۱۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور اپنے بزرگ خاندان کے سلسلہ کو ختم کردیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا محمد لطیف قدس سرہ کے بقیہ دو پسران مولوی قل محمد صاحب اور مولوی گل محمد صاحب میں سے خطابت و امامت جامع شمسی بدایوں مولوی قل محمد صاحب کو جو حضرت مولانا فخر صاحب قدس سرہ کے صاحب مجاز مریدین میں تھے ملی ہشتم صفر سنہ کو انتقال ہوا دو لڑکے مولوی محمد اکرام صاحب اور خطیب محمد عمران صاحب اور ایک لڑکی اپنے اعقاب چھوڑے۔ دختر کی شادی مولانا عبدالحمید صاحب ابن مولانا محمد سعید صاحب کے ساتھ ہوئی خطیب محمد اکرام صاحب اوّل خطیب جامع ہوئے لیکن یہ لاولد فوت ہوئے بعد انتقال ان کے امامت و خطابت ان کے چھوٹے بھائی کو منتقل ہوئی

مولانا خطیب محمد عمران صاحب قدس سرہ۔ آپ اپنے وقت کے نہایت باخدا بزرگوں میں سے تھے آپ کی نسبت باطنی ہمیشہ آپ کو وجدانہ عالم میں

مولانا سے شرف تلمذ تھا۔ آپ کے والد مولوی مبارز الدین صاحب بھی فارسی کے شاعر تھے۔

۱۵ مولوی اشرف علی صاحب نفیس۔ آپ روسا رشیعہ قاضی محلہ بدایوں سے تھے نسباً بدایوں کے صدیقی شیوخ سے ہیں عربی کی تحصیل مولانا سے پورے شوق کے ساتھ کی اور اپنے فرقہ میں ممتاز مانے گئے شاعری میں بھی آپ بے مثل اور بدایوں کے مشہور شاعروں میں تھے اور اس فن میں بھی آپ کا کلام حضرت مولانا کے فیض توجہ سے بے نیاز نہ تھا ۱۲۷۴ھ میں انتقال ہوا۔ قطعہ تاریخ وفات

چوں مولوی اشرف علی بود
تاریخ وفات گفت ہاتف

شاہ سخن نفیس و زیبا
بُد اشرف شاعرانِ دنیا
۱۲۷۴ھ

Marfat.com

رکھتی تھی علاوہ علوم دینیہ کے مثنوی شریف حضرت مولانا روم قدس سرہٗ کا درس خاص طور پر مشہور ہے آپ تمام مثنوی شریف کے مع مالہ وماعلیہ حافظ تھے اور درس کے وقت عجیب و غریب نکات و رموز اسرار وحقایق کا انکشاف فرماتے تھے ۱۲۴۲ھ میں انتقال ہوا۔ امروز علم مثنوی مرد آپ کی تاریخ رحلت ہے مزار جامع مسجد حوض کے شرقی کنارہ پر ہے۔

مولانا عبدالسلام صاحب عباسی۔ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی۔ میاں ذکراللہ شاہ صاحب قادری۔ چودھری محمد اعظم صاحب رئیس

۵۱ مولانا عبدالسلام صاحب عباسی علیہ الرحمۃ آپ ہندوستان کے مشاہیر علماء کرام کے طبقہ میں ہیں ۱۱۴۱ھ میں پیدا ہوئے تحصیل علم اپنے عم محترم مولانا بہارالحق صاحب عباسی و دیگر علماء رام پور سے فرمائی مولانا بہارالحق صاحب حضرت بحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی قدس سرہٗ کے تلامذہ میں تھے۔ قاضی صاحب نے مثنوی شریف کو مولانا خطیب محمد عمران صاحب سے سبقاً سبقاً بکمال تحقیق پڑھا۔ عرصہ دراز تک منصب قضا ریاست رامپور پر مامور رہے آخر عمر میں مسجد نشین اور گوشہ گزین ہو گئے۔ بیعت آپ کو حضور اقدس اچھے میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ سے تھی آخر میں حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ نے شرف خلافت بھی عطا فرمایا تھا آپ کا تخلص سلام تھا تمام فارسی میں آپ کا کلام نہایت بلند پایہ کا ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر زادالاخرت اردو منظوم مشہور و معروف ہے۔ اس کے سوا اخیارالابرار تصوف میں شرح دلایل الخیرات۔ رسالہ علم فرائیض مثنوی طوفان عشق فارسی میں ہیں۔ انتقال آپ کا ۱۳ رجب بروز چہارشنبہ ۱۲۰۹ھ کو بوقت عصر ہوا۔ اور بروز پنجشنبہ علی الصباح مسجد عباسیان بناکردہ مولانا حبیب اللہ صاحب میں مدفون ہوئے۔ خزینۃ الاصفیا میں نظم اور حدایق حنفیہ میں نثر کا شانہ سال رحلت غلط تحریر ہے قطعہ تاریخ وصال ملا تعمیہ و تخرجہ اس طرح ہے

قاضی عبدالسلام حق آگاہ	عالم و باکمال و عارف حق	چارشنبہ بہ سیزدہ ز رجب	یافتہ وصل قادر مطلق
مسجد مولوی حبیب اللہ	یافتہ از مزار شان رونق	سال وصلش ز دل چو پرسیدم	گفت آن بودہ قاضی حق ۱۲۰۹ھ

۵۲ میاں ذکراللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ۔ آپ شیوخ قرشوریان بدایوں سے تھے بیعت و خلافت کا افتخار حضرت اچھے میاں میاں صاحب قدس سرہٗ سے حاصل تھا ہدایت المخلوق میں حضور اچھے صاحب کی

Marfat.com

چودھری محمد عظیم صاحب رئیس مثنوی شریف میں آپ کے شاگرد تھے آپ کے انتقال کے بعد خطابت آپ کے لڑکے خطیب غلام سرور صاحب کو جن کا انتقال ۱۲۷۶ھ میں ہوا اور جو اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے منتقل ہوئی یہ خطیب صاحب بھی لاولد رہے ان کے انتقال کے بعد خطیب تجمل حسین صاحب ابن مولوی زین العابدین ابن مولوی قطب الدین ابن مولانا بحرالعلوم محمد علی صاحب قدس سرہٗ خطیب جامع ہوئے۔ چونکہ خطیب صاحب کوئی فرزند نہ رکھتے تھے اس خیال سے حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ نے مولوی جمیل الدین صاحب عباسی کو جو خطیب صاحب مرحوم کی بھانجے ہیں حین حیات کے لئے خطیب مقرر کر دیا مولوی گل محمد صاحب پسر سیوم مولانا محمد لطیف صاحب کے تھے حضرت مولانا فخر صاحب کے خلفا میں آپکا نام بھی پایا جاتا ہے ان کے بھی دو لڑکے حافظ خیرالدین صاحب اور مولوی نصیرالدین صاحب ہوئے حافظ خیرالدین صاحب کی اولاد میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب عثمانی وغیرہ موجود ہیں۔ مولوی نصیرالدین صاحب کے صرف ایک لڑکے مولوی سعدالدین صاحب تھے جن کا ذکر تلامذہ حضرت مولانا شاہ عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ میں ہوگا لاولد فوت ہوئے۔

[illegible]

کرامات میں آپ کے متعلق یہ کرامت درج ہے کہ شروع عملداری سرکار انگریزی میں تحقیقات جائیداد اور معافی وغیرہ کا انتظام ہوا تو آپ کو فکر اور خوف اپنی حیثیت کا ہوا۔ پیر دمرشد سے رجوع کی اور امداد باطنی کے طالب ہوئے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ان کے مکان سکونت میں جلوہ افروز ہوئے اور کاغذات ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ یہ کاغذات تمھاری معافی کی سند ہیں۔ چنانچہ بعد چندے سند معافی سرکار سے آپ کو عطا ہوئی۔ ہدایت المخلوق میں آپ کی تاریخ وفات ماہ صفر ۱۲۶۶ھ اور تذکرۃ الواصلین میں ۱۳ صفر ۱۲۶۹ھ درج ہے مزار آپکا مقابر شیوخ فرشوریان واقع آستانہ حضرت شاہ ولایت میں ہے آپ کے صاحبزادہ شکراللہ خاں صاحب مولانا فیض احمد صاحب کے تلامذہ میں تھے۔ دوسرے صاحبزادے شیخ احسان اللہ

Marfat.com

اشرف الاتقیا صاحب جذب لطیف عارف کامل مولانا محمد شریف قدس سرہٗ
ابن مولانا محمد شفیع رح استفادہ ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل
کیا والد کی جناب میں حالت سلوک قائم رہی اور طالبان حق و ہدایت کو
علمی و روحانی فیضان سے مستفیض کرتے رہے مجاہدات اور ریاضات شاقہ
میں عمر بسر کی اور و اشغال میں زیادہ وقت صرف ہوتا تھا والد کے وصال
کے بعد حالت میں انقلاب پیدا ہوا علاقہ دنیوی سے وحشت۔ بادیہ پیمای سے
رغبت پیدا ہوئی صحرانشینی اختیار کی اگر کوئی طالب حق جنگل میں آپ کو
تلاش کرلیتا تو وہیں اُس کو تعلیم و تلقین فرماکر رخصت کرتے اور اس مقام
کو چھوڑ دیتے۔ کبھی اہل قرابت تلاش کرکے مکان پر لے آتے تو نماز فجر اوّل
وقت پڑھتے اور پھر جنگل کو چلے جاتے۔ غرض یہ کہ کبھی جذب و استغراق میں
رہتے کبھی سالکِ باخبر معلوم ہوتے طلبہ ہمیشہ آپ کی تلاش میں رہتے
جہاں ملتے سبق لیتے دن بھر روزہ رکھتے شب کو نوافل میں صرف کرتے۔
جب اس حالت سے کسی قدر طبیعت کو سکون ہوا۔ اُس کے بعد ہمیشہ یہ
معمول رہا کہ نماز فجر مکان پر باجماعت ادا کی اور جنگل کو چلے گئے شام کو
پھر واپس آکر نماز عشا جماعت سے ادا فرمائی۔ ایک روز اسی طرح سوت ندی
پر پہونچکر حسب معمول غسل کیا اور نماز عصر میں مشغول ہوگئے عین حالت
سجدہ میں طائر روح نے قفس عنصری سے پرواز کی طلبہ و متوسلین۔ جو
ہر وقت دامن فیض سے وابستہ رہتے تھے دیر تک آپ کو سربسجود پاکر متحیّر
ہوئے۔ آخر انتظار شدید کے بعد جاکر جنبش دی معلوم ہوا کہ آپ واصل
بحق ہوچکے ہیں آخر شہر میں خبر ہوتے ہی تمام اہل خاندان اور مریدین وغیرہ
آپ کا جنازہ مکان پر لائے بروز پنجشنبہ ۶ رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ آپ کو
آغوش مزار میں محو خواب کردیا۔ ۶۳ برس کی عمر پائی والدہ آپ کی عبدالنبی
حجازی کی دختر تھیں۔

Marfat.com

مولانا سید نور محمدؒ صاحب اور مولانا محمد معینؒ الدین صاحب فائق آپکے تلامذہ میں تھے۔ عارف کامل محمد شریف فقرہ سال وصال ہے۔

آں محمد شریف قطب زمان	عارفِ باخدا ولی وسعید
چوں شدہ در نماز سر بسجود	از در حق نوید وصل شنید
جان شوق وصال جان جہاں	پیش رب العباد نذر کشید
ہاتف غیب سال وصلش گفت	اشرف الاتقیا بخلد رسید
	۱۱۴۳ ہجری

۵۱ حضرت مولانا سید نور محمد قدس سرہٗ بدایونی آپ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے نامی گرامی اشخاص میں ہیں سلسلۂ نسب حضرت سید الشہدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہونچتا ہے آپ جناب شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے پوتے شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم صاحب کے مرید و خلیفہ تھے اٹھارہ برس کی عمر میں حضرت اشرف الاتقیا سے تحصیل و تکمیل علوم کی اُس کے بعد بدایوں سے دہلی چلے گئے وہاں جاکر فقر و فنا کی مستی میں مدہوشانہ گزرا وقات کرنے لگے۔ سولہ برس تک جذب کی کیفیت طاری رہی اتباع سنت کے بہت پابند تھے خلاف شرع امور سے محترز رہتے تھے۔ آپ کے حالات سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے اکثر شجروں میں درج ہیں۔ مرزا مظہرؒ جان جاناں آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے ار ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا قبر شریف غیاث پور میں جو دہلی سے پانچ کوس ہے ایک کھیت میں متصل ناگہی بنی ہوئی ہے خزینۃ الاصفیا میں تاریخ وفات یہ تحریر ہے۔ چو شد خورشید دیں نور محمدؐ بزیر ابر شکل ماہ مستور شدہ تاریخ سالش یہ تو افگن ز محمد نور گنج نور پر نور۔

۵۲ مولانا محمد معین الدین فائق قدس سرہٗ۔ آپ بدایوں کے مشہور شعرا میں ہیں۔ قاضی محلہ کے شرفا اور شیوخ صدیقی سے تھے عمر بہت پائی تھی ہر فن میں صاحب کمال اور صاحب وجد و حال تھے بزمانۂ سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی آپ معزز و ممتاز شعرا میں سمجھے جاتے تھے تحصیل علوم حضرت اشرف الاتقیا سے کی تھی شاعری میں حضرت عارف باللہ خواجہ اسد اللہ خاں غالب دہلوی کے معاصر تھے اور ہمیشہ اپنے آپ کو پردۂ خفا میں رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ کی مذہبی شان و حمیت اور جرأت اخلاق کا افسانہ مشہور ہے کہ جب نادر شاہ نے دہلی میں دربار کیا اور تمام مشاہیر شعرا کو

۵۳ مرزا مظہر جان جاناں نقشبندی سلسلے کے مشہور بزرگ ۱۱ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ عاشورہ کو [illegible] شہید ہوئے [illegible] خانقاہ نقشبندیہ دہلی میں مزار ہے

واقف حقایق توحید مولانا شاہ محمد سعید چشتی قدس سرہٗ۔ آپ مولانا محمد شریف کے خلف الصدق اور تلمیذ رشید تھے۔ تکمیل علوم ظاہری و استفاضہ اشغال باطنی بزرگ باپ سے کرکے دیگر مشائخ زمانہ سے اکتساب فیض کیا اُس زمانہ میں حضرت عارف باللہ مولانا کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ کا آوازۂ کمال اطراف و جوانب میں شہرت پذیر تھا اور آپ کے ایک بھائی مولانا محمد عطیف قدس سرہٗ شاہ صاحب کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو چکے تھے آپ بھی بدایوں سے شاہجہان آباد پہونچے۔ شرف بیعت و خلافت حضرت شاہ صاحب سے معزز و ممتاز ہوئے ریاضت و اشغال میں ہمہ تن مصروف رہکر مراتب جلیلہ اور مناصب عظیمہ طے فرمائے مثال خلافت حاصل کرکے وطن واپس آئے باب فیوض ظاہری و باطنی واکرکے بندگان خدا کو مستفیض فرمایا۔ اور بدایوں کو مرکز رشد و ہدایت بنا دیا۔ طلباء و علما دور دراز سے آکر فائز المرام ہونے لگے ایک طرف حضرت بحر العلوم مولانا محمد علی صاحب کی مسند آراستہ ہوتی تھی ایک جانب حضرت مولانا مفتی عبد الغنی صاحب کا حلقۂ درس گرم رہتا تھا صدر میں حضرت مولانا کا مصلے لگتا تھا

[illegible]

طلب کیا شعرا نے حسب حال قصائد سُنانا شروع کئے جب آپ کی نوبت آئی قصیدہ لیکر پڑھنے کو کھڑے ہوئے طبیعت نعت و مناقب لکھنے کی عادی تھی۔ وہی ایک قصیدہ [illegible] موجود تھا۔ اول نعت شریف کے اشعار تھے اُس کے بعد مناقب خلفا اربعہ کے پڑھنا شروع کئے۔ ایک ایرانی شیعہ تاجدار کے سامنے بھرے مجمع میں خلفاء راشدین کی مدحت سرائی [illegible] یہ فقط آپ کا ہی کام تھا۔ بادشاہ اور اہل دربار کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو[illegible] جاتا تھا [illegible] آپ اسی ہمت و استقلال کے ساتھ پڑھے جاتے تھے یہانتک کہ پورا قصیدہ ختم کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے نعت شریف میں بصنعت طالب [illegible] مطلوب قصیدہ لکھا [illegible] حرف [illegible] قوافی لکھتے چلے گئے جب ظا معجمہ کی نوبت آئی فکر سا تھے کوئی لفظ ہم [illegible] پہونچا یا اسی عالم فکر میں آنکھ لگی

Marfat.com

قال اللہ اور قال رسول اللہ کی آوازیں در و دیوار سے نمایاں ہوتی تھیں غرض یہ کہ ایک ہنگامہ خدادانی و خداشناسی برپا تھا۔ اور متلاشیان جادۂ مقصود و مشتاقان علم و عرفان ربّ وُدود کی بن آئی تھی۔ آپ کی والدہ عباسی النسل شیخ خلیل اللہ عباسی کی دختر تھیں اور آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں ایک حافظ عبدالجلیل صاحب عباسی کی دختر کے ساتھ دوسری محمد ماہ سہسوانی کی لڑکی کے ساتھ تین لڑکیاں اور دو لڑکے آپنے اپنی اولاد میں چھوڑے ایک لڑکی اوّل مولانا محمد علی صاحب کے عقد میں آئیں جب ان کا انتقال ہوگیا تو دوسری صاحبزادی منسوب کی گئی جن کا انتقال ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۰۳ھ میں ہوا تیسری صاحبزادی مفتی عبدالغنی صاحب کے عقد میں آئیں جن کا انتقال ۴ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ کو ہوا تاریخ وصال حضرت مولانا کی ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۷ھ ہی

صبح چوں از دار دنیا رفت مولانا سعید از خرد فرمود ہاتف با ہجوم اضطراب	ع	مقتدائے اہل دین سر دفتر اہل کمال گوہر درج طریقت ہست تاریخ وصال ۱۱۵۷ھ

[illegible]

بخت بیدار ہوا خواب میں شرف حضوری حضور سید عالم روحی لہ الفداہ سے مشرف ہوئے لفظ قایم و یقظانی کی طرف اشارہ ہوا۔ چنانچہ بیدار ہوکر آپنے پورا شعر موزوں فرمایا اُس قصیدہ متبرک کا مطلع اور وہ خاص شعر تبرکاً درج ہے (مطلع ای مہبط روح منزل قرآنی - از مطلع قدس نیّر تابانی - (شعر خاص) طغرای کتاب مجلّیٰ بد و نیک ؛ طومار نجات قایم یقظانی (مقطع) یاری دہ فایق کثیر العصیاں ؛ یاور ہمہ وقت ہم معین ہر آنی - یا احمد مجتبےٰ بجناب مارا۔ یکبار بگو کہ ہاں چرا گریانی۔

فائدہ۔ خواجہ اسد اللہ خاں غالب قدس سرہٗ۔ یہ غالب اول ہیں زمانۂ سلطنت مغلیہ میں آپ ہند و ایران کے مسلّم شعراء میں تھے علاوہ شاعری کے فقر و زہد میں بھی صوفیانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۱۶۳ھ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

مولانا مفتی محمد حبیب صاحب۔ آپ بڑے صاحبزادہ مولانا محمد سعید صاحب کے تھے تحصیل علم بکمال تحقیق اپنے والد بزرگوار سے فرمائی فقہ و فرائض میں یگانۂ عصر اور انتخاب روزگار تھے آپ کی شادی مولوی وجیہ الدین صاحب ابن مفتی درویش محمد صاحب کی دختر کے ساتھ ہوئی لیکن آپ لاولد رہے ۱۱۹۵ھ میں انتقال ہوا داخل جنات عالیہ مادہ تاریخ ہے۔
۱۱۹۵ھ

سرمست بادہ توحید حضرت مولانا عبدالحمید قادری قدس سرہ الوحید آپ چھوٹے صاحبزادہ مولانا محمد سعید صاحب کے تھے ۱۷ جمادالاول ۱۱۵۲ھ تاریخ ولادت ہے پانچویں برس والد کا انتقال ہوگیا۔ تعلیم و تحصیل علم اپنے برادر گرامی سے فرمائی بعد فراغ سلسلۂ درس و تدریس اجرا فرمایا۔ خداوند کریم نے آپ کی زبان میں تاثیر کامل عطا فرمائی تھی جس کے حق میں دعا فرماتے لطف الٰہی سے باب اجابت تک پہونچتی۔ طلبہ ہر کتاب حصول برکت کیلئے آپ سے ہی شروع کیا کرتے تھے اگرچہ آپ تواضع و انکسار کے باعث اپنے آپ کو زمرۂ مشائخ سے بالکل علحدہ رکھتے تھے اور اپنی شان باطنی کو ظاہری لباس کے پردوں میں پوشیدہ رکھتے تھے لیکن اداشناس اور رموز آشنا نگاہیں صاف کہدیتی تھیں ؎

جلوہ مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھسے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

ہر وقت کے حاضر خدمت رہنے والے اور واقف حال لوگ متفق ہیں کہ آپ اولیا، کاملین سے تھے مشائخ وقت اور اکابر عصر سے آپ کے مراسم اتحاد ہمیشہ وابستہ رہتے تھے۔ اور اکثر اہل دل بزرگ آپ کی صحبت میں موجود رہتے تھے بیعت و خلافت حضور اقدس حضرت اچھے میاں صاحب سے حاصل تھی۔ لیکن شان تواضع کے باعث تمام عمر کسی کو مرید نہ فرمایا۔ اس پر بھی آپ کی کشش روحانی کا یہ عالم تھا کہ بکثرت اشخاص مرید ہونے

Marfat.com

زیادہ آپ سے حُسن عقیدت رکھتے تھے اکثر معتقدین تو آخر وقت تک آپکے پاس عقیدت سے کسی کے مرید ہی نہوئے۔ آپ کے واقعہٗ ارتحال کے متعلق مشہور ہے کہ ایک دن آپ بالکل صحیح وسالم حسب معمول نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لائے نماز باجماعت ادا کرکے اور اد و اشغال روزانہ ادا فرمائے نوافل اشراق کے بعد اعزا و اقارب کے تمام مکانات میں تشریف لیگئے اور فرداً فرداً ہر مکان میں اعزا کو اپنے قریب بلا کر ان سے کلمات وداعیہ فرماتے اور کہتے کہ آج رخصت ہونے کے لئے آیا ہوں۔ تھوڑی تھوڑی دیر ہر مکان میں بیٹھے اور رخصت ہوتے وقت سب کے حق میں دعائے خیر کرتے مصافحہ کرکے دوسرے مکان میں جاتے اسی طرح قبل زوال دولت خانہ میں تشریف لائے کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر حسب معمول تھوڑی دیر مکان میں رہکر مسجد میں آئے نماز ظہر باجماعت پڑھی نماز کے بعد مولانا عبدالملک صاحب انصاری کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ آج نماز عصر اول وقت ادا کریجئے تاکہ آخر اقتدا مجھے بھی حاصل ہوجائے۔ بعدہٗ مسجد سے محلسرائے اقامت میں تشریف لیگئے اوّل ایک لکڑی سے دروازہ کا عرض ناپا اس کے بعد چار پایوں کی پیمائش کی حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ نے جن پر آپ بہت شفقت فرماتے تھے عرض کیا کہ حضور آج خلاف عادت یہ کیا کر رہے ہیں ہنسکر جواب دیا کہ دروازہ کی پیمائش برائے محافہٗ عروسی یا برائے جنازہ کیجاتی ہے۔ یہ کہکر ایک چار پائی کو منتخب فرمایا اور کہا ہمارا بستر اس چارپائی پر لگا دیا جائے۔ والدہ ماجدہ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ تعمیل حکم میں مشغول ہوئیں آپ مکان سے مسجد میں تشریف لے آئے اور نہایت اطمینان سے مسجد میں نماز عصر کیلئے مولانا عبدالملک صاحب کا انتظار کیا

لہ مولانا عبدالملک انصاری قدس سرہٗ۔ آپ میاںجی عبدالملک کے نام سے مشہور ہیں شیوخ انصاری

Marfat.com

مولویصاحب موصوف حسب ایما اوّل وقت تشریف لائے اور باہم کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اتنے میں موذّن نے اذان کہی آپ نے خدّام موجودہ نے وضو کے لئے پانی طلب کیا اور فرمایا کہ آج وضو پہ آخری وضو بھی کرلوں تو بہتر ہے۔ بعد وضو باقتدائے مولویصاحب مذکور نماز عصر باطمانیت قلب ادا کی۔جس وقت دوسرا سلام پھیرا۔حالت متغیر ہوگئی غشی طاری ہونا شروع ہوئی۔ فوراً امام اور مقتدی آپ کو ہاتھوں پر رکھکر مکان میں لائے۔ چارپائی پر بستر پیشتر سے لگا ہوا تھا اُس پر آپ کو لٹا دیا گیا۔ عالم محویت میں خالقِ حقیقی سے راز و نیاز شروع ہو گئے کسی سے کوئی کلام نہ فرمایا یہانتک کہ صبح دوشنبہ ۱۰ ارجمادی الاولی ۱۲۳۳ھ ذکر جہر کے شغل کے ساتھ طائر روح نے خلد بریں کو پرواز کی تاریخ اور مہینہ وقت اور دن ولادت و وصال کا ایک ہی تھا۔ تین پسر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مولانا محمد شفیع صاحب ۔مولانا حکیم عبدالصمد صاحب اپنی یادگار چھوڑے۔

[illegible]

کہے جاتے ہیں نہایت بابرکت صاحب زہد و اتقا بزرگ تھے مدرسہ قادریہ میں بزمانہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب درس اطفال پر مامور تھے چنانچہ جو وثیقہ آپ کا اُس زمانہ میں نفر... وہ آپ کی اولاد و اخلاف کو حضرت تاج الفحول کے زمانہ تک ملتا رہا۔ ہدایت المخلوق میں آپ کی بیعت کے متعلق یہ واقعہ درج ہے کہ آپ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ سے نہایت اخلاص و اختصاص رکھتے تھے جب حضرت مولانا حضور اقدس اپنے میاں صاحب سے مرید ہوئے آپ کو نہایت اشتیاق ہوا مگر بچند وجوہ حاضری مارہرہ مقدسہ سے معذور رہے ایک شب کو خواب میں حضور اقدس کو دیکھا کہ مسجد محلہ میں رونق افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ وضو کے لئے پانی میانجی صاحب فوراً پانی لائے حضور اقدس نے وضو فرماکر انصاری صاحب کو داخل سلسلہ فرمایا صبح کو نہایت مشتاقانہ عزم سفر کیا اور مارہرہ شریف جاکر مرید ہوئے شرف خلافت پایا۔ اسی طرح جب ایک مرتبہ بہت سخت بیمار ہوئے تو دو بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں تم

Marfat.com

مقتدائے شرع و یکتائے زماں چوں بایزید
گفت ملہم چوں سوئے دار البقا رحلت نمود

عارف کامل امام اتقیا فرد وحید
ہائے رفت از دار دنیا مولوی عبد الحمید
۱۲ ۳۳ ھ

دیگر

چوں عبد حمید قبلۂ دین
سالِ وصل و سنین عمرش

قصدِ ملک بقا نمودہ
ہشتاد و یکش سنین بودہ
۱۲ ۳۳ ھ

مولانا محمد شفیع صاحب قدس سرہ۔ آپ منجھلے صاحبزادہ مولانا عبد الحمید صاحب کے تھے ۶ رمضان شریف ۱۱۸۴ھ کو پیدا ہوئے تحصیل و تکمیل علم والد بزرگوار اور مولانا بحر العلوم محمد علی صاحب سے فرمائی کمالِ زہد اتقا سے موصوف تھے تواضع اور علم میں اپنا نظیر خود آپ تھے ۲۴ ذالحجہ ۱۲۵۵ھ میں بعد مغرب انتقال ہوا غلام پیر کے نام سے معروف تھے۔ عالم ذیوقار و باکمال فقرہ تاریخ وفات ہے ۱۲۵۸ھ تین صاحبزادہ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب۔ مولانا سناء الدین احمد صاحب مولانا نور احمد صاحب اپنی یادگار چھوڑے۔ ایک دختر مولانا فیض احمد صاحب کے عقد میں آئیں۔ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قدس سرہ۔ بلحاظ عمر آپ مولانا محمد شفیع صاحب کے بڑے صاحبزادہ ہیں بتاریخ ۳ صفر ۱۲۰۸ھ آپ پیدا ہوئے اکتساب علم نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ اپنے عم محترم حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ سے کیا شرف تلمذ کے سوا ارادت و عقیدت کامل حضرت اقدس قدس سرہ المجید کے ساتھ رکھتے تھے بعد فراغ کامل اعتنا فہ استناد

نماز فجر ادا کرو۔ عرض کیا طاقت نشست و برخاست نہیں کیونکر اٹھوں آخر ان میں سے ایک بزرگ نے ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیا۔ آپ نے عالم خواب ہی میں دوسرے بزرگ سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں فرمایا سیدنا شاہ ابو البرکات ہیں فوراً بیدار ہوئے بعد نماز اسی وقت اپنے پیروں سے چلکر مسجد	[illegible]

خرا میں تشریف لائے۔ . . . . . . ہر شخص آپ کو دیکھکر متعجب تھا کہ شام تک سخت بیمار تھے۔ سچ فرمایا گیا ہے کرامات اولیاء حق۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۲۵۸ھ میں انتقال ہوا۔

عبد العلی

Marfat.com

[illegible] مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے بھی حاصل کی فن طب بھی پڑھ لئے [illegible] بمقام اکبرآباد حکیم نورالدین صاحب کے مدرسہ میں مدرس اعلیٰ [illegible] اور اکثر اشخاص کو اپنے فیض علوم سے فیضیاب کیا خصوصاً حکیم صاحب کا کل خاندان آپ کے فیض تلمذ سے ممتاز تھا۔ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۲۴۲ھ راہی ملک بقا ہوئے۔ نجم رخشاں مادۂ تاریخ وفات ہے۔ ۱۲۴۲ مولانا نذیر احمد صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب آپ کے فرزند تھے۔

مولوی محمد احسن صاحب کے دو صاحبزادہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم اور مولوی محمد محسن صاحب پنشنر سرویر جو بفضلہ بقید حیات ہیں ہوئے مولوی محمد محسن صاحب کا انتقال محرم ۱۳۰۵ھ ہوا۔ اُن کے فرزند مولوی حکیم عبدالناصر صاحب خاکسار ضیائے بےنوا کے برادر محترم اور کمال عنایت فرماتے ہیں فن طب کو اولاً ثانیاً جناب مولانا حکیم سراج الحق صاحب رح سے

لہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ابن مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ابن شیخ عبدالرحیم صاحب۔ آپ ہندوستان کے مشاہیر مخصوص علماء میں ہیں ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے تحصیل علوم عقلیہ و تکمیل علوم نقلیہ بکمال تحقیق و تدقیق اپنے پدر بزرگوار سے کی آپکی شہرت علمی کو آپ کے پُرتاثیر وعظ نے خوب چمکایا جس کی وجہ سے آپ کا اسم گرامی طبقہ علم میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے علماء اطراف و اکناف نے آپ سے اسناد حدیث حاصل کیں آپ کی شہرت الفاظی ستائش سے بے نیاز ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر عزیزی ہے جس کو آپ نے مولانا فخر صاحب دہلوی کے کسی صاحب نیاز بزرگ کی فرمائش سے تحریر کیا تھا تفسیر مذکور میں بعض بعض جگہ جو سہو یا لغزش ہو گئی ہے اُس پر مولوی [illegible] [illegible] نے رسالہ سوط اللہ الجبار میں اور مولانا عبدالحکیم صاحب پنجابی [illegible] [illegible] کی ہے منجملہ آپ کی تصنیف کے رسالہ تحفۂ اثنا عشریہ [illegible] [illegible] کے تیے پانی ہوتے ہیں عرب و عجم میں اس رسالہ کی شہرت ہے۔ مولانا [illegible]

Marfat.com

تحصیل کیا اُس کے بعد دہلی جاکر جناب حکیم قاسم علیخاں صاحب سے سند طب حاصل کی عرصہ تک قائم گنج میں مطب کیا اب مکان پر موجود ہیں ہمرکابی حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہم الاقدس شرف حضوری دربار مقدس حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مشرف ہو آئے ہیں وظائف و اوراد میں زیادہ وقت صرف کرتے ہیں۔

مولانا نذیر احمد صاحب قدس سرہٗ۔ آپ ۱۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے جناب مولانا فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ علوم و فنون کی تکمیل فرمائی آپ کی شہرت علمی ابھی تک زبان زد خواص ہے ہمیشہ سلسلۂ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مدت تک مدرسہ عربیہ شاہجہانپور میں مدرس اعلیٰ رہے کچھ دنوں گورنمنٹ ہائی اسکول بدایوں میں ہیڈ مولوی رہے۔ شرف بیعت حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ سے حاصل تھا عربی و فارسی کے ممتاز شاعر تھے خستہ تخلص فرماتے تھے لیکن زیادہ توغل نتھا۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ بر حاشیہ غلام یحیےٰ و شرح تہذیب النحو و قصائد عربیہ ہیں

تلمیذ رشید حضرت بحر العلوم مرحوم نے رسالہ مذکور کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کر کے عرب شریف کو روانہ فرمایا اور بعض واقعات پر جو تاریخی نقطۂ خیال سے کمزور تھے اعتراض بھی کئے اسی طرح مولوی سلام اللہ صاحب محدث رامپوری نے بعض بعض اعتراض اٹھائے ہیں۔ منجملہ آپ کے تصنیفات کے رسالہ سر الشہادتین ہے جس کا ترجمہ مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی بدایونی نے تحریر الشہادتین میں مع شرح کے کیا ہے۔ اسی طرح عجالۂ نافعہ اور بستان المحدثین اور باقیات الصالحات سے ہیں، رشوال ۱۲۳۹ھ آپ کی تاریخ رحلت ہے نوے سال کی عمر پائی ترکمان دروازہ کے باہر اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہوئے مومن نے آپ کی جو تاریخ وفات تحریر کی ہے۔ اس کا شعر آخر میں یہ ہے۔ دست بیدادِ اجل سے بے سر و پا ہو گئے۔ عقل و دیں لطف و کرم فضل و ہنر علم و عمل۔ فائدہ واضح رہے کہ دہلی میں اس نام کے تین بزرگ گزرے ہیں کہ

آپ کے تلامذہ اور شاگردوں کی تعداد بکثرت ہے منجملہ اہل شہر کے مولوی محمد رضا ابن مولوی محسن علی صاحب ساکن مولوی محلہ۔ قاضی محمد فخر الدین صاحب مصنف فضائل چاریار و مولوی خطیب تجمل حسین صاحب مرحوم۔ و قاضی غلام محمد خلف حافظ فیض احمد مرحوم رئیس قاضی محلہ وغیرہ ہیں سید السادات مولانا سید آل نبی صاحب قدس سرہٗ و مولوی عبد الرحمٰن صاحب شاہجہانپوری بھی آپ کے تلامذ میں تھے ۲۲ محرم الحرام ۱۲۸۰ھ ہجری آپ کا انتقال ہوا۔ کوی اولاد نہ چھوڑی۔

مولانا سنا الدین احمد صاحب قدس سرہٗ آپ منجھلے صاحبزادہ مولانا غلام پیر محمد شفیع صاحب کے تھے بکمال تبحر علمیہ ممتاز تھے ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۱۶ھ کو پیدا ہوئے ظہور حق تاریخی نام تھا علم ادب میں اپنا نظیر نہ رکھتے محاورات عرب پر عبور کامل حاصل فن لغت اور علم نحو میں استاد وقت تھے اولاً تحصیل اپنے عم محترم حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے کی بعدہٗ تکمیل جملہ علوم عقلیہ جناب

تینوں اپنے اپنے وقت میں یکتائے عصر تھے ایک شیخ عبد العزیز ابن شیخ حسن بن طاہر ہیں جو عہد اکبری کے مشائخ کبار سے تھے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے صاحب درس و تدریس تھے ملا عبد القادر مورخ بدایونی نے بھی آپ سے استفادہ علمیہ حاصل کیا ہے۔ رسائل علمیہ بمقابل رسالہ عقیبہ مصنفہ شیخ امان پانی پتی آپ نے تصنیف کیا ۶ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ میں وفات پائی قطب طریقت بماند مادہ تاریخ ہے۔

مولانا عبد العزیز المتخلص بہ عزت عہد عالمگیری میں ممتاز زمانہ تھے آپ کے والد شیخ عبد الرشید عالم جید اور منجانب حضرت شاہ عالمگیر مدرس مدرسہ اکبر آباد تھے مولانا عبد العزیز صاحب علاوہ دیگر علوم کے رد روافض میں ید طولےٰ رکھتے تھے رسالہ فتح العزیز و رسالہ اثبات خلافت و دیگر رسائل آپ کی تصنیف سے ہیں لاہور میں ۱۱۳۸ھ میں انتقال ہوا۔ آپ سعد اللہ خاں عالمگیری [illegible]

مولانا فضل امام صاحب خیر آبادی سے فرمائی سند حدیث جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سے حاصل کی نعمت بیعت وعزت دامادی حضرت اقدس قدس سرہ المجید سے حاصل تھی۔ عمر کا زیادہ حصہ[۱] شغل تصنیف و تالیف اور سیر و سیاحت میں بسر فرمایا لکھنؤ میں شیخ احمد عرب شروانی[۲] سے ملاقات ہوئی شیخ موصوف نے آپ کے تبحر ادب کی بہت تعریف کی اور اس درجہ آپ کا گرویدہ کمال ہوا کہ اس کے بعد جیسے کلکتہ اقامت اختیار کی تو برابر خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حاشیہ قاموس فن لغت میں اور فوائد متعددہ علم نحو میں آپ کی تصنیف سے ہیں اس کے علاوہ دو تین مجلدات بطور مسودات کے ہیں جس میں مختلف علوم و فنون میں فوائد و حواشی تحریر ہیں وفات شریف آپ کی پنجم ماہ محرم ۱۲۴۴ھ کو ہوئی آستانہ قادریہ میں بیرون احاطہ درگاہ مجیدیہ جانب شمال آپ کا مزار پختہ بنا ہوا ہے۔ صرف ایک صاحبزادہ اپنی یادگار چھوڑے۔

---

[۱] مولانا فضل امام صاحب خیر آبادی۔ آپ علمی دنیا میں آفتاب فضل و کمال بنکر چمکے آپ کے اجداد و اسلاف سب بدایوں کے رہنے والے اور اسی خطہ کی یادگار تھے آپ کے والد بدایوں سے جا کر خیر آباد میں اقامت گزیں ہوئے تھے آپ وہیں پیدا ہوئے۔ تحصیل و تکمیل مولانا عبد الواحد صاحب خیر آبادی سے کی علوم عقلیہ میں اُستاد زمانہ اور فرد و یگانہ ہوئے۔ عرصہ دراز تک دہلی میں صدر الصدور رہے باوجود اشغال و علائق دنیوی درس و تدریس کا شغل کبھی کم نہ ہوا۔ طلبہ و تلامذہ کو زبردستی شب و روز اسباق پڑھنے پر مجبور فرماتے تھے۔ میر زاہد رسالہ و میر زاہد ملا جلال پر آپ کے حواشی شامل درس ہیں آمد نامہ فارسی بھی آپکی یادگار سے مقبول نام ہے ۵ ذیقعدہ

[۲] شیخ احمد عرب یمنی شروانی۔ بارھویں صدی ہجری کے آخر میں یمن سے بغرض سیاحت ہندوستان میں آئے ہندوستان میں فن ادب میں بے مثل ادیب تسلیم کئے گئے ہیں اکثر کلکتہ میں اقامت رہتی تھی نفحۃ الیمن جو آجکل شامل درس ہے آپ کی تصنیف ہے لکھنؤ بھوپال وغیرہ میں والیان ملک کی مدحت سرائی بہ انعام معقول

جناب مولانا حافظ محمد سعید صاحب۔ آپ مولانا ستار الدین احمد صاحب کے فرزند حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ کے پھوپھی زاد بھائی تھے تحصیل علم حضرت مولانا فیض احمد صاحب وجناب مولانا نور احمد صاحب سے کی تھی اس کے سوا جناب مولانا مفتی سعد اللہ[1] صاحب مرادآبادی سے بھی کسی قدر اکتساب علم کیا تھا علوم منقول ومعقول میں تبحر کامل حاصل تھا فقہ میں خصوصی شان کے ساتھ برگزیدہ افاق تھے مارہرہ مطہرہ میں کچھ دنوں حسب الطلب حضرت سیدی سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ حاضر مدرسہ خانقاہ عالم پناہ رہکر صاحبزادگان گرامی قدر کو تعلیم دی بشرف بیعت اپنے نانا قدس سرہٗ المجید سے حاصل تھا۔ شرح تحفۃ الاعراب بزبان عربی فن نحو میں بکمال تحقیق وتدقیق تالیف فرمائی۔ عمر نے زیادہ وفا نہ کی ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۴۳ھ پیدا ہوئے اور ربیع الثانی شریف ۱۲۷۰ھ میں انتقال فرمایا کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت سیدی مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب قبلہ وحضرت سیدی شاہ

---

[1] مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مرادآبادی آپ ہندوستان کے مشاہیر علماء کرام میں ہیں ۱۲۱۹ ہجری میں پیدا ہوئے تحصیل علم اکابر وقت سے کی چنانچہ اخوند شیر محمد ولایتی مولوی محمد حیات پنجابی مفتی صدر الدین صاحب دہلوی مولوی محمد اشرف صاحب لکھنوی مولوی محمد اسمٰعیل مرادآبادی میر رحمن علی محدث مفتی ظہور اللہ صاحب لکھنوی آپ کے اساتذہ میں ہیں ابتداء از درس وتالیف ومفتی گری میں مصروف رہے جب نواب واجد علی شاہ لکھنؤ سے کلکتہ بھیجے گئے آپ کو نواب یوسف علی خاں صاحب والی رامپور نے لکھنؤ سے رامپور بلا کر مفتی ریاست کردیا بزمانہ حج حضرت مولانا شیخ جمال مکی سے سند حدیث حاصل کی بکثرت کتب ورسائل آپ کی تصنیفات سے ہیں حضرت سیف اللہ المسلول اور حضرت سیدی شاہ آل رسول قدس سرہٗ سے نہایت عقیدت تھی ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۹۴ھ میں انتقال ہوا تھا

ابوالحسنؒ عرف میر صاحب قبلہ قدس اسرارہم حضرت مارہرہ ہیں۔ وجناب عباس حسن خاں صاحب رئیس دھولپور وسید اعظم علی صاحب ہوا نی ہیں۔ اہل شہر میں قاضی عابد علی صاحب و قاضی محسن علی صاحب روسا قاضی محلہ وقاسم علی خاں صاحب ساکن سرائے جالندھری وچودھری محمد حسین صاحب رئیس نوادہ وشیخ احسان کریم صاحب سفید باف ساکن جالندھری سرائے جنھوں نے غیر مقلد ہو کر اکثر اہل محلہ کو وہابیت کی طرف مائل کر دیا کیے

حضرت میں	لطف اللہ صاحب رامپوری مرحوم آپ کے مرید تھے۔ مولوی محمد یحییٰ نے آپ کی تاریخ وفات یہ نکالی ہے۔ تاریخ وفات گفت یحییٰ گنجینہ علم وفضل صد آہ۔

ئہ سلالہ خاندان نبوت خلاصہ دودمان رسالت حضرت سیدی مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری الملقب بہ میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ۔ آپ مسند نشین کاتیہ مارہرہ مطہرہ کے تاجدار قادریوں کے ملجا و ماوائی ہندوستان کے مشہور مشائخ عصر کے سرتاج تھے آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی تحصیل علوم مولوی شاہ تراب علی صاحب لکھنوی مولوی فضل اللہ صاحب جلیسری مولانا نور احمد صاحب مولانا حافظ محمد سعید صاحب حضرت تاج الفحول صاحب قدس اسرارہم بدایونی اور مولوی احمد حسین صاحب صوفی مرادآبادی مولوی حسین شاہ صاحب بخاری سے کی علوم باطنی کی تعلیم اور بیعت و خلافت اپنے جد امجد حضرت سیدی سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ سے حاصل فرمائی اس کے سوا حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ مارہروی جد اصغر اور حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ۔ اور جناب شاہ تنکا شاہ شمس الحق بخاری قدس سرہٗ سے بھی استفادۂ باطنی حاصل کیا۔ باوجود مشاغل باطنی آپ کو تحفظ عقائد کا از حد خیال تھا جس زمانہ میں بدایوں میں مسئلہ تفضیل کا زور ہوا آپ نے تصنیف رسائل کی طرف متوجہ ہو کر شان حقانیت کا جلوہ دکھایا اسی طرح عقائد وہابیہ نجدیہ سے محفوظ رہنے کی ہدایت تحریری و زبانی متواتر فرمائی۔ آپ تقدس و تورع زہد و اتقا میں فائق الاقران تھے ہزارہا مریدین آپ کے دیار و امصار میں ہیں۔ حضرت

Marfat.com

شاگردوں میں تھے۔

استاذ انام حضرت مولانا نور احمد صاحب قدس سرہٗ۔ آپ چھوٹی صاحبزادہ مولانا محمد شفیع صاحب کے ہیں آپ کے فضائل و مناقب آپ کے کمالات ظاہری و باطنی احاطہ تحریر میں آنا محال ہیں ہزاروں صورتیں صدہا نفوس آپ کے وجود کی عکسی شبیہ کو اپنے سینوں سے لگائے ہوئے ابھی بلا یوں کی گلیوں میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں آپ کی عظمت کا سراغ اُن کے دلوں سے لگائے ایک زمانہ کو آپ نے اپنے فیض سے سیراب کیا خُدا ہی آپ سے مستفیض ہوئی خدا نے آپ کی ذات سراپا برکات کو قلزم علم وفضل بنایا تھا۔ ۱۳ ربیع الآخر ۱۲۵۱ھ ولادت باسعادت کی تاریخ ہے تکمیل علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ حضرت مولانا فیض احمد صاحب قدس سرہٗ سے فرمائی۔ بعض کتب معقول مثل افق المبین اور شفا وغیرہ حضرت استاذ مطلق مولانا فضل حق خیرآبادی قدس سرہٗ سے اخذ فرمائیں۔ تحفہ میں حضرت تاج الفحول تاج الفحول قدس سرہٗ کے ساتھ نہایت خصوصی مراسم تھے ہمیشہ فرماتے تھے جو میرا مرید ہے وہ حضرت کا مرید ہے جو حضرت تاج الفحول کا مرید ہے وہ میرا مرید ہے ان کا مخالف میرا مخالف میرا مخالف اُن کا مخالف ہے۔ آپ کی تصانیف سے رسالہ دلیل الیقین سراج العوارف۔ وغیرہ ہیں وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ خاتم اکابر ہند فقرہ سال وصال ہے نماز جنازہ جناب مولانا محب احمد صاحب قبلہ نے پڑھائی خانقاہ معلیٰ میں مزار پُر انوار ہے عرس شریف صاحب سجادہ عالیہ برکاتیہ حضرت سید مہدی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم جس دھوم دھام سے عظیم الشان پیمانہ پر کرتے ہیں وہ عالم آشکارا ہے۔

سلطان السادات سید شاہ ابوالحسن المعروف بہ میر صاحب قدس سرہٗ۔ آپ حضرت سید شاہ ظہور حسین چھوٹو میاں صاحب قدس سرہٗ کے فرزند تھے بیعت و خلافت اپنے جد امجد سے حاصل تھی نہایت بابرکت بزرگ تھے ۱۲۹۰ھ میں پیدا ہوئے ۹ رجب ۱۳۱۴ھ کو رحلت فرمائی

قدس سرہ آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ دیں باد تلمیذ حضرت کی دہلوی علیہ الرحمۃ بمشاہدہ نیامدہ لاریب وحید عصر و فرید دہر بودند غیر از تعلیم وتلقین طلبا و اعانت فقرا و غربا شب و روز شغلے دیگر مرغوب طبع مبارک نبود عدد تلامذہ جناب بالوف رسیدہ امازہے برکت و فیض کہ ہر کسے ہر قدریکہ خواندہ دریک سبق برکت سالہا یافتہ و بفضل الہی و فیض و برکت حضرت عالی استادی علیہ الرحمۃ کہ از تلامذہ محروم از دولت علوم نماندہ امروز در تمام بدایوں احدے از تلمذ جناب شان خالی نیست الخ آپ کے تلامذہ کی تعداد پنجاب۔ کابل۔ فارس و عراق تک وسعت پذیر ہے۔ تلامذہ کیساتھ ازحد شفقت فرماتے تھے۔ شادی کے تھوڑے دنوں بعد آپ کی اہلیہ محترمہ نے وفات پائی ہرچند اعزا نے دوسری شادی کا اصرار کیا مگر آپ نے اس خیال سے کہ سلسلہ درس و تدریس میں ہرج واقع ہوگا شادی دوبارہ نفرمائی آپ کے اخلاق کریمہ غربا اور اہل محلہ کے ساتھ نہایت محبت آمیز تھے

درگاہ معلی میں بائیں دالان روضہ حضرت شاہ آل احمد قدس سرہ میں مدفون ہوئے۔

لہ استاذ مطلق حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ۔ آپ مولانا فضل امام صاحب کے صاحبزادہ علماء کرام کی مجلس کے سراج منیر ہیں علم معقول کے مسلم الثبوت امام ہیں ۱۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے ایام طفلی میں صرف چار ماہ کے اندر قرآن شریف کو حفظ کرلیا۔ تیرہ سال کی عمر میں والد بزرگوار کے فیض توجہ سے درسیات کو ختم کیا علوم منطق و حکمت و فلسفہ و ادب وکلام و اصول وغیرہ میں جس طرف توجہ ہوگئی تلامذہ کو یکتائے زمانہ کردیا علوم باطن کیجذ باتھ بھی خانہ قلب کی نورانیت کیلئے باعث فروغ تھے حضرت شاہ دھومن صاحب چشتی دہلوی سے بیعت حاصل تھی۔ مناصب جلیلہ پر ریاست لکھنؤ و رامپور و الور میں ہمیشہ مامور رہے مگر کبھی یک منزل قرآن شریف روزانہ و نماز تہجد ناغہ نہوئی۔ آپکے مناقب علمیہ ظاہر کی ہر ستائش سے مستغنی ہیں۔ صرف آپکے تلامذہ کے علو مراتب سے آپ کی شان ارفع و اعلیٰ

شرف بیعت حضرت سیدی مولانا شاہ عین الحق قدس سرہ المجید سے حاصل تھا شعر خود نہ فرماتے تھے لیکن پاکیزہ کلام کی نہایت قدردانی کیا کرتے تھے۔ تالیف و تصنیف کی طرف عدیم الفرصتی کے باعث زیادہ التفات نہ تھا سنہ ۱۳۰۱ھ قدسی میں راہی خلد بریں ہوئے آستانہ قادریہ میں حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہ کے آغوش راست میں جگہ پائی۔ شیخ العصر مادہ تاریخ وصال ہے۔ حضرت تاج الفحول قدس سرہ آپ کے افضل التلامذہ میں ہیں آپ کے سوا مولوی فرخ حسین عثمانی۔ مولوی سراج احمد مولوی مصاحب علی

پتہ چلتا ہے۔ باعتبار جامعیت حضرت تاج الفحول قدس سرہ کو ملاحظہ کیا جائے آپکے صاحبزادہ مولانا عبدالحق صاحب کو دیکھا جائے اس کے بعد فرداً فرداً مولوی احمد حسن صاحب مرادآبادی مولوی سلطان حسن صاحب بریلوی مولوی نورالحسن صاحب کاندھلوی مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری مولوی شاہ عبدالحق صاحب کانپوری مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب رام پوری مولوی سید عبداللہ صاحب بلگرامی۔ ملا فتح الدین صاحب لاہوری ملا نواب صاحب قندھاری وغیرہ کو پیش نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں ان حضرات میں کا ہر شخص چوٹی کے لوگوں میں سمجھا جاتا ہے۔ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہ سے آپ کو نہایت خلوص و عقیدت تھی بلکہ زمانہ میں بدایوں بھی تشریف لاتے تھے اکثر اوراد و اشغال کی اجازتیں حاصل کیں تحصیل مدرسہ عالیہ قادریہ میں مقیم رہے تھے۔ ہنگامۂ غدر فرو ہونے کے بعد گورنمنٹ نے آپ کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی وہیں تاریخ ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں شرح سلم قاضی مبارک۔ حاشیہ افق المبین۔ حاشیہ تلخیص الشفا ہدیہ سعیدیہ وغیرہ معقول میں بکثرت رسائل ہیں ان رسائل کے سوا کتاب تحقیق الفتوی رد خرافات مولوی اسمعیل صاحب دہلوی میں ہے جس کو خاص دہلی میں مولوی اسمعیل صاحب کی موجودگی میں تحریر فرمایا تھا جس پر اکابر علماء دہلی مثل مولوی رشید الدین خانصاحب۔ و مولوی مخصوص اللہ صاحب وغیرہ نے مواہیر ثبت فرمائیں۔ جس کا جواب مولوی صاحب کو ہر قرار کچھ بن نہ آیا اور بجز اس کے

روسار مولوی محلہ ۔ مولوی حکیم سعید الدین مولوی طاہر الدین ۔ مولوی عزیز الدین روسار فرشولی محلہ ۔ مولوی ابو محمد تحصیلدار ۔ شیخ اقتدار الدین روسار سوتھ محلہ قاضی شیخ الاسلام قاضی قمر الاسلام قاضی محی الاسلام روسار عباسی محلہ ۔ میر قاسم علی رئیس سرائے جلندری مولوی محمد حسین[1] و مولوی احمد حسن[2] روسار سید باڑہ ۔ حافظ عبد اللہ نابینا سفید باف بدایوں کے مشہور لوگ آپ کے شاگرد تھے ۔ بیرونجات میں مولوی نجم الدین سنبھلی ۔ مولوی امین الدین خیر آبادی ملا اکبر شاہ ولایتی مولوی محمد عارف مولوی محمد نعمان مولوی فقیر اللہ وغیرہم تلامذہ مشہورین میں ہیں ۔

بقیہ صفحہ ۵۹

دہلی اور اہل دہلی سے منہ چھپایا ۔ ایک اور رسالہ رد وہابیہ میں امتناع نظیر ہے جس کو حال میں مولانا سلیمان اشرف صاحب بہاری نے مطبوع کرایا ہے اس رسالہ کی ہیبت استدلال سے بڑے بڑے دیوبندی لرزتے ہیں ۔ اگر چہ جد المقل میں علماء بدایوں اور خیر آباد کو پانی پی پی کر کوسا ہے مگر سینوں میں دل لرزتا ہے ۔

[1] مولوی محمد حسین صاحب خلف مولوی اسد اللہ صاحب آپ بدایوں کے سربرآوردہ علمار کرام میں تھے مولانا نور احمد صاحب کے ممتاز و مخصوص تلامذہ میں تھے منطق و ادب میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے شرف بیعت حضرت مولانا شاہ عبد المجید صاحب قدس سرہ سے حاصل تھا حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہ اور مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی قدس سرہ سے جو مکالمہ بعض مسائل منطق پر ہوا ہے تو آپ ہی اُس کے کاتب تھے کہا جاتا ہے کہ عربی علم ادب کے زمانہ جاہلیت کے دس ہزار اشعار آپ کو یاد تھے ۔ اخونجی کے نام سے ملقب تھے درس و تدریس کا شغل آخر عمر تک جاری رہا آستانہ مجیدیہ کی حاضری گویا معمول تھا

[2] مولوی احمد حسن صاحب وکیل شرعی رئیس شیخ پٹی کے تھے صاحب درس تھے آپ کے تلامذہ میں جناب مولوی حاجی وزیر احمد صاحب بی اے رئیس (ٹونکلالا) جو نہایت عابد و متورع گوشہ نشین نیک ہیں حج و قائم ہیں

Marfat.com

مولانا عبدالصمد صاحب قدس سرہٗ۔ آپ تیسرے صاحبزادہ مولانا عبدالحمید صاحب کے ہیں ۲۶ شعبان ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے تحصیل و تکمیل علوم اپنے برادر بزرگ حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے فرمائی چھیاسٹھ سال ایک ماہ کی عمر پائی اور اپنے اخ اکبر کے وصال سے آٹھ ماہ آٹھ دن بعد ۲۵ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ کو انتقال کیا آپ کی شادی سادات قباہی محلہ سید باڑہ میں ہوئی تھی ایک صاحبزادہ مولانا ظہور احمد اپنی یادگار چھوڑے۔

مولانا ظہور احمد صاحب آپ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے ظہور علی تاریخی نام تھا آپ شاگرد و مرید و داماد حضرت سیدی شاہ عین الحق قدس سرہٗ المجید کے تھے تکمیل علوم درسیہ اور تحصیل فنون طبیہ حضرت سیف اللہ المسلول سے کی تھی فن طب میں دستگاہ کامل حاصل تھی بھرت پور اسی نہج سے تشریف لے گئے تھے وہیں بمقام بادر ۱۲۷۵ھ میں انتقال ہوا ایک پسر ایک دختر جو بعقد حضرت سیدی تاج الفحول قدس سرہٗ منسوب تھیں اپنی اولاد میں چھوڑی۔

مولانا انوار الحق صاحب آپ مولانا ظہور احمد صاحب کے فرزند تھے ۱۲۴۷ھ میں پیدا ہوئے مظہر محمدی تاریخی نام تھا درسیات کی تکمیل اپنے پھوپی زاد بھائی مولانا نذیر احمد صاحب سے کی شرف بیعت حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ سے حاصل تھا فارسی میں نہایت رغبت کے ساتھ درس کا سلسلہ جاری رکھا ذوق سخن گویا خاصۂ طبیعت تھا انوار تخلص تھا نعت و مناقب لکھا کرتے تھے آپ کا کلام ماہ تاباں اوج معرفت وغیرہ میں بکثرت شایع ہو چکا ہے اپنے پیر و مرشد کی سوانح عمری طوالع الانوار مرتب کی جس کا اقتباس جا بجا اس سوانح میں موجود ہے ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ میں انتقال ہوا تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں ایک مولانا الحاج الشہید مولوی حکیم

Marfat.com

عبدالقیوم صاحب قدس سرہٗ کو منسوب تھیں ایک مولوی حاجی غفور بخش صاحب قادری وکیل بلند شہر رئیس بدایوں کے عقد میں ہیں۔ ایک حضرت پیرو مرشد مولانا شاہ غلام پیر محبوب حق مطیع الرسول محمد عبدالمقتدر صاحب مدظلہم الاقدس کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ ایک لڑکے کا صغر سنی میں انتقال ہو گیا۔ بڑے لڑکے مولوی ابرار الحق صاحب کیف قادری محب الرسولی مرحوم تھے جن کا تاریخی نام ندرالرسول تھا ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ سے درسیات اور مولانا حکیم سراج الحق صاحب قدس سرہٗ سے طب کی تحصیل کی شاعری میں فصیح الملک نواب مرزا داغ کے ارشد تلامذہ میں تھے چار دیوان عاشقانہ نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر کئے لیکن شائع نہ ہو سکے آخر میں نعت و مناقب کی طرف متوجہ ہوئے حدود شرع کے اندر نعت شریف میں وہ گلکاریاں اور گلفشانیاں کیں کہ عروس سخن کو صبغۃ اللہ من احسن من اللہ صبغہ کا رنگین جوڑا پہنا دیا۔ کلام میں جدّت طرازی رنگینی۔ شوخی۔ مضمون آفرینی کیا تھا زبان کی صفائی نوراً فوق نور کی مصداق تھی مطلع سے مقطع تک تخلص کی رعایت سے اشعار بھی کیف مضامین سے سرشار نظر آتے تھے عرس قادری کے مناقب خوانوں میں آپ کے دم سے ایک عجیب ذوق سخن رہتا تھا عرس شریف میں مہمانوں کے قیام کا انتظام آپ ہی سے سرانجام پاتا تھا اور آپ شبانہ روز جس محنت و جانفشانی سے خدمات عرس شریف انجام دیتے تھے وہ در اصل آپ کا ہی حصہ تھا آپ نے تذکیر و تانیث میں ایک مبسوط رسالہ جسمیں تمام اساتذہ کے کلام سے سند لی گئی ہے تالیف کیا ایک رسالہ محاورات میں اسی طرح مرتب کیا فن طب میں چند مفید رسائل تحریر کئے جو افسوس کہ شائع نہ ہو سکے۔ دو سال ہوئے ۴ شعبان ۱۳۲۱ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادہ مولوی عبدالصمد صاحب سرور راقم کے برادر طریقت اور شفیق فی الحقیقت ہیں آجکل رسالہ شمس العلوم کی ادارت کرتے ہیں۔

Marfat.com

امام الاولیا سید المشائخ تاج العلما غوث العلمین عروس حجلۂ تقدیس نوشاہ خلوت توحید حضرت سیدی مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ الوحید

آپ بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا عبد الحمید صاحب قدس سرہٗ کے ہیں ولادت باسعادت ۲۹ رمضان المبارک ۱۱۷۷ھ کو واقع ہوئی تاجدار عارفان محبوب حق تتمہ سال ولادت ہے وقت پیدائش تجلیات ذاتی حضرت باری عزاسمہٗ کی جلوہ ریزی نے یہ اثر دکھایا کہ آپ کا نام تاریخی بھی ظہور اللہ تجویز کیا گیا ایام رضاعت ہی سے آثار بزرگی چہرہ سے عیاں تھے اکابر وقت کے ہاتھوں میں پرورش و تربیت پائی طفلی کا زمانہ بزرگوں کی صحبت میں گزرا۔ زہد و اتقا کا رنگ رگ و پے میں ساری ہوگیا۔ ہوش سنبھالا تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوتے ہی حضرت بحر العلوم قطب زمان مولانا محمد علی صاحب قدس سرہ نے اپنے آغوش تربیت میں لیکر سلسلۂ تعلیم شروع فرمایا۔ والدہ ماجدہ آپ کی خود زہد و اتقا میں یگانۂ آفاق تھیں۔ مولانا خطیب محمد عمران رح آپ کے ماموں جلیہ خدا رسیدہ بزرگ۔ مولانا مفتی عبد الغنی صاحب رح آپ کے پھوپا جلیہ شیخ المشائخ یہ لوگ ہر وقت آپ کو نگاہوں میں رکھتے تھے۔ غرض حضرت بحر العلوم شفیق پھوپا نے علم و عمل میں شروع ہی سے کامل و مکمل کرنا شروع کیا ہنوز گیارھویں سال میں قدم رکھا تھا۔ کہ قطب زمان بحر العلوم رح نے شب بیداری کی لذت کا خوگر کرایا نماز تہجد شروع کرادی تصور و تصدیق کی مشق کرائی عبادت شب میں آپ کو وہ لذت و چاشنی حاصل ہوئی کہ آخر دم تک سفر و حضر میں کہیں کبھی نماز تہجد ترک نہ فرمائی اس طرح تعلیم ظاہر و باطن آٹھ سال تک حضرت بحر العلوم قطب زمان سے پائی بعد وصال استاد بزرگ کے آپ نے عزم سفر فرمایا لکھنؤ جا کر مولانا ذو الفقار علی صاحب ساکن دیوہ سے جو اس زمانہ میں علم و فضل میں استاد وقت تھے اور حضرت ملک العلما مولانا نظام الدین سہالوی رحمۃ

مایۂ ناز تلامذہ میں سے تھے تکمیل علوم فرمائی اور بکمال اختصاص سند فراغ حاصل فرمائی جو مواہیر شاہی سے مسجل ہوکر باقاعدہ آپ کو پیش کی گئی۔ بعد تکمیل و فراغ جذبات باطنی نے اُبھرنا اُبھارنا شروع کیا۔ رہبر صادق و مرشد برحق کی جستجو میں دیار و امصار کی بادیہ پیمائی کرتے ہوئے چاروں طرف نظریں دوڑانا شروع کیں۔ اکابر خاندان کی صحبت نے ہمت بلند اور نگاہ دقت پسند کردی تھی عرفان الٰہی کی نورانی روحانی راہیں روشن ضمیر قلب پر پیشتر ہی آئینہ ہوچکی تھیں۔ مشائخ وقت اور اصفیائے عصر کی مجلسیں دیکھیں بھالیں بہت سے مسند نشین اور صاحب ارشاد اکابر نگاہوں سے گزرے مگر ظرف عالی اور فکر بلند نے بمصداق (نرخ بالاکن کہ ارزانی ہنوز) کہیں تسلی و تشفی نہونے دی اگرچہ بعض اوقات خاطر عاطر میں اس طائفہ سے سوء ظن بھی پیدا ہوجاتا لیکن طلب شیخ سے کبھی سینہ خالی نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم تبقریب عرس شریف حضرت سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارہرہ شریفہ جانے والے ہیں وہاں حضرت سلطان المحبوبین سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں جو آجکل قطب الاولیا ہیں ہمارے ساتھ وہاں چلکر حضرت کی زیارت کرنا۔ کیا تعجب ہے کہ وہاں تمہاری مقصد برآری ہوجائے بزرگ پھوپا کے ارشاد کی تعمیل آپ نے ایک مشتاقانہ آرزو کے ساتھ فرمائی حاضر مارہرہ شریفہ ہوئے چونکہ ابھی وقت نہیں آیا تھا کچھ کشود خاطر اور اطمینان قلب نہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے حضور اچھے میاں صاحب رح سے بہت اصرار کے ساتھ آپ کی طرف توجہ مبذول فرمانے کو کہا مگر کچھ جواب نملا اور آپ اُسی طرح واپس تشریف لائے مکان آکر پھر آپنے تلاش شیخ میں عزم سیاحت فرمایا جب مفتی صاحب کو خبر ہوئی تو پھر آپ کو سمجھایا اور کہا کہ اس زمانہ میں حضرت اچھے صاحب رح سے بہتر میری نظر میں کوئی بزرگ کہیں نہیں معلوم ہوتا۔ مارہرہ شریف ہی جاکر تمہیں بیعت کرنا چاہیے

Marfat.com

اور جو کچھ وہاں سے ملے اُس پر قناعت کرنا بہتر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بیعت کی دو قسمیں ہیں ایک جو بے اختیار واقع ہو۔ یہ سب سے عمدہ اور احسن ہے مگر مجھکو نصیب نہیں۔ دوسری با اختیار خود اس کے لئے وجہ و جیہہ قایم کرنے کی ضرورت ہے۔ اُس کا اظہار جناب نے نہیں فرمایا۔ اگرچہ آپ کا پاس ادب لب کشائی کرنے کی اجازت نہیں دیتا ورنہ میں تو یہی کہتا کہ وہاں بھی اونچی دکان پھیکا پکوان والی ہندی ضرب المثل صادق آتی ہے۔ مفتی صاحب کو آپ کی اس صاف گوئی سے کسی قدر آزردگی اور ملال ہوا۔ ادھر آپ بھی ساکت و خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد اجازت سفر چاہی مفتی صاحب نے با دل نخواستہ اجازت عطا فرما دی آپ مفتی صاحب سے رخصت ہو کر مکان پر تشریف لائے دوسرے روز صبح کو مصمم ارادہ سفر فرمایا۔ شب کو طالع خوابیدہ بیدار ہوا عالم خواب میں حضور سید عالم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس کی حضوری ہوئی۔ دیکھا کہ مجلس آراستہ ہے حضرات صحابہ کرام و اولیاء عظام کی صفیں حلقہ کئے ہوئے ہیں حضور دستگیر عالم غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ و حضرت شیخ الاولیا فرید الملت والدین بابا شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اور حضور اچھے میاں صاحب مارہروی قدس سرہ قریب تخت معلی حاضر ہیں کہ اتنے میں حضور آقائے دو عالم روحی لہ الفداہ نے حضور غوث پاک کی طرف کچھ اشارہ فرمایا حضور دستگیر عالم نے اپنے دست حق پرست سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضور اچھے میاں صاحب کے دست مبارک میں دیدیا جب اس طرح یہ دولت خداداد ہاتھ آئی۔ صبح کو ہزاروں فرحت و انبساط کے ساتھ بیدار ہوئے فوراً مارہرہ شریفہ کا قصد فرمایا۔ بکمال عقیدت و اخلاص حاضر بارگاہ حضور معلےٰ ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ اس کے بعد شبانہ روز شیخ کی حضوری میں حاضر رہنا اختیار فرمایا اور کبھی کسی وقت حضور اقدس اچھے میاں صا

Marfat.com

قدس سرہ کے زمانہ وصال تک مارہرہ شریفیہ سے قصداً جدائی گوارا نفرمائی یہانتک
کہ اگر عزیزو اقارب کسی تقریب سے آپ کو بدایوں بلاتے اور حضور مطلع کو
خبر ہوجاتی کہ مکان سے بلاوا آیا ہے فوراً آپ کو مکان جانے کی تاکید فرماتی
حضرت مولانا یہ کہکر کہ بہت اچھا جاؤنگا سامنے سے چلے آتے تعمیل حکم کے لئے
گھر جانیکا قصد فرماتے لیکن دلکو مفارقت شیخ سے مضطربانہ کاوش ہوتی۔
کچھ دیر ادھر اُدھر رہکر پھر حاضر دربار ہوتے سرکار والا جاہ سے پھر تاکید ہوتی
آپ پھر قصد روانگی کرتے لیکن دل بے اختیار ہوجاتا صدمہ مفارقت
گوارا نہوتا مجبوراً پھر سامنا ہوتا جب پیرومرشد کا اصرار یہانتک پہونچتا کہ آپکے
لئے سواری وغیرہ کا انتظام بھی کردیا جاتا مجبوراً مکان تشریف لاتے بمشکل
تمام دو چار دن رکتے اور فوراً واپس ہوجاتے۔ اس حاضری وحضوری کے
صلہ میں پیرومرشد کی نگاہ کرم اور لطف خصوصی بھی آپ کو ہروقت اپنے
آغوش میں رکھتا۔ مدارج فقروعرفان میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی
رہی۔ جیسا کہ آثار احمدی کی تحریر سے بھی واضح ہوتا ہے۔

آنجناب دست بحبل المتین عروۃ الوثقی زدہ رہگرار مقصد اعلیٰ گردید
وابواب فیوض و برکات برروئے خود کشود۔ وجادہ سلوک بقدم الٰہی۔ نوردیدہ
چراغ امتیاز در امثال و اقران برافروخت واز تیغہ عشق محبوبیتی کمال بجمال
ہمایوں بہرساندہ بسرمایہ حضوری آنجناب کامیابی حاصل ساخت وبیں از
طے مراحل سلوک وفقرو لباس صوفیہ وسند خلافت سلاسل عالیہ سرفرازی
یافت و ملازم آستان قدسی گشت۔ جنابعالی باولی نظرے وعنایتے خاص
وایشانرا باجناب نسبت مخصوص بل اقوی بود چنانچہ اکثر جنابعالی میفرمود کہ
کہ مولوی عبدالمجید بمقام بل من مزید است وبجو او طالبے صادق و یار موافق
نیست وبمفاوضات شریفیہ سرنامہ نامیش افضل العبید مولوی عبدالمجید طلی
میفرمود۔ الخ

Marfat.com

جب تکمیل مراتب ہوچکی مثال خلافت عطا فرمائی گئی اور شاہ عین الحق
کے خطاب سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ کے باطنی جذبات اور روحانی ولولے
اگرچہ بہت کچھ آپ کو ذوق آشنائے بیخودی کرنا چاہتے تھے لیکن علوم
شرعیہ کی زبردست قوت ایک پیش نجانے دیتی تھی آپ کا ظاہری و
باطنی کیف و سرور دیکھ دیکھ کر خود حضور اقدس ارشاد فرماتے۔ کہ درویش باید
کہ ظاہرش چوں ابی حنیفہ باشد و باطنش چوں منصور۔ این معنی بجز
مولوی عبدالمجید در دیگرے ندیدہ ام۔ اتباع شریعت اس درجہ ملحوظ خاطر تھا کہ
کبھی کسی وقت میں ترک سنت کا ظہور ہوا ہی نہیں۔ نوافل و مستحبات جو
روز اول سے اختیار فرمائے آخر دم تک ترک نہ ہوئے۔ ایک طرف پیر و مرشد
کو آپ سے اس درجہ خصوصیت اور انس تھا کہ اکثر مریدان باختصاص اور
خلفائے خاص کے حلقہ میں ارشاد فرماتے کہ اگر روز قیام خداوند کریم کی جناب
سے سوال کیا گیا کہ ہماری بارگاہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہو تو مولوی عبدالمجید
کو پیش کردونگا۔ دوسری جانب پیرزادگان میں آپ کا اس درجہ وقار
و احترام تھا کہ جو آپ فرماتے اس پر کلیہ صاحبزادگان متفق ہو جاتے چنانچہ
بعد وصال حضرت سید شاہ آل برکات المعروف ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ
علیہ (جو بعد وصال حضور اقدس اچھے میاں صاحب رضی اللہ عنہ مسند برکاتیہ پر
کسی قدر اختلاف آراء کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور قریب سولہ سال تک
اپنے فیض و برکت سے بندگان خدا کو مستفیض فرما کر ۱۲۵۱ھ قدسی میں داخل
بحق ہوئے) معاملہ سجادہ نشینی میں اختلافات کا اندیشہ قلوب میں پیدا
ہوا۔ درگاہ معلے کے تبرکات عالیہ اور خرقہ شریفہ وغیرہ جو بغیر جملہ صاحبزادگان
کی موجودگی و اتفاق کے نہیں کھلتے ہیں بالکل مقفل کر دئے گئے اس وقت
آپ نے باصرار بعض حضرات حاضر بارگاہ مقدسہ ہو کر نہایت خوبی و خوش اسلوبی
سے اس نزاع باہمی کا تصفیہ فرمایا اور خاص فاتحہ چہلم حضرت ستھرے میاں صاحب

Marfat.com

قدس سرہٗ کے روز مسجد آستانہ مقدسہ میں خرقہ و دستار و دیگر تبرکات جو حضور اقدس اچھے میاں صاحب رحمۃ نے آپ کو مرحمت فرمائے تھے آپ نے حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کو جن کو اجازت عامہ اور خلافت تامہ اپنے عم محترم حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ سے حاصل تھی) پہنا کر خود نذر سجادہ پیشکش فرمائی آپ کا نذر دینا تھا کہ سب نے اس رسم سجادہ نشینی کو تسلیم کر لیا اور آپ کے بعد جو پہلی نذر گزری ہے وہ انھیں حضرات کی تھی جو اس سے قبل مانع تھے۔ ایسے نازک وقت میں صرف آپ کی عظمت و وجاہت نے بات رکھ لی اور تمام خدشات نیست و نابود ہو گئے۔ پیر و مرشد کے وصال کے بعد سے آپ کی طبیعت مارہرہ مقدسہ میں لمحہ بھر کو نہ لگتی تھی اور فراق شیخ کا قلب مبارک کو سخت صدمہ تھا اس لئے آپ نے مستقل طور پر بدایوں کی اقامت اختیار فرمائی اور بجز شرکت عرس شریف و دیگر ضروریات آستانہ برکاتیہ کبھی گھر سے باہر قدم نہ نکالا۔ درگاہ معلی کا نذرانہ یعنی زر یومیہ جو سرکار فرخ آباد سے مقرر ہے حضور معلے نے اپنی حیات میں آپ کے نام منتقل کرا کر بجائے اپنے نام مبارک کے آپ کا نام درج کرا دیا تھا۔ اس خدمت کو عرصہ تک آپ انجام دیتے رہے اور خزانہ سرکاری سے یہ یومیہ وصول کرنے کے لئے آپ کو سفر کرنا پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ بعض اشخاص نے زمانہ دراز کے بعد ایک شکایتی درخواست اس مضمون کی حاکم وقت کے یہاں دیدی کہ زر یومیہ درگاہ مارہرہ یا فقتی شاہ عین الحق بدایوں کے ایک مولوی صاحب مولوی عبدالمجید نامی وصول کر لیتے ہیں۔ لیکن بعد تحقیقات یہ بات ثابت ہو گئی کہ شاہ عین الحق آپ ہی کا خطاب ہے اور کوئی کارروائی خلاف نہیں ہے۔

ایسے ہی دوسری بار پھر کسی نے درخواست دی حاکم ضلع خود استفسار حال کے لئے مدرسہ قادریہ میں پہونچا۔ اس وقت آپ اپنے حجرہ مبارک میں

Marfat.com

سامنے چٹائی پر بیٹھے ہوئے اشغال و اذکار میں مستغرق و محو تھے۔ مگر حاکم وقت کو نظر نہ آتے تھے۔ صاحب موصوف بار بار حضار مدرسہ سے پوچھتے تھے کہ شاہ عین الحق کون ہیں اور کہاں ہیں کہنے والے فوراً جواب دیتے تھے کہ آپ کے پیش نظر چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں صاحب بہادر سخت متعجب تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے ہر شخص کو آپ نظر آتے ہیں اور ہماری نظر سے پوشیدہ ہیں آخر غرق تحیر ہو کر اور درخواست کو خلاف واقعہ تحقیق کر کے صاحب حاکم ضلع نے معاودت کی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اقدس نے زر یومیہ صاحبزادگان کے نام منتقل فرمادیا۔ اور اس خدمت سے سبکدوشی حاصل کی۔ پھر مدرسہ عالیہ سے کبھی باہر تشریف نہ لے گئے یہانتک کہ عمر شریف اسی سال کی ہو گئی قوائے جسمانی ازحد ضعیف ہو گئے طاقت و توانائی جواب دیچکی یکایک آپنے بکمال جذبہ عشق و غلبہ شوق حرمین شریفین کا قصد مصمم فرمایا۔ اُس وقت کا سفر کوئی معمولی سفر نہ تھا ریل وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا سواری کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا اس پر راستونکی خرابی ایک ضعیف و کمزور جسم کے ساتھ جو سلوک اس قدر طویل سفر میں کرسکتی تھی اُس کا صرف قیاس ہی کافی ہے۔ مگر آپ نے ان ظاہری تکالیف کا ذرا بھی خیال نہ کیا اور ۱۲۵۶ھ میں بقصد حج و زیارت روضہ نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم سفر فرمایا مریدین و متوسلین بھی جو اپنے پیر کے عاشق و جانباز تھے ہمرکاب ہوئے۔ قریب سو آدمیوں کے قافلہ میں تعداد ہو گئی۔ جب یہ قافلہ بڑودہ پہونچا وہاں آپ کے صاحبزادہ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ بھی حج سے واپس آکر بقصد وطن بمبئی سے چلے تھے خبر تشریف آوری سُنکر سعادت قدمبوسی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اور پھر آپ کی ہمراہی میں احرام سفر باندھا بخیر و خوبی حرمین طیبین کی زیارت سے شرفیاب ہو کر دربار رحمت سے انعام واکرام فیوض و برکات حاصل کر کے مراجعت فرمائی وطن ہوئے کوئی اثر سفر

Marfat.com

آپ پر محسوس تھا۔ راستہ بھر اور خاص زمین مقدس حجاز میں مخلوق الٰہی آپ سے فیضیاب ہوئی

وطن میں جب سجادہ طریقت پر آپ نے جلوس فرمایا آپ کے فضل و کمال زہد و تقدس اور تصرف و کرامات کا شہرہ دور دراز تک پہنچا تشنگان بادۂ طریقت اور مشتاقان صہبائے حقیقت آپ کے در دولت کو میخانۂ خدا شناسی سمجھ کر ساغر بکف آنا شروع ہوئے۔ اور فیض ساقی سے سرشار و مخمور ہو کر عرفان الٰہی کے ذوق آشنا ہوئے غربا و مساکین امرا و عمائد آپ کی کفش برداری ہمیشہ باعث صد افتخار سمجھتے رہے علما و مشائخ آپ کی نگاہ کرم کے متمنی ہو کر آپ کے باب فیض پر ناصیہ فرسائی کو ہمیشہ ذریعۂ تقرب الی اللہ جانتے رہے۔ خاص بدایوں کے معزز شرفا میں کوئی ایسا گھرانا نہ تھا جو آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل نہ ہو جب آپ کی نسیم فیض اور شمیم برکت انگیز کی لپٹیں دور دور پہونچیں والیان ملک اور امرا ذی اختیار کو آپ کی قدم بوسی اور زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ دربار اودھ سے جائیداد اور معافیات مصارف کے لیے نذر کی گئیں جس کے اسناد اور فرمان ابتک موجود ہیں غدر کے بعد سرکار برطانیہ کی جانب سے منجملہ معافیات سابقہ عطیات شاہان سلف کے موجودہ جائیداد کا معافی دوامی کا سارٹیفکٹ آپ کے ہی نام کمشنری مراد آباد سے صادر ہوا باوجود اس تقدس و تقرب الٰہی کے پھر بھی آپ مرید کم فرماتے اور مریدین پر توجہ خاص رکھتے یہی وجہ تھی کہ آپ کے عام مریدین میں بھی خداترسی و خداشناسی کا خاص جوہر تھا اور مخصوص مریدین کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

آثار احمدی میں ہے باوصف ارادت و عقیدت خلق مریدان کم گرفتہ اما مریدانش ہمہ اہل کمال و صاحب کیف و حال اند۔ و چرا نباشد کہ تاثیر فیض و برکت و توجہ او باندک بد صحبت مروم ورخود یافتہ ماند پس مریدین را چہ گفت

دوسری جگہ ہے ہر چند ابواب مکاشفات بروے میکشانید اظہار آں ممکن نے کہ بوقوع آید و باکمال حالت جذب استقامت تام اندر شریعت داشتہ وباغایت غلبہ وطغیان محویت حقیقی پا از جادہ تمکین فرو نگذاشتہ فیض صحبت مرشدے ہر قدر کہ بوے دست دادہ بدیگرے ازاں بہرہ کمتر حاصل گردیدہ۔

ایک مقام پر ہے۔ زہے وسعت مشرب و حوصلہ بلند کہ باین مدارج ارجمند واختصاص فیض و برکت صحبت مرشد حضرت مولویصاحب اصلا تفوق بر امثال نجستہ ۔ومطلقاً او کمال تمکین رموز کلام تصوف و اسرار توحید رابئے پردہ بلند اہنگ ساز اظہار نہ ساختہ۔ آپ کے مراتب عظیمہ اور مدارج فخیمہ کا حال آثار احمدی و ہدایت الخلوق سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے خاکسار راقم الحروف اگر شرح و بسط کے ساتھ آپ کے خصائل کریمہ اور فضائل عمیمہ کو لکھنا شروع کرے تو ایک ضخیم رسالہ کی ترتیب ہو جائے بہ نظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کرتا ہے اگر وقت ملا اور زندگی باقی رہی تو انشاء اللہ آپ کی جداگانہ سوانح عمری میں آپ کے شبانہ روز کے حالات آپ کے ملفوظات آپ کے تصرفات قلمبند کئے جائینگے ۔بعض واقعات کا اندراج یہاں بھی پیش نظر ہے۔

ایک مرتبہ آپ بدایوں سے مارہرہ شریف کو جا رہے تھے خلیب محمد حسین صاحب مرحوم و دیگر متوسلین ہمراہ رکاب تھے شیخ غلام غوث مرحوم خادم خاص نے جب سواری قادر گنج پہونچی درویش ملنگ منش میاں ریتا شاہ کا جو حضور اچھے صاحب قدس سرہ کے مریدین میں مشہور درویش ہیں تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ ہم نے سُنا ہے کہ وہ اکثر خلاف شرع امور کا ارتکاب کرتا ہے ہمراہیوں نے مخاطب پاکر مختلف طور پر میاں ریتا شاہ کے حالات بیان کئے ایک صاحب نے یہ بھی کہدیا کہ حضور وہاں تو

Marfat.com

ہر وقت فقیروں کا میلہ رہتا ہے اور شراب کا دور چلا کرتا ہے۔ ارشاد
چلو ہم بھی دیکھیں وہ کیا تماشے کیا کرتا ہے ہم بھی تو خدا سے یہی چاہتے
کہ حضور کو کسی طرح وہاں تک لے چلیں اور اسی لئے یہ ذکر چھیڑا تھا۔ س
ساتھ ہوئے جب قریب مڑھی کے پہونچے۔ دیکھا فقرا، بادہ کش کے حلقہ
میاں ریتا شاہ ساقی بنے بیٹھے ہیں دو چار سبوچہ و جام گلی اس بز
رنداں کی زیب و زینت ہیں۔ تاڑی کا دور اڑ رہا ہے۔ میاں ریتہ شا
کی نظر جب آپ پڑی سراسیمہ ہوگئے مگر سامان مے نوشی کو چھپانہ
ادھر جب حضور اقدس نے یہ افعال ناجائز سرزد ہوتے ہوئے دیکھے
پربل پڑ گیا ہتک شریعت اپنی آنکھوں دیکھکر غصہ آگیا فرمایا میاں ریتہ شا
یہ غیر مشروع و حرام افعال کر کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہو اور فقیری کا نا
بدنام کر رکھا ہے۔ فقیر ریتا شاہ ترنگ بیخودی میں وہی جواب جو دوسر
معترضین کو دیا کرتے تھے۔ (بابا فقیر دودھوا پلا رہا ہے تو بھی چکھ دیکھ)
اس سے پیشتر بھی جب کسی نے اعتراض کیا ریتا شاہ یہی صاف جوا
دیکر تاڑی کی ماہیت اپنی قوت کسب سے بدل دیتے تھے۔ اور اُن کی
بہت مشہور ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا فقیر ہم کو بھی دھوکا دیتا
اپنے دودھوے کو خود کسی ظرف میں لوٹ کر اور چکھ کر دیکھو اب جو
تاڑی اونڈیلنا شروع کیا میاں ریتہ شاہ ہر چند زور باطنی صرف کر
کچھ پیش نہیں جاتی ساری کرامت سلب ہو چکی تاڑی بدستور تاڑ
رہی۔ ریتا شاہ کو سخت ندامت ہوئی۔ دوڑ کر قدموں پر سر رکھدیا۔ ا
ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ مارہرہ شریفہ سے بسواری بیل گاڑی گھر کو واپس
تھے۔ شیخ لعل محمد مرحوم حجام بدایونی جو حضور اچھے صاحب کے مریدان
میں تھے۔ اور حسب الحکم پیر و مرشد آپ کی خدمت پر مامور تھے۔ جہ

Marfat.com

ری کے قریب جب گاڑی پہونچی آپ نے وضو کے لئے پانی طلب کیا
لعل محمد رسی لوٹا لیکر لب سڑک کنوئیں پر آئے۔ اتفاق سے ڈور
ہاتھ سے چھٹکر معہ لوٹے کے کنوئیں میں گر پڑی بیچارے بہت پریشان ہوئے
اور جب پانی آنے میں توقف ہوا۔ آپ نے لعل محمد کو اوازدی واقعہ معلوم
ہوا فرمایا اگر آبادی قریب ہو تو گاؤں میں جاکر رسی اور کانٹا مانگ لاؤ تو
لعل محمد نے شب کا عذر کیا۔ فرمایا اچھا اگر کوئی دوسری رسی وغیرہ ہو تو
نکالو۔ عرض کیا حضور کوئی رسی یا ڈور موجود نہیں ہے فرمایا آخر کوئی چیز
ایسی ہے جس سے لوٹہ کنوئیں سے نکل سکے۔ بعدہٗ آپ نے لعل محمد کی
کسوت طلب فرمائی اور اس کو کھلوایا کسوت کے اندر ایک سوت کی
پندیا داشتہ آید بکار کے طور پر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے وہ پندیا دست اقدس
سے لیلی اور سڑک سے ایک چھوٹی کنکری اُٹھا کر کچے سوت میں گرہ دی
فرمایا اس کو لیجاکر آہستہ آہستہ کنوئیں میں ڈالکر اپنا کام کر و جب پانی تک
کنکری پہنچ جائے آنکھیں بند کر لینا اور جب تک لوٹا نکال نہ لو خبردار آنکھ نہ
کھولنا۔ شیخ لعل محمد مرحوم لکھتے ہیں میں نے تعمیل حکم کی تاگا آنکھیں بند
کر کے کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ لوٹا پانی سے لبریز معہ ڈور کے تاگے
میں لپٹا ہوا میرے ہاتھ میں آگیا میں نے آنکھیں کھولکر قدرت الٰہی کا تماشہ
دیکھا۔ اسی طرح لوٹا لیجاکر پیش کیا آپ نے وضو کیا بعدہٗ ارشاد فرمایا میاں
لعل محمد یہ ایک خدا کا بھید تھا اس کو ہماری زندگی میں ہرگز اپنی زبان سے
نہ نکالنا۔ شیخ لعل محمد مرحوم بھی قول کے پکے تھے جب حضور اقدس کا وصال
ہو گیا اور ان کا بھی زمانہ آخر آیا تو اس واقعہ کو علی رؤس الاشہاد بیان کیا۔

ایک مرتبہ مدرسہ شریفیہ میں رونق افروز تھے ایک شخص شریفانہ
صورت مگر چہرہ سے ہراس و تنگدستی کے آثار ظاہر۔ آکر قدمبوس ہوئے اور
بساختہ رونا شروع کر دیا۔ اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا آپ نے اُن کا

Marfat.com

ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہ صحن مدرسہ میں لائے ایک گھاس زمین سے ادھیڑ کر انکو دی فرمایا اس گھاس کو تانبے کے ساتھ تاؤ دیکر سونا بنا لینا۔ اس وقت فقیر کے پاس اور کچھ موجود نہیں ہے وہ شخص اس تبرک کو خوش خوش گھر لیکر پہونچے جسقدر برتن وغیرہ جلدی میں ہاتھ لگے سب کو گلا کر گھاس ڈالدی قدرت باری سے تمام تانبا سونا ہوگیا۔ ان پریشان حال بزرگ کی ساری تکالیف رفع ہوگئیں۔ جسقدر قرض تھا وہ بھی ادا ہوگیا۔ خوشحالی و خورمی دامنگیر حال ہوئی۔ اس کے بعد اُنھوں نے مدرسہ شریفہ میں آکر اور اُس گھاس کو تلاش کیا مگر کامیاب نہوئے۔

حافظ علی اسد اللہ صاحب مرحوم رئیس سوتھہ محلہ ایک زمانہ میں اتفاقاً عسرت پریشان ہوگئے۔ مرید خاص اور روزانہ کے حاضر باش تھے۔ زبان سے پریشانی ظاہر نہ کرتے تھے مگر متفکر ہمیشہ رہتے تھے ایک مرتبہ اتفاق سے ایسے وقت پر حاضر مدرسہ ہوئے کہ حضرت اقدس اپنے حجرہ میں کھانا تناول فرما رہے تھے حافظ صاحب مگس رانی رومال سے کرنے لگے فراغ طعام کے بعد حضرت اقدس نے آپ کو پانچ روٹیاں مرحمت فرمائیں حافظ صاحب نے ایک تو فوراً کھالی اور چار روٹیاں بطور تبرک گھر کو لے گئے۔ اس کے بعد آپنے وقت مذکور کا یہ معمول کرلیا کہ روزانہ کھانے کے وقت حاضری دینا شروع کی اور اولش کھانا اختیار کیا۔ تھوڑے عرصہ میں ساری پریشانی رفع ہوگئی اور پیشتر سے زیادہ اچھی حالت میں ہوگئے اپنے تمام املاک و دیہات پر پھر قابض ہونیکے علاوہ بہت سی جائیداد حاصل ہوگئی۔ ہمیشہ حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ ساری دولت و عزت پیر و مرشد کے اولش کھانے کا صدقہ ہے۔ حافظ صاحب مرحوم بدایوں کے معزز شرفا میں تھے ۲۲ ربیع الاول [illegible] میں انتقال ہوا۔ حافظ قاضی نبی احمد صاحب مرحوم جو اپنے والد کے پیر زادوں کے ہمیشہ خلاف رہے اور حافظ عنایت احمد صاحب قادری انکی یادگار ہیں

شیخ نظام الدین صاحب فاروقی مرحوم رئیس محلہ شہباز پور۔ ایک مرتبہ سخت پریشانی کی حالت میں حاضر آستانہ مقدسہ ہوئے مزار مبارک کے سامنے مودبانہ دوزانو بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک خاص حالت طاری ہوئی جس کو خواب و بیداری کے درمیان سمجھنا چاہیئے۔ اسی عالم میں دیکھا کہ حضور اقدس بالکل قریب استادہ ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کچھ فکر و تردد کی بات نہیں ہے انشا اللہ کچھ ضرر نہ پہونچے گا۔ اُٹھ اور گھر کو واپس جا۔ یہ فرما کر شانہ ہلایا جس کی ہیبت سے شیخ صاحب نے سر اُٹھایا فوراً قبر مبارک کو بوسہ دیا اور شادان و فرحان مکان کو آئے اوسی روز توجہ باطنی پیرو مرشد سے وہ تمام پریشانیاں دور ہو گئیں حکم حاکم سے جو ضرر پہونچنے کا اندیشہ تھا جاتا رہا۔ شیخ صاحب مرحوم حضرت شیخ الاسلام فرید الملت والدین بابا شکر گنج رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد امجاد سے بدایوں کے روسا کبار میں تھے آپ کے اکثر اہل خاندان سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہیں اور ہوتے ہیں

شیخ رکن الدین صاحب مرحوم رئیس محلہ فرشولی کا بیان ہے کہ ایکمرتبہ اُن کے لڑکے پر جو ملازم سرکار تھے ایک مقدمہ قایم ہو گیا اور حکام متعلق نے بدظن ہو کر لڑکے کو گرفتار کر لیا یہ مقدمہ اکبر آباد پہنچا شیخ صاحب مذکور بیحد آزردہ اور پریشان تھے پیروی مقدمہ کے لئے خود بھی اکبر آباد پہونچے۔ ایک شب بعد نماز عشا وظیفہ پڑھکر حضرت اقدس سے رجوع کی توجہ باطنی کے ساتھ استعانت و امداد روحانی کے خواستگار ہوئے۔ اسی حالت میں خلاف عادت غنودگی کا غلبہ ہوا آنکھ لگ گئی۔ دیکھا حضور اقدس تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ کل انشا اللہ تمھارے فرزند کو نجات حاصل ہوگی اسی وقت شیخ صاحب بیدار ہو گئے ہوش آتے ہی خوش خوش بستر سے اُٹھے احباب جو منتظر بیٹھے ہوئے اُن سے بیساختہ شیخ صاحب نے کہا کہ کل انشا اللہ تعالےٰ میرا لڑکا خلاصی پائے گا۔ سب لوگ کہنے لگے خدا کرے

Marfat.com

ایسا ہی ہو لیکن آپ کا یہ کہنا کہ کل ہی تصفیہ ہو جائے گا خلاف قیاس ہے اول تو پیشی کی تاریخ کل نہیں اگر پیش ہو بھی تو ثبوت اور صفائی وغیرہ کے بعد ایک عرصہ تصفیہ کے لئے چاہیئے۔ شیخ صاحب نے کہا خیر صبح دور نہیں ہے نتیجہ معلوم ہو جائے گا دوسرے روز کچہری کے وقت شیخ صاحب معہ اپنے رفقا اور ہمراہیاں کے کچہری پہونچے حاکم مجوزنے اجلاس میں پہونچتے ہی سب سے اول یہی مقدمہ سماعت کیا۔ اور حکم رہائی سُنایا شیخ صاحب خوش و خرم لڑکے کو ہمراہ لیکر مکان آئے جو شخص سنتا تھا متعجب ہوتا تھا ہمراہیان کو زیادہ تعجب شیخ صاحب کے اس دعوے پر ہوتا تھا کہ ۱۲ گھنٹہ پیشتر کس طرح حکم رہائی شیخ صاحب کی زبان سے نکلا اور شیخ صاحب کہتے تھے کہ میرا بارہا کا تجربہ ہے جب حضرت شیخ سے امداد چاہی وہی ہو کر رہا جس کی بشارت دی گئی۔

مولوی عظمت علے صاحب منصف مرحوم جو قاضی محلہ کے روسا اور شہر کے معزز لوگوں میں تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ روزگار کی طرف سے سخت متفکر اور ملول تھا شب کو خواب میں حضرت اقدس کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ دست مبارک میں دو کلچہ جن پر بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے موجود ہیں اور بکمال شفقت دونوں روٹیاں معہ گوشت کے مجھکو عطا فرمائی ہیں صبح کو منصف صاحب خوش خوش اُٹھے فکر و ملال دور ہوا۔ منصف صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ واقعہ خواب کے بعد سفر و حضر میں کبھی ایسا اتفاق نہوا کہ میں نے دسترخوان پر گوشت روٹی موجود نہ پایا ہو بعض اوقات سفر و دورہ میں ملازم و باورچی کہتے بھی تھے کہ گوشت کا ملنا یہاں محال ہے لیکن خود بخود کوئی نہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جاتی تھی کہ مسافرین وغیرہ اجنب لوگ گوشت باورچی کو دیجایا کرتے تھے۔ منصف صاحب مرحوم بھی اپنے پیرو مرشد قدس سرہ المجید کے مخصوص

Marfat.com

مریدوں میں تھے۔ محافل اعراس میں جو مناقب و قصائد پڑھے جاتے تھے ان کو آپ جمع کر کے اکثر مطبوع کراتے تھے۔ چنانچہ بہار بے خزاں ہدایت وغیرہ رسائل آپ ہی نے شایع کرائے تھے۔

حکیم تفضل حسین صاحب مرحوم جو روسا مولوی محلہ سے تھے ایام غدر میں مخبری مخالفین سے ماخوذ ہو گئے اُن کی والدہ ضعیفہ کو سخت صدمہ اور رنج ہوا۔ ایک دن اسی غم میں بہت مضمحل ہوئیں شب کو حضرت اقدس کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں انشا اللہ کل تمہارا لڑکا خلاصی پائیگا گھبراؤ مت صبح کو ان کی والدہ نے اپنی خواب کا تذکرہ کیا اسی روز لطف الٰہی سے حکیم صاحب کو نجات حاصل ہوئی گھر آکر اپنی والدہ سے یہ ماجرائے خواب سنا۔

منجملہ روسا بدایوں کے ایک شخص صاحب علم و فضل و تقویٰ اپنے حال کے خود ناقل تھے کہ وہ جوانی کی عمر میں سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے اکثر رامپور میں رہنا ہوتا تھا جس کی وجہ سے خال خال حاضری وقدم بوسی شیخ کا موقع ملتا تھا۔ شباب کا عالم پھر امراؤ خوش باشان رام پور کی صحبت کا اثر زیادہ وقت باوجود محترز رہنے کے احباب کی خاطر سے بیکار جلسوں میں صرف ہوتا تھا۔ ایک دن تمام یاران ہم صحبت نے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ فلاں محلہ میں جو ایک رقاصہ خوش جمال آئی ہوئی ہے اس کو لانا چاہیے اور اسی مکان میں اس کا مجرا ہونا چاہیے ہرچند بدایونی صاحب نے منع کیا لیکن کچھ پیش نہ گئی مجبور ہو گئے احباب جلسہ میں سے کچھ لوگ سامان آرایش کی فراہمی کے لئے اور کچھ رقاصہ کے لینے کو روانہ ہو گئے۔ جب یہ صاحب تنہا رہگئے خود بخود ان کی طبیعت متوحش ہونے لگی دروازہ مکان بند کر کے دالان کے اندر ایک تخت پر ہیبت زدہ گر پڑے۔ دیکھا کہ مکان میں جانب بائیں حضرت اقدس ان

Marfat.com

صورت سے جلوہ افروز ہیں کہ عصائے مبارک ہاتھ میں ہے بالائی سر پر ذقن شریف رکھے ہوئے استادہ ہیں چہرہ پر غیظ وغضب کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ واقعہ دیکھتے ہی ان کے تمام بدن میں رعشہ آگیا۔ خوف وہراس کی حالت میں چاہا کہ اٹھکر قدموں پر گر پڑوں تخت سے اٹھتے ہی بیہوش ہو گئے۔ سر و پا کی مطلق خبر باقی نہ رہی۔ اسی اثنا میں یاران ہم صحبت معہ رقاصہ مکان پر آئے اندر سے زنجیر پڑی ہوئی دیکھکر آوازیں دینا شروع کیں لیکن جواب نہ پایا۔ دیر تک جب نہ کواڑ کھلے نہ مکان کے اندر سے کچھ آواز آئی مجبوراً رقاصہ کو رخصت کیا ایک شخص نے دیوار سے اترکر کواڑ کھولے جماعت احباب مکان میں داخل ہوئی ان کو بیہوش وسکتہ کے عالم میں پاکر اور مردہ سمجھکر سب لوگ سخت بدحواس ہوئے اور شور وغل مچانا شروع کیا بعض نے پانی وغیرہ چھڑکنا شروع کیا آخر بدیر ان کو ہوش ہوا۔ احباب کے استفسار پر آپ نے کل واقعہ بیان کیا سب کے سب نادم وپشیمان ہوئے ہوئے اور ان بدایونی صاحب نے صحبت بد سے دور رہنے کا عہد کیا اور اپنے افعال سے تائب ہوئے۔

حافظ غلام جیلانی صاحب مرحوم جو شرفا شہر اور روسا سوتھ محلہ سے تھے ان کا بیان ہے کہ ایام غدر کے بعد جب گورنمنٹ انگلشیہ کا پھر تسلط ہو گیا اور تحقیقات باغیان شروع ہوئی ایک صاحب نے اپنے ذاتی رنج وعناد کی وجہ سے حافظ صاحب مرحوم اور حکیم نیاز احمد صاحب مرحوم کا کہ دونوں صاحب عمائد شہر اور مریدان خاص حضور اقدس سے تھے۔ نام لے دیا تحقیقات شروع ہوگئی۔ یہ لوگ سخت پریشان اور مضطرب الحال تھے۔ حافظ صاحب نے خواب میں شرف باریابی پایا۔ ارشاد ہوا اچھا تجھکو کوئی نہیں ہے انھوں نے عرض کیا حضور نیاز احمد۔ فرمایا اس کو بھی جان جوکھوں نہیں ہے۔ انھوں نے پھر ایک اور صاحب کی بابت بھی جن کا نام یاد نہیں رہا

Marfat.com

دریافت کیا۔ فرمایا سب کا ٹھیکہ نہیں لیا ہے۔ حافظ صاحب خواب سے
بیدار ہو کر بہت بشاش ہوئے اور ان کو اس وقت سے ایسی طمانیت قلب
حاصل ہو گئی کہ شاید حکم سُنکر بھی نہو تی چنانچہ نتیجہ تحقیقات میں یہی ہوا
کہ حافظ صاحب اور حکیم صاحب دونوں بے قصور ثابت ہوئے اور
تیسرے بیکس کو سزائے موت دی گئی۔ حافظ صاحب اپنے پیر کے منتخب
مریدوں میں تھے نسباً صدیقی حمیدی مشرباً قادری مجیدی تھے شہر
کے بابرکت لوگوں میں سمجھے جاتے تھے تین صاحبزادہ مولانا فضل احمد
صاحب۔ مولوی مفتی کرم احمد صاحب۔ مفتی اکرام احمد صاحب لاعن
اپنی یادگار چھوڑ کر ۱۷ محرم ۱۳۱۰ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کے سب
اہل خاندان سلسلۂ قادریہ معینیہ مجیدیہ میں منسلک ہیں۔ خان صاحب محمد علیخاں
صاحب مرحوم آزاد جو حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کے حلقہ ارادت
میں منسلک اور شہر کے مشاہیر لوگوں میں تھے ناقل ہیں کہ جوانی میں
اولاد کی زیادہ تمنا نہ تھی مگر جب پیری آئی عمر زیادہ ہوئی دل کو اولاد کا
قلق از حد ستانے لگا بارگاہ الٰہی میں شب و روز التجا کی ارواح اولیاء کرام
سے حصول مرام کی توجہ کی ایک شب خواب میں حضور اقدس کی زیارت
سے مشرف ہوئے خواب میں خانصاحب کو حضرت اقدس نے ایک پھول
مرحمت فرمایا صبح کو جب یہ بیدار ہوئے دل پر فرحت و انبساط کے آثار پائے
مولانا قاضی عبدالسلام صاحب عباسی سے خواب بیان کی آپ نے فرمایا
ببرکت توجہ حضرت مولانا قدس سرہٗ آپ کو فرزند خوش اقبال خداوند کریم
عطا فرمائے گا چنانچہ اسی سال آپ کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہوا جسکا نام
احمد علیخاں رکھا گیا۔ خدا کا شکر کہ آج وہی گل نوشگفتہ جواب خان صاحب
احمد علیخاں مہکش قادری محب رسول بلغ کا ایک نخل ثمردار ہے دنیاوی
عزت و وجاہت میں شہر کا آنریری مجسٹریٹ محکمہ سروے کا نامی و نام آور

Marfat.com

خطاب یافتہ پنشن دار راقم الحروف کا محترم بزرگ ہے۔

غرض اسی طرح آپ کے تصرفات تا منتہا ہی ابتک جاری ہیں شیخ ظہور احمد صاحب مرحوم جو حضرت اقدس کے مریدین میں راقم الحروف کے زمانہ ہوش تک زندہ رہے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پیر بھائیوں پر یا ہم پر جب کوئی مصیبت آئی یا کوئی مشکل درپیش ہوئی جب پیر و مرشد کی جناب میں رجوع کی فوراً ہی مشکلکشائی فرمائی۔

آپ کے اوقات شبانہ روز وقف عبادت الٰہی اور صرف خدمت دین رسالت پناہی تھے۔ مسند درس پر بھی جلوہ فرماتے شغل تصنیف بھی رکھتے لیکن تصانیف کی طرف اسی وقت توجہ مائل ہوتی جب باطنی اشارات یا تحریک سے مجبور کئے جاتے۔ منجملہ تصانیف کے کتاب برکت انتساب۔ مواہب المنان فارسی ہے یہ کتاب حضور غوث اعظم سید الافراد سلطان بغداد محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ملفوظات شریفہ المعروف۔ جواہر الرحمن کی کامل و مکمل شرح ہے جس میں اسرار تصوف اور نکات خداشناسی کا انکشاف فرمایا گیا ہے یہ کتاب باشارت باطن حسب فرمان حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ لکھی گئی ہے محافل انوار شریف حضور سید العالمین روحی لہ الفداہ کے محامد و فضائل خصائل و شمائل ابتدائے ولادت شریف سے وصال مبارک کے وقت تک بارہ محافل میں منقسم ہیں یکم سے بارہ ربیع الاوّل شریف تک عصر و مغرب کے درمیان میں روزانہ ایک محفل کا دور مدرسہ عالیہ قادریہ میں ہوتا ہے ایک ایک لفظ ایک ایک جملہ دلوں میں نور ہدایت پیدا کرتا ہے۔ کتاب مبارک اُردو میں ہے۔ حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کی فرمائش سے تحریر کی گئی ہے ایک رسالہ فارسی میں کتاب الصلوٰۃ عربی مصنفہ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کا ترجمہ ہے۔ رسالہ ہدایت الاسلام فارسی میں تقویت الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا رد ہے۔ ایک اور رسالہ فارسی میں

Marfat.com

ذکر تلامذۂ مخصوص

سید السادات معدن خوارق عادات کاشف دقائق معقول ومنقول حضرت سیدی سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ - آپ خانقاہ عالم پناہ مارہرہ مقدسہ کے تاجدار - حضرت ستھرے میاں صاحب سید شاہ آل برکات کے خلف اوسط حضرت سلطان الاولیا سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس اسرارہم کے نور نظر اور فرزند اوسط ہیں ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی تحصیل علوم دینیہ بارشاد حضرت اچھے میاں صاحب رضی اللہ عنہ حضرت قدس سرہٗ المجید سے فرمائی - اُس کے بعد لکھنؤ جاکر مولانا عبدالواسع صاحب سیدنی پوری و مولانا نور الحق صاحب فرنگی محلی سے علوم معقول کی تکمیل کی سند حدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے اور سند طب حکیم فرزند علی خاں صاحب موہانی سے حاصل فرمائی علوم باطنی کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پاکر خلافت عامہ اور اجازت تامہ اپنے عم محترم حضرت سید العارفین سلطان المحبوبین سیدنا شاہ ابو الفضل آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی بعد وصال اپنے والد ماجد حضرت ستھرے میاں صاحب کے ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۱ھ میں وارث وسجادہ نشین درگاہ معلےٰ مقرر کیے گئے اور حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید کے دست مبارک سے خرقہ پوشی ودستار بندی اور رسم سجادہ نشینی عمل میں آئی جہان اسلام کو آپ نے اپنے فیض باطنی سے مستفیض فرمایا - آپ کے ہزاروں مریدین اب بھی بقید حیات موجود ہیں وصال شریف ۱۸ ذوالحجہ ۱۲۹۶ھ کو ہوا انیسویں کو فاتحہ عرس ہوتی ہے مزار مبارک دالان شرقی گنبد درگاہ معلےٰ میں بالیں مزار حضرت سیدی شاہ

Marfat.com

حضرت صاحب قدس سرہٗ واقع ہے خاتم الاکابر فقرہ تاریخ وصال ہے۔ ۱۲۹۶ھ

سید السادات شمس العرفا حضرت سیدی سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم صاحب قدس سرہٗ۔ آپ حضرت ستھرے میاں صاحب کے فرزند اصغر ہیں ۱۲۹۶ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے دینیات کی تعلیم پائی مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی بدایونی اور مولانا ولی اللہ صاحب فرخ آبادی سے بھی تحصیل علوم فرمائی حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے آغوش شفقت میں پرورش وتربیت پاکر والد بزرگوار سے شرف بیعت اور عم نامدار سے اجازت وخلافت سے سرفرازی حاصل کی بزرگ بھائی سے بھی خلافت واجازت حاصل کی امارت و ریاست کے ساتھ عبادت وریاضت میں عمر بسر فرمائی بمقام لکھنؤ پنجم شعبان ۱۲۵۶ھ میں بعمر ۶۳ سال واصل بحق ہوئے لیکن جنازہ مارہرہ میں لایا گیا اور وہاں بائیں گنبد کی صحنچی جانب شرق میں دفن کیا گیا۔

علامہ اجل فاضل بے بدل مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی بدایونی قدس سرہ۔ آپ شیخ برکت اللہ صاحب صدیقی متولی بدایونی کے فرزند ہیں جو بدایوں کے شرفا اور عمائد وممتاز لوگوں میں سے تھے میاں قادر شاہ صاحب قادری سے جن کا مزار مسجد حیدر شاہ میں ہے بیعت رکھتے تھے۔ مولانا کشفی صاحب ابتدائے عمر سے باوجود ریاست وامارت کے تحصیل علم کی طرف مائل تھے۔ چنانچہ ہوش سنبھالتے ہی مدرسہ عالیہ میں علمی تربیت کے لئے بٹھادیئے گئے آپ کی تحریر پیشانی آپ کی آئندہ پیش آنیوالی سعادت ومرتبت کا نوشتہ تھی آپ کی فراست وذہانت دیکھکر حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید آپ کی عزت وعظمت کی دعا فرماتے اور آپ کے والد کو آپ کی آئندہ شان وشوکت کی بشارت دیتے۔ کچھ عرصہ تک حضرت نے اپنے پیش نظر رکھکر آپ کی تعلیم وتربیت کی اس کے بعد مولانا ابوالمعانی قدس سرہٗ کے سپرد کردیا گیا انکے

Marfat.com

آپ نے بریلی جاکر معقول کی تکمیل مولانا مجد الدین صاحب المعروف بہ مولوی مدن شاہجہان پوری سے جو مولوی غلام یحیٰ بہاری کے شاگرد رشید تھے کی۔ اور وطن میں واپس آکر عرصہ تک حضرت اقدس کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور مثنوی شریف حضرت مولانا روم قدس سرہٗ کو بالاستیعاب مولانا خطیب محمد عمران صاحب عثمانی سے پڑھا۔ ذوق تصوف پیدا ہوتے ہی مرشد کامل کی طرف نگاہیں دوڑانا شروع کیں۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید صاحب جب مارہرہ شریفہ سے وطن واپس تشریف لاتے آپ ارمان بعیت کو کلیجہ سے لگائے ہوئے حاضر خدمت ہوتے لیکن کمال ادب سے اظہار نہ فرماتے۔ آخر جب حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید کو آپکے ارادہ سے آگاہی ہوئی اپنے ہمراہ مولانا کو مارہرہ شریفہ لیگئے اور حضور پرنور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کا مرید کرایا دربار شیخ سے بھی آپ کی تربیت باطنی حضرت اقدس کے سپرد ہوئی۔ اسی اثنا میں آپ نے سند حدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے حاصل فرمائی۔ دربار شیخ سے مثال خلافت بھی عطا ہوئی۔ عرصہ تک بدایوں رونق افروز رہے بعدہٗ آپسکے نزاعات کے باعث لکھنؤ تشریف لے گئے۔ وہاں مرزا قتیل سے شعروسخن میں اصلاح لی کشفی تخلص مقرر کیا مجتہد عصر اور علمار شیعہ لکھنؤ آپ کے درپے ایذا رسانی ہوگئے لیکن آپ صحیح و سالم نکلکر کانپور تشریف لے آئے اور اور آخر وقت تک کانپور میں مسکن گزیں رہے ظاہری و باطنی فیض کے دریا بہادئیے سیکڑوں ہزاروں بندگان خدا آپ کے دامن ارادت سے وابستہ ہوگئے۔ باوجود صاحب ارشاد ہونے کے اپنے پیرزادوں اور استادزادگان وطن کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے بڑے بڑے علمار کرام آپ کے فیض تعلم سے مستفیض ہوئے۔ جن کے تلامذہ کا سلسلہ اطراف ہند میں جاری و ساری ہے۔ منجملہ آپ کے تلامذہ کے مولانا شاہ

Marfat.com

محمد عادل صاحب تھے جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔ مولوی سید محمد عبداللہ صاحب بلگرامی۔ مولوی غلام محمد خان صاحب ساکن کوٹ ضلع فتح پور ہسوہ۔ خان بہادر مولوی سید فرید الدین احمد صاحب کڑوی وکیل ہائی کورٹ آپ کے مشہور تلامذہ میں ہیں علاوہ ان کے مولوی بزرگ علی صاحب آپ کے مخصوص شاگردوں میں تھے جن کے شاگرد رشید مفتی عنایت احمد صاحب تھے جو استاد مولانا مفتی لطف اللہ صاحب علی گڈھی کے ہیں اور مفتی صاحب کا فیض درس عام ہندستان میں پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلہ سے موجودہ طبقہ علماء میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کو بدایوں کے بحر فیض سے حصہ نہ پہنچا ہو۔ مولانا کی تصانیف کثیرہ مشہور و مطبوع ہیں۔

رد شیعہ میں تحفۃ الاحباب۔ معرکۃ الاراد۔ بروق خاطف ہیں۔ تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین۔ خدا کی رحمت وغیرہ مختلف سائل ہیں رسالہ اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام ہے جس کا جواب مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی نے لکھکر دربار نبوت سے اپنی ارتداد کا سارٹیفکٹ حاصل کیا اور پھر اس جواب کا رد حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ نے رسالہ سیف الاسلام میں بخوبی فرمادیا۔ مولانا کا فارسی دیوان بھی مطبوع ہے۔ مولانا کے بدایوں میں دو صاحبزادہ شیخ عظیم الدین اور شیخ ظہور احمد وارث جائداد ہوئے شیخ ظہور احمد کے کوئی اولاد نہ ہوئی شیخ عظیم اللہ کی صاحبزادہ یعنی مولانا کے پوتے شیخ عزیز احمد صاحب موجود ہیں۔ بعمر سال ۲۰ رجب المرجب ۱۲۰۱ھ آپ کا وصال ہوا مزار شریف خاص آپکی بناکردہ مسجد واقع محلہ ناچ گھر کہنہ کان پور میں ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

منظہر کشف و کرامات جناب کشفی	ہادی راہ خدا کاشف راز عرفاں

Marfat.com

شدہ برخاستہ خاطر چو ازیں گلشن دہر　　رفت درچشم زدن جانب باغ رضواں
سال تاریخ قلمبند نمودم ارشاد　　یوم ہفتہ سوم از ماہ رجب شد زجہاں

جناب مولانا سعد الدین صاحب عثمانی - ابن مولوی نصیر الدین عثمانی

آپ نے تحصیل جملہ علوم حضرت اقدس قدس سرہ المجید سے کی فقہ و فرائض میں تجر کامل حاصل تھا نہایت سادہ مزاج اور جلد تر متاثر ہونے والی طبیعت پائی تھی۔ کتب بینی کا شوق تھا جس زمانہ میں دہلی سے فتنہ نجد نے پادرازی کی اور کل جدید لذیذ کے لذت شناس ادھر متوجہ ہونا شروع ہوئے آپ بھی اسمٰعیلی اسحاقی عقیدت فریب کتب کے مطالعہ سے اسلاف کرام کی راہ سے بھٹک گئے رسالہ اربعین مؤلفہ مولوی محمد اسحق[1] صاحب دہلوی پر مائل ہو کر شفاء المسلمین بطور شرح اربعین تحریر کی۔ اور جا بجا کہیں تائید باطل کہیں تائید حق کا لطف دکھایا۔ کہیں اپنے اعتقادات سے انحراف کہیں معتقدات وہابیہ سے اختلاف کیا ۱۲۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

[1] مولوی محمد اسحاق صاحب دہلوی۔ آپ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے نواسہ ہیں تحصیل و تکمیل علوم بھی شاہ صاحب سے کی حدیث و تفسیر و فقہ میں خاص قابلیت حاصل تھی آپ نے رسالہ مسائل اربعین لکھ کر حیات انبیاء علیہم السلام و جواز استمداد حضور سید عالم صلعم سے بوقت زیارت و علم و سماع حضور سید عالم و سلام و کلام زائرین حضور سید المرسلین کا انکار کر دیا۔ اگرچہ آپ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کی طرح بالکل تقلید سے آزاد نہ ہو کر لیکن حنفیت کے پردے میں وہابیت کو خوب فروغ دیا۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے متبعین و مستفیضین میں دربار نبوت کا کافی ادب و احترام نہیں ہے حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ نے مسائل اربعین کا بطلان رسالہ تصحیح المسائل میں نہایت واضح و مشرح طور پر ثابت کیا جب مولوی صاحب کے عقائد پر ہر طرف سے انگشت نمائی ہونا شروع ہوئی تب آپ نے اپنی شخصیت میں خاص اضافہ فرمانے کے لئے ہندوستان سے مکہ معظمہ کو ہجرت کی اور وہیں ۱۲۶۲ھ میں انتقال کیا۔

Marfat.com

مولانا حکیم محمد افتخار الدین صاحب فرشوری۔ آپ شہر کے مشاہیر اطبا، اور روسا، فرشوریان کے خاندان کے سرمایۂ فخر و افتخار تھے تحصیل علوم و فنون حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے فرمائی۔ فن طب میں مہارت تامہ اور دسترس خاص رکھتے تھے۔ بزمرۂ اطبا ریاست جے پور میں ملازم تھے۔

حضرت مولانا حسن علی صاحب فخری چشتی بدایونی قدس سرہٗ کے مرید تھے جیپور میں ۱۱ جمادی الثانی کو انتقال فرمایا حکیم واصل خان صاحب کے باغ میں مدفون ہوئے آپ کے صاحبزادہ حکیم ممتاز الدین صاحب مرحوم بھی بدایوں کے نامی و ممتاز اطبا میں تھے اور حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے فیض تلمذ حاصل تھا ۳ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ کو انتقال ہوا۔

حکیم محمد قائم صاحب مرحوم۔ آپ بدایوں کے حکیموں کے خاندان کے مورث اعلیٰ نہایت بابرکت صاحب زہد و اتقا بزرگ تھے۔ فن طب میں حاذق وقت تھے تمام عمر خالصًا لوجہ اللہ خدمت طب انجام دی۔ تحصیل علم بکمال ذوق و شوق حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے کی اور بموجب ارشاد استاد بزرگ حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ کے سلسلہ مریدین میں داخل ہوئے۔ آپ کے برادر خورد حکیم محمد دائم صاحب بھی حضرت اقدس کے مخصوص ارادتمندوں میں تھے اور شرف تلمذ بھی رکھتے تھے اور خدمت علاج معالجہ کی بدولت حضرت اقدس سے دعاے برکت دوامی قائمی طب کی حاصل فرمائی چنانچہ آجتک سلسلۂ طب اس خاندان میں چلا جاتا ہے اور اکثر اہل خاندان مدرسۂ قادریہ کے تعلیم یافتہ ہیں۔

مولانا عبد الوالی صاحب قدس سرہٗ۔ آپ بدایوں میں یادگار سلف تھے شرافت و نجابت خاندانی کے علاوہ آپ کا تقویٰ و تورع آپ کو یگانۂ آفاق بنائے ہوئے تھا۔ شاہ جمال اللہ چشتی رامپوری کے مرید تھے آستانہ بوسی حضرات اولیا، کرام آپ کا روزانہ کا معمول تھا جو آخر عمر تک

Marfat.com

ترک نہوا بدایوں کے اولیا اللہ کے فیوض و برکات سے آپ کو خاص حصہ ملا
تھا اور اکثر مزارات کے نشانات آپ کو معلوم تھے کتاب باقیات الصالحات
میں اولیاء کرام کے حالات آپ نے جمع فرمائے ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ کو
راہئ ملک بقا ہوئے۔ مولوی عبدالہادی اور مولوی عبدالمتعالی صاحبان
دو صاحبزادے جن کی اولاد موجود ہے ایک دختر جو مفتی شرف علی صاحب مرحوم
کو منسوب ہیں اپنی یادگار چھوڑے۔

حافظ حسن علی صاحب مرحوم۔ آپ بھی بدایوں کے بابرکت لوگوں میں
تھے۔ درسیات حضرت اقدس قدس سرہ المجید اور مولانا ضیاء الدین احمد صاحب
عثمانی سے پوری دلبستگی کے ساتھ پڑھیں قرآن شریف کے حفظ کا سلسلہ
اجرا فرمایا۔ للہ فی اللہ اس خدمت کو سرانجام دیا صدہا حفاظ کو دولت حفظ کلام الٰہی
آپ کی بدولت حاصل ہوئی۔ عمر بھر بجز اس پاک شغل کے دوسرا کوئی شغل
نہ رکھا آپ کے صاحبزادہ حافظ آل حسن مرحوم حضرت تاج الفحول کے فیض
تلمذ سے مشرف تھے نہایت متشرع صورت تھے ایام حج میں انتقال فرمایا۔

تذکرہ خلفاء صاحب ارشاد

سید السادات سلطان العاشقین حضرت مولانا سید شرف الدین
شہید دہلوی قدس سرہٗ۔ آپ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد
امجاد سے ہیں آپ کے والد سید شمس الدین قادری صاحب سجادہ ناگور
تھے اور نسباً حضرت سید شاہ عبدالرزاق ثانی بن سید محمد حلبی الاثھی قدس اللہ سرہم
سے سلسلہ رشد و ہدایت قایم تھا لیکن آپ کی صغر سنی میں آپ کے
والد ماجد کا وصال ہو گیا دہلی میں آپ کے دادا سید فخرالدین صاحب ناگور
سے آکر سکونت پذیر ہوئے جن کا مزار مقام نو محلہ متصل روضہ حضرت سلطان المشائخ
محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور ہر سال ۵ ذیقعدہ کو عرس ہوتا ہے

Marfat.com

آپ کے والد ماجد کا وصال بھی دہلی میں ہوا اور متصل عیدگاہ قدیمی گھر کے باغ میں مدفون ہوئے ۱۱ ذوالحجہ کو فاتحہ عرس ہوتی ہے۔ حضرت سید شرف الدین صاحب ۱۱ رجب ۱۲۵۰ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کی وفات کے بعد والدہ نے آپ کی تربیت کی۔ تھوڑی عمر میں تحصیل وتکمیل علوم سے فراغت تامہ حاصل کی بعد تکمیل علوم شیخ طریقت کی تلاش میں کمر ہمت باندھی باشارہ حضور غوثیت مآب دہلی سے بدایوں تشریف لائے یہاں حضرت اقدس قدس سرہ المجید نے عالم منام میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے کہ فرداً علی الصباح یکے از فرزندان ما بدولت سید شرف الدین نام خواہند آمد توجہ تام بحال اشاں باید نمود۔ صبح کو حضور بعد نماز وفراغ معمولات حجرہ شریفہ سے باہر آکر صحن مسجد میں کسی کی آمد کے منتظر دروازہ کی جانب نگاہ کئے ہوئے تشریف فرما رہے۔ کہ یکایک سید صاحب تشریف لائے۔ حضور اقدس نے نہایت تعظیم وتکریم فرمائی۔ اور فوراً شفقت ومحبت کے ساتھ ادائے نوافل کا حکم دیا بعدہٗ خلاف عادت قبل اسکے کہ سید صاحب کچھ کہیں داخل سلسلہ عالیہ قادریہ فرمایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں توجہ خاص سے منازل قرب واتصال پر پہنچا دیا تکمیل مراتب کے بعد خرقۂ خلافت اور سند اجازت سلاسل اربعہ مرحمت فرما کر دہلی کی واپسی کا حکم دیا۔ دہلی میں آپ کے فیض عام سے صدہا بندگان خدا فائز المرام ہوئے۔ آپ کے ایک مرید باختصاص حافظ محمد بخش صاحب قادری دہلوی خود اپنے حال کے ناقل ہیں کہ میں حضرت سید صاحب کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور جب اوراد و اشغال کی اجازت چاہتا تھا فقط کثرت درود شریف کا حکم دیا جاتا تھا ایک مرتبہ بعض مشائخ دہلی کی مجلس میں میں نے جلسہ توجہ گرم دیکھا اور ایک عجیب ہنگامہ ہو حق نظر آیا۔ وہاں سے پھر حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور اور مشائخ وقت تو اس طرح اپنے مریدین کو تعلیم وتلقین کرتے ہیں مجھے بھی حضور کچھ تعلیم فرمائیں حضرت سید صاحب نے نہایت عجز وتواضع سے

Marfat.com

فرمایا کہ میاں ہم تو بجز کثرت درود شریف وغیرہ کے اور کچھ نہیں جانتے ہیں یہ فرماکر اپنے دست مبارک میں میرے ہاتھ کو اس طرح دبایا کہ فوراً حالت متغیر ہوگئی خود بخود آنکھوں سے آنسو رواں ہونا شروع ہوئے دل کو عجیب کیف و سرور کی وحشت نے گھیرا گھر سے نفرت صحرا سے رغبت پیدا ہوئی یک شبانہ روز مجھکو بالکل معلوم نہوا کہ میں کہاں ہوں اور کس حال میں ہوں دوسرے روز وقت مقررہ پر خود بخود وحشت دل نے حضرت سیدی کی حضوری میں پہنچا دیا آپ نے نظر کرم میرے حال پر فرمائی جس سے بالکل طبیعت کو سکون ہوگیا بعدہٗ خود اپنا واقعہ ارشاد فرمایا کہ چوں در ابتدا از شرف بیعت حضرت جناب غوثی و مرشدی مولانا عین الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف شدم و برائے ہمیں حالت استدعا کردم روزے پائے مبارک بمالیدم از پائے مبارک خود دست مرا انگشتاں مالیدند کہ اثر آں بر دل خود یافتم قریب بود کہ از خود روم باز توجہ فرمودہ بہوشم آوردند۔

سید صاحب کے مریدین میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو دہلی میں ناگور سے آکر سکونت گزیں ہوئے تھے۔ آپ کی زوجۂ اولیٰ جن کے بطن سے سید بدر الدین صاحب پیدا ہوئے۔ اہل خاندان سے تھیں دوسری شادی آپ نے دہلی میں کی تھی جن سے سید سعد الدین صاحب پیدا ہوئے۔ بیش واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادہ سید بدرالدین صاحب حضرت سیدی تاج الفحول قدس سرہٗ کے مرید تھے سید سعد الدین صاحب کا حال معلوم نہیں غدر ۱۸۵۷ء میں جب دلی خالی کرائی گئی تو سید صاحب بھی معہ اپنے چند مریدوں کے مکان سے باہر تشریف لائے سامنے سے کچھ ہتھیار بند لوگ آرہے تھے ..... جنھوں نے فوراً آپ کو معہ چھ ہمرائیان کے شہید کردیا .... تکیہ شاہ تارا میں مسجد کے اندر ایک ہی قبر میں ان چھ براتیوں اور ایک دولہ کو ہمیشہ کے لئے محو استراحت کردیا گیا ۹ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ تاریخ وصال ہے آپ کے خلفاء میں سید شاہ محمد زبیر صاحب

Marfat.com

دہلوی قدس سرہٗ سے سلسلۂ بیعت جاری ہے اور جناب سید شاہ قاسم علی صاحب کلیمی صاحب مجاز سید محمد زبیر صاحب کے ہیں۔ مگر شجرہ میں حضرت شہید قدس سرہٗ کو سید حسن علی صاحب دہلوی المعروف بہ چھنو میاں صاحب رحمۃ سے وابستہ کیا ہے جس کی سند شاید جناب کلیمی صاحب پاس ہو ہمیں سید فیض الحسن صاحب وکیل دہلوی سے جو سید بدر الدین صاحب کے فرزند اور حضرت شہید قدس سرہٗ کے پوتے ہیں اور سید محمد عزیز صاحب ابن سید شاہ محمد زبیر صاحب کی تحریرات سے پتہ اس صحت کا معلوم نہ ہوا۔ جناب خواجہ ضیاء الدین صاحب قبلہ دہلوی سے جو حضرت شہید مرحوم کے مخصوص تلامذہ اور فیض یافتگان میں سے ہیں۔ جب دریافت کیا گیا تو بھی کچھ اصلیت معلوم نہوئی ممکن ہے حضرت کلیمی صاحب قبلہ کو شجرۂ عالیہ قادریہ کی صحت کا خیال نہ آیا ہو۔

سلالۂ خاندان رسالت حضرت سیدی شاہ ظہور حسن صاحب مارہروی قدس سرہٗ

آپ بڑے صاحبزادہ حضرت سیدی مولانا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کے تھے۔ ۱۲۲۹ھ میں پیدا ہوئے والد بزرگوار کے آغوش شفقت میں تعلیم و تربیت پائی بیعت و خلافت کا شرف خصوصی بھی والد اقدس سے حاصل تھا لیکن حسب الارشاد والد ماجد سند خلافت و اجازت حضور اقدس قدس سرہٗ المجید سے بھی حاصل کی۔ بعد وفات زوجہ اولیٰ کے ملک بڑودہ میں جا کر نواب سید سرفراز علی خاں صاحب مودودی کی دختر سے شادی کی۔ اور اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کی حیات میں بمقام دہاری ملک کاٹھیاواڑ میں بتاریخ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۶۶ھ واصل الی اللہ ہوئے

آپ کے صاحبزادہ والا مرتبت حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ تھے جو اس دور آخر میں اپنے اسلاف کرام کے فضل و تقدس کا روشن آئینہ اور متقدمین اولیاء عظام کے مظہر اتم تھے ہزاروں لاکھوں آنکھیں ابھی ان کے جلووں سے بیخود و سرشار ہیں۔

خلاصۂ دودمان نبوت حضرت سیدی شاہ ظہور حسین صاحب مارہروی قدس سرہٗ

Marfat.com

آپ چھوٹے صاحبزادہ حضرت سیدنا مولانا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کے تھے چھٹو میاں کے پیارے نام سے مشہور تھے۔ ولادت آپ کی ۱۲۴۱ھ میں ہوئی چہرہ نورانی سے صولت و شوکت رعب وجلال کے جلوے چمک چمک کر ہیبت اسداللّٰہی کی ضیا باری کرتے تھے آپ نے بھی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اور بیعت و خلافت عامہ بھی والد ماجد قدس سرہٗ سے حاصل تھی خود فرماتے تھے کہ ہمارے والد ماجد نے ایکروز نصف شب کو کہ بہت ابر و باراں تھا مجھے یاد فرمایا۔ اور یہ ارشاد کیا کہ میاں مولوی صاحب ہمارے گھر سے سب کچھ لیگئے ہمارا دل تھا کہ وہ تشریف لے آتے تو ہم تم کو اُن سے اجازت دلواتے۔ میں نے عرض کی کہ حضور اس وقت مولویصاحب کہاں اتنی گفتگو کے بعد میں مکان میں چلا آیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ پھر یاد فرمایا اور ارشاد کیا کہ میاں مولویصاحب تشریف لے آئے اسکے بعد حضرت باہر تشریف لائے میں بھی خدمت میں تھا دیکھا حضرت مولویصاحب درگاہ معلی میں موجود ہیں کچھ دیر حضرت مولانا سے اس بارہ میں بات چیت ہوئی اس کے بعد میرے بیاض پر حضرت قدس سرہٗ المجید نے سند خلافت و اجازت تحریر فرمادی اور مجھے اجازت فرمائی کہ ہمیشہ کاربراری خدام میں مصروف رہے آپ نہایت اخلاق کریمانہ کے ساتھ متصف تھے اکثر محافل عرس سراپا قدس بدایوں شریف میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ کو واصل بحق ہوئے۔

آپ کے ایک صاحبزادہ حضرت سید ابوالحسن میر صاحب قبلہ مرحوم تھے دوسرے صاحبزادہ حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم صاحب سجادہ و مسند نشین آستانہ معلے برکاتیہ مارہرہ مقدسہ ہیں [illegible] میں ولادت باسعادت ہوئی مدرسہ عالیہ قادریہ میں تحصیل علم فرمائی آپکے اخلاق آپ کے اوصاف عالم آشکار ہیں عرس شریف

Marfat.com

مارہرہ مقدسہ کو جو فروغ آپ کے دم سے ہوا ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے خداوند کریم آپ کو اپنے اسلاف کرام کی طرح برگزیدہ روزگار کرے اور برکات و انوار آستانۂ معلّٰی کو ہمیشہ روز افزوں تجلیات کے ساتھ چمکائے۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدی شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب اور حضرت میاں صاحب قبلہ دونوں بزرگوار عرس شریف بدایوں میں رونق افروز تھے۔ متوسلین خاندان دونوں حضرات کی زیارت سے مشرف و ممتاز تھے اُس موقعہ پر حلقہ مناقب میں مولوی نورالدین صاحب مرحوم فرشوری بدایونی نے ایک قصیدہ منقبت صاحب عرس میں پڑھا جس میں نہایت پیارے لہجہ میں دونوں حضرات کی جلوہ افروزی کو ظاہر کیا ہے اُس قصیدہ کے چند اشعار خالی از لطف نہیں ہیں۔

شہر مارہرہ بدانی ورشش میدانی	ورنہ دانی تو ہمیں جاست نشان برکات
عین حق عبد مجید است کہ سلطان مجید	در بدایونست بیا فیض رسان برکات
خلفش فضل رسول ہمہ تن فضل خدا	صاحب فضل بہ کونین بیان برکات
صدر ایں محفل فو القدر ظہور الحسن است	بوالحسین احمد نوری است کہ جان برکات

معارف آگاہ حضرت شیخ اسد اللہ صاحب قدس سرہٗ - آپ صاحبزادگان نیوتنی شریف میں سے ہیں سلسلہ النسب آپ کا حضرت شیخ المشائخ مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب المعروف بہ قاضی جیا رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اشارت باطنی نے آپ کو نیوتنی شریف سے بدایوں پہنچایا۔ ایک مدت تک حضرت اقدس سے استفادہ ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ ریاضت و عبادت مجاہدہ و تزکیہ نفس میں عرصہ دراز تک مشغول رہ کر تکمیل مراتب فرمائی یہاں تک کہ

Marfat.com

خرقہ و دستار سند اجازت و مثال خلافت سے سرفراز ہوئے۔ واپسی وطن کا حکم ہوا۔ سجادہ آبائی پر جلوہ افروز ہو کر مخلوق الٰہی کی ہدایت میں مشغول ہوئے عرصہ دراز تک آپ کا فیض باطنی جاری و ساری رہا۔ ماہ محرم الحرام ۱۲۷۲ھ میں بغرض زیارت آستانہ پیر و مرشد و حاضری عرس شریف بداؤں تشریف لائے۔ اور پھر چلہ کشی فرمائی بعد ختم اربعین و حصول مرام بارادہ واپسی وطن بداؤں سے روانہ ہوئے بریلی پہنچکر علیل ہو گئے اور اسی علالت میں بمقام بریلی ماہ صفر ۱۲۷۲ھ میں راہی خلد بریں ہوئے۔ مزار شریف احاطہ مقبرہ شاہ دانا صاحب علیہ الرحمۃ میں دروازہ غربی کی جانب زیر دیوار متصل تاج مسجد واقع ہے۔

متوسلین سلسلہ قادریہ مجیدیہ کو بوقت اقامت بریلی آپ کی زیارت اپنے لئے سبب نزول برکات سمجھنا چاہئے آپ کے سلسلہ کا اجرا مولوی شیخ نظام الدین صاحب خلف مولوی محمد حسن خاں صاحب صاحبزادہ حضرت شاہ صاحب ممدوح سے ہوا۔

زبدۃ الواصلین حضرت مولانا شیخ معین الدین فتحپوری قدس سرہ۔

آپ حضرت شیخ الاسلام خواجہ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے تھے باطنی جذبات نے ابھار کر آپ کو وطن سے بداؤں پہونچایا نعمت بیعت و خرقہ خلافت سے مشرف و ممتاز ہوئے سلاسل اربعہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ میں صاحب مجاز تھے۔ اکبر آباد۔ گوالیار میں آپ کے کمالات و کرامات کا شہرہ تھا اور اسی نواح میں آپ کے مریدین و متوسلین پائے جاتے ہیں۔ آپ کے مزار و سن وصال کی تحقیق نہیں ہو سکی۔

عارف حق آگاہ حضرت مستان شاہ قدس سرہ۔ آستانہ حضرت سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ایک درویش خرقہ پوش صاحب دل کئی سال تک حالت جذب میں مقیم رہے نشۂ عرفان کی مستی ذرا نرگ کو

Marfat.com

کچھ ایسا بیخود و سرشار کر رکھا تھا کہ لوگ ان کو ہستان شاہ کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کبھی پہاڑی پر کبھی روضہ مقدسہ میں حاضر پائے جاتے تھے نہ کسی سے کچھ مطلب و سروکار تھا نہ کوئی آپ کا واقف حال و رازدار تھا۔ صورت و سیرت اہل ولایت کی سی تھی سر سے پا تک کمبل میں لپٹے رہتے تھے جب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف حاضر ہوئے اور روضہ منورہ میں زیارت کے لئے پہونچے۔ شاہ صاحب کی نظر بھی حضرت پر پڑگئی دور سے دوڑ کر قدموں پر گر پڑے کبھی ہاتھ چومتے کبھی دامن قبا کو بوسہ دیتے بار بار فرماتے کہ مدتوں کے انتظار کے بعد آج شکل دکھائی دکھائی ہے۔ غرض جب حضرت اقدس فاتحہ و زیارت سے فارغ ہوئے۔ شاہ صاحب نے بیعت کے لئے اصرار کیا حضرت قبلہ نے اپنی عادت کریمانہ کے موافق عذر فرمایا۔ اتنا سننا تھا کہ مستانہ وار بے تابانہ حجرہ مقدسہ میں مزار منور کی طرف متوجہ ہو گئے اور چاہتے تھے کہ روضہ کی جالی سے اپنا سر ٹکرا دیں حضرت اقدس نے یہ حالت دیکھکر مراقبہ فرمایا حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشاد خاص سے مزار شریف کے سامنے شاہ صاحب کو داخل سلسلۂ عالیہ چشتیہ قادریہ فرماکر اسرار باطن نگاہوں اور اشاروں میں تعلیم و تلقین فرمائے اور اپنی ردائے شریف عطا فرمائی۔ شاہ صاحب فوراً رخصت ہوئے خدا جانے کہاں پہنچے کہاں رہے کسی کو کچھ پتہ معلوم نہوا خاکسار راقم الحروف بہمراہی صاحبزادہ مخدومی و مطاعی مولانا حکیم محمد عبد الماجد صاحب قادری ۱۳۳۲ھ میں حاضر عرس شریف تھا۔ پانچویں رجب کو ایک سیٹھ صاحب متوطن بمبئی نے دعوت کی میں بھی آستانہ معلی سے بہمراہی مولانا ماجد میاں صاحب سیٹھ صاحب کی فرودگاہ پر پہونچا۔ مکان کے ایک گوشہ میں ایک مجذوب کمبل پوش ضعیف العمر کو مستغرق محض پایا۔ تعظیم و تکریم کے بعد

Marfat.com

جب حکیم صاحب ایک جگہ پر بیٹھ گئے اس وقت وہ بزرگ جگہ سے سرکے اور مولانا کے سامنے سرخ سرخ آنکھیں نکالے ہوئے ایک مدہوشانہ انداز کے ساتھ آبیٹھے زبان سے کچھ نکھا بغور دیکھکر کہنے لگے کہ پیر کی خوشبو آتی ہے بعدہٗ پوچھا تمھارا گھر کہاں ہے بدایوں کا نام سنتے ہی حکیم صاحب کے ہاتھ پیر چومنا شروع کردئے اور فرمایا کہ تیرے جسم میں سے فضل رسول کی مہک آتی ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ مجذوب عرصہ دراز سے پہاڑیوں میں رہتے ہیں صرف زمانہ عرس شریف میں اتر تے ہیں۔ میاں مستان شاہ کے دیکھنے والوں میں ہیں۔

مجمع اخلاق جلیلہ منبع محاسن وفضائل جمیلہ حضرت مولانا شیخ عبدالکریم لکھنوی قدس سرہٗ۔ آپ دربار اودھ میں بطور میرمنشی کے خدمات انجام دیتے تھے۔عہدہ کی عظمت نواب صاحب کی چشم عنایت کے باعث تمام اودھ میں نہایت اعزاز ووقار کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔آپ کی خاندانی وجاہت شاہی خدمات کے باعث ہمیشہ سے تھی۔آباؤاجداد باعتبار قومیت کالیتھ تھے قبل اسلام آپ کو اپنے مذہبی طریق پر ریاضت نفس کشی کا بہت شوق تھا۔ علاوہ اس کے تسخیر کواکب وغیرہ کے عامل بھی تھے اور اس مجاہدہ نفس اور اعمال تسخیر کی بدولت خود کو صاحب کمال سمجھتے تھے۔ایک دن علی الصباح بطور سیر جنگل کی طرف جارہے تھے۔ وہاں ایک باخدا مسلمان سے نگاہیں چار ہوگئیں جو قضائے حاجت کے لئے اُس جنگل میں تشریف لائے ہوئے تھے۔شیخ صاحب نے دیکھا کہ ان بزرگ درویش کی جبین نورانی سے تجلیات کا ظہور ہے اور وہ اشکال عجیبہ جوان کے انتہائی کمال کا مشاہدہ تھا اُس تجلی میں پیش نظر ہیں۔اس حالت کو دیکھکر متحیرانہ حالت میں یہ اُن بزرگ کے پیچھے ہولئے جب درویش کی فرودگاہ قریب آئی انھوں نے دیکھا

کہ جو اشکال وصور کو آپ میری تسخیر میں ہیں وہ بزرگ خدا رسیدہ کی
زیر قدم روندی معلوم ہوتی ہیں اُس وقت ان کو خیال آیا کہ میرا کمال خدا
والوں کی نعال کا ہم مرتبہ بھی نہیں ہے یہ خیال کر کے بزرگ کے قدم لیے
اور دریافت حال کیا۔ فرمایا بغیر قبول اسلام حصول کمال ناممکن ہے اُسی وقت
آپ مسلمان ہوئے اور اُن بزرگ نے ان کا نام عبدالکریم رکھا کچھ دنوں
اشغال باطنی کی تعلیم وتلقین فرمائی۔ لیکن ان کی ہمت روز بروز بلند
بہ ترقی معلوم ہوئی۔ آخر اُن بزرگ نے فرمایا کہ آپ جس بات کی خواہشمند
ہیں اور جس شے کی آپ کو جستجو ہے وہ اس زمانہ میں بجز آستانہ مولانا
عبدالمجید عین الحق قدس سرہٗ بدایونی کے اور کہیں حاصل نہ ہوگی جس طرح
ممکن ہو حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو۔
اس تعلیم کے بعد وہ بزرگ وہاں سے غائب اور مفقود الخبر ہو گئے۔ آپ
اوّل تو بذریعہ خطوط دریافت حال کرتے رہے اُس کے بعد گھر بار سے
ترک تعلق کر کے پیادہ پا لکھنؤ سے چلدیے۔ تحصیل داتا گنج ضلع بدایوں کے
ایک موضع میں مستقل سکونت اختیار کی وہاں سے حاضر آستانہ عالیہ
ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے علیحدہ حجرہ میں اشغال وافکار ذکر وشغل
کرنے کی اجازت دی گئی عرصہ تک تزکیہ نفس میں مشغول رہے شیخ
کی نظر فیض اثر سے جب تکمیل مدارج ہو چکی خرقہ خلافت کے ساتھ محبۃ اللہ
کا لقب عطا ہوا۔ آپ کی یہ خاص کرامت تھی کہ جو غیر مذہب والا آپ سے مناظرہ
کرتا آپ کی توجہ خاص سے حقیقت اسلام اُس پر منکشف ہو جاتی اور بطیب خاطر
مسلمان ہو جاتا۔ ایک شخص داروغہ کنھیا لال نامی رئیس شاہجہان پور جو نواح
نواح داتا گنج آپ کے تبدیل مذہب سے نہایت برافروختہ ہوئے اور آپ سے
مذہبی بحث کرنے کو آمادہ ہو گئے تھوڑے عرصہ میں حقانیت اسلام کے قائل
ہو کر صدق دل سے مسلمان ہو گئے۔ آپ نے ان کا نام عبدالرحیم رکھا ان

Marfat.com

تھانہ دار صاحب کے بھائی کو جب آپ کے مسلمان ہونے کی خبر ہوئی تو خود اپنی معلومات مذہبی اور قابلیت کے بھروسہ پر مناظرہ کیلئے آئے اور بھائی کیطرح خود بھی مسلمان ہو گئے عبدالحلیم نام رکھا گیا۔ غرض اسی طرح تقریباً ستّو اہل ہنود آپ نے مسلمان کئے جو سب آپ کے مرید بھی ہوئے۔ جب حضرت اقدس قدس سرہ المجید نے عزم حج فرمایا آپ نے بھی قصد ہجرت کر دیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے نومسلم مریدین بھی حج کے لئے آمادہ ہو گئے چنانچہ بکثرت اشخاص نے شرف ہم رکابی حاصل کیا لیکن حج دائمی ازل سے مقدر ہو چکا تھا بڑودہ پہنچکر علیل ہو گئے اور وہیں ۱۲۵۶ھ میں راہی عالم بقا ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے شیخ عبدالغنی اور شیخ عبداللہ ہوئے۔ شیخ عبدالغنی کی اولاد داتا گنج میں موجود ہے۔ شیخ عبداللہ صاحب ذیعلم و با فیض بزرگ تھے بجائے والد کے مکہ مکرمہ میں ہجرت کر کے مقیم ہو گئے۔ شیخ عبدالرحیم شیخ عبدالحلیم دولت عرفاں سے مالا مال ہو کر مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہوئے اور اجرا سلسلہ کی اجازت بھی مولانا عبدالکریم صاحب سے پالی تھی دونوں کی اولاد مکہ معظمہ میں موجود ہے۔ شیخ عبدالغفور ولد شیخ عبدالرحیم جعفر آفندی کے لقب سے شریف مکہ کی پیشگاہ میں مامور تھے۔ جب حضرت تاج الفحول قدس سرہ دوسری بار حج کو تشریف لے گئے ہیں تو نہایت ادب و احترام سے پیش آئے۔

مظہر انوار ذات صمد معظم و ممجد حضرت مولانا محمد مکی قدس سرہ۔ آپ اکابر وقت اور مشائخ مکہ محترمہ سے ہیں جب حضرت اقدس حج کو تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ایام حج میں خاص حطیم کعبہ میں حضرت اقدس سے مشرف بہ بیعت ہوئے۔ اور ایک نظر برکت اثر میں سب کچھ حاصل کر لیا۔ سند خلافت واجازت بھی حاصل کی تین سال تک آپ کا فیض مکہ معظمہ میں جاری وساری رہا ہزارہا اشخاص آپ سے فیضیاب ہوئے خاص موسم حج میں ماہ ذالحجہ ۱۲۶۱ھ بمقام منا آپ نے وصال فرمایا۔ مولانا حکیم اخوند میر محمد ولایتی

پنجابی مہاجر مکی جن کو شرف تلمذ و بیعت حضور اقدس قدس سرہٗ المجید سے حاصل تھا آپ کے والد اور جانشین تھے خلافت و اجازت اجرائے سلسلہ کی اپنے خسر ممدوح سے رکھتے تھے مکہ معظمہ میں ہی انتقال ہوا۔ مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مراد ابادی آپ کے اعزہ تلامذہ میں تھے۔

حقائق آگاہ معارف دستگاہ میاں عبداللہ شاہ فاروقی فریدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت گنج شکر کان نمک فرید الملت والدین رضی اللہ تعالے عنہ کی اولاد امجاد شیخ امام الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند حضرت شاہ محمدی[1] بیدار قدس سرہٗ کے برادر زادہ ہیں شہر میں شیوخ فریدی امارت و ریاست کے اعتبار سے جس حیثیت سے دیکھے جاتے ہیں وہ عالم آشکار ہے۔ آپ کے دادا شیخ عین الدین صاحب نہایت مشاہیر روسا شہر سے تھے آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضور بابا صاحب تک پہنچتا ہے یوم جمعہ ذی الحجہ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے تشرع و تقدس کی طرف ابتدا سے طبیعت مائل تھی باشارہ روحانی حضرت گنج شکر آپنے شرف بیعت و خلافت حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے حاصل کیا ریاضات شاقہ اور عبادات

---

[1] حضرت زبدۃ الاخیار مولانا شاہ محمدی بیدار قدس سرہٗ۔ آپ بڑے صاحبزادہ شیخ عین الدین صاحب فریدی فاروقی بدایونی کے ہیں آپ کے والد ماجدہ اولاد امجاد حضرت خواجہ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے تھیں آپنے اپنی ننہال فتحپور سیکری ہی میں پرورش پائی۔ دہلی میں تحصیل و تکمیل علوم ظاہری و باطنی کی فرمائی۔ آپ ہندوستان کے مشاہیر اولیا رکرام میں ہیں حضرت مولانا فخر الملت والدین قدس سرہٗ سے خلافت و اجازت حاصل کر کے دار الخلافت اکبر آباد میں سجادہ ارشاد حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ کو رونق بخشی ہزارہا بندگان خدا کو فیض پہنچایا۔ شاعری میں بلند پایہ رکھتے تھے دیوان فارسی و اردو مرتب ہیں مقام آگرہ بماہ ذی الحجہ ۲ تاریخ کو ۱۲۰۱ھ میں وصال ہوا مزار شریف قریب اکبری مسجد زیارتگاہ خلائق ہے بالدین آپکی تاریخ کہتے ہیں بیدار کہ بود فخر اہل عرفاں ؛ ہر گہ کہ ازیں سرائے فانی بگذشت ؛ تاریخ برائے رحلتش ہاتف گفت ؛ آں ہادی آفاق بحق واصل گشت

میں عمر گزاری باوجود تمول وریاست پیر کی خدمت اپنا فخر سمجھتے تھے اور پیر کی بارگاہ میں بھی خصوصی امتیاز آپ کو حاصل تھا خلوت وجلوت میں آپ حاضر رہتے تھے۔ بعد وصال پیرو مرشد حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ سے بھی سند خلافت حاصل کی لیکن بدایوں میں کبھی کسی کو اپنا مرید نکیا طبیعت میں ذوق سخن بھی تھا بیتاب تخلص فرماتے تھے اکثر مشاہیر شعرا بدایوں آپ سے اصلاح سخن لیتے تھے مولوی احمد حسن صاحب وحشت مولوی فضل مجید صاحب [illegible] مولوی انوار الحق صاحب انوار آپ کے مستفیضین سخن سے ہیں وصال آپ کا بعمر ۷۰ سال ۲۲ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ میں ہوا پہلوئے مزار حضرت مولانا شاہ معین الحق قدس سرہٗ آستانہ قادریہ میں مدفون ہوئے

قطعہ تاریخ از جناب خان بہادر مولوی حامد بخش صاحب مرحوم

چو عبد اللہ شاہ از دار فانی	بجنت رفت ایں نقل مکاں بود
نوشتہ مصرع تاریخ حامد	مجیدی وفنا فی الشیخ آں بود
	۱۲۹۸ھ

از جناب مولوی انوار الحق صاحب عثمانی مرحوم مغفور

زبدہ عصر شاہ عبد اللہ	ہادی گمرہان نفس پرست
دلش از عشق عین حق بیتاب	جانش از بادۂ حقیقت مست
داشت حاصل بہ لطف مرشد خویش	دولت فقر و قرب حق در دست
بہر پابوس حضرت مرشد	چوں بفردوس رخت رحلت بست
گفت انوار از سر الہام	عاشق عین حق بحق پیوست ۱۲۹۸

آپ کا تذکرہ چمنستان رحمت الٰہی میں مذکور ہے۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا فضل مجید صاحب علیہ الرحمۃ تھے جن کی عکسی شبیہ چشم تصور میں ہنوز جلوہ آرا ہے ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے تحصیل وتکمیل علوم مدرسہ قادریہ میں فرمائی حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا حضرت

Marfat.com

تاج الفحول رح کے شیدائی اور وارفتۂ کمال تھے ہمیشہ خلوت وجلوت سفر و حضر میں کبھی جدا نہ ہوئے آپ کے اخلاق و اوصاف تدبر و اصابت رائے تقدس تورع ہمیشہ آپ کی یاد کو تازہ کرتے رہیں گے۔ مدرسہ قادریہ میں ہر وقت آپ کی حاضری آپ کی خصوصی شان کا اظہار کرتی تھی بعد وصال حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ ہمیشہ آپ حضرت قبلہ عالم مولانا صاحب مدظلہم الاقدس کے ہم رکاب رہے ۱۳۲۶ھ قدسی میں جب حضرت اقدس مولانا صاحب پیر و مرشد قبلہ حج کو تشریف لے گئے آپ بھی ہمراہ تھے خاص مدینہ منورہ اپنے مقدس پیرزادہ کے زانو پر انوار و برکات روضۂ نبوی میں مستغرق ہوکر واصل بحق ہوئے جنت البقیع میں حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوار مزار منور میں مدفون ہوئے۔

اولاد

حضرت اقدس کی اولاد امجاد میں بجز حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ اور کوئی فرزند نرینہ نہوا۔ آپ کی زوجہ محترمہ کو ہمیشہ تولد فرزند کی آرزو رہتی تھی لیکن مشیت الٰہی کہ ہمیشہ لڑکیاں پیدا ہوئیں چنانچہ (۶) لڑکیاں خدائے عزوجل نے آپ کو عطا فرمائیں ایک دختر آپ کی مولوی غلام حسین ابن مولانا ابوالمعانی صاحب کو منسوب تھیں۔ ایک مولانا ظہور احمد صاحب کے عقد میں تھیں جن سے مولوی انوار الحق صاحب مرحوم پیدا ہوئے ایک مولانا محی الدین احمد صاحب کو بیاہی گئیں مولانا حافظ محمد سعید صاحب اُنسے پیدا ہوئے ایک مولوی محمد یوسف صاحب عباسی کو منسوب ہوئیں اور مولوی صبیح الدین صاحب و مولوی نظام الدین صاحب کی والدہ بنیں ایک مولوی زین العابدین صاحب ابن مولانا فخرالدین صاحب عثمانی کو منسوب ہوئیں خطیب محمد حسین صاحب پیدا ہوئے ایک مولوی حکیم غلام احمد صاحب کے عقد میں آئیں مولانا فیض احمد صاحب اُن سے پیدا ہوئے

Marfat.com

لڑکیوں کی اولاد اور بعض نواسوں کی اولاد حضور اقدس نے اپنی آنکھوں دیکھی آپ کا دست شفقت ودرحمت پوتوں نواسوں سب کے لئے باعث برکت وعزت ہوا۔

حضور اقدس اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے وصال شریف کے بعد ۲۸ سال ۱۰ ماہ تک آپ بدایوں میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے آپ کے مریدین و متوسلین و مستفیضین کا شمار احاطہ قیاس سے باہر ہے۔ آپ کے خصائل کریمہ شان رحمت کا مظہر و آئینہ تھے غربا و مساکین پر شفقت اصاغر و اکابر پر نظر محبت و رافت۔ حلم و حیا آنکھوں سے ہویدا۔ انوار و برکات نگاہوں سے پیدا۔ نورانی چہرہ تقدس و اتقا کا روشن مرقع ریش منور برہان شریعت جبیں پر نور ہلال طریقت۔ غرض ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا۔ خلق اس درجہ کہ ہر شخص کو یہی خیال کہ سب سے زیادہ میں ہی مورد الطاف ہوں۔ اس شان کریمی پر ادب و احترام یہ کہ مریدین با اختصاص اور خدام خاص ہمیشہ اشاروں کنایوں میں آپکے سامنے ایک دوسرے سے ہمکلام ہوتے یہ جرات کسی کو نہ ہوتی کہ بلا ضرورت ایک حرف بھی نکال سکے۔ اوقات شبانہ روز مسجد کے جانب راست حجرہ میں عبادت الہی میں بسر ہوتے یہی حجرہ خلفاء و مریدین خاص کی چلہ کشی اور ریاضات کے لئے مخصوص تھا۔

عمر شریف بچاسی سال تین ماہ اٹھارہ یوم کی ہوئی ۱۷ محرم الحرام بروز سہ شنبہ بوقت فجر ۱۲۶۳ھ قدسی یہ سراپا شان رحمت وجود اپنے معشوق حقیقی حضرت رب العزت واجب الوجود کے وصل دائمی سے سرشار ہونے کو عازم خلد قدس ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جہان اسلام کا سرتاج سدھار اعروس علم و عرفان الہی کا دولہ چل بسا۔ زمانہ تیرہ و تار عالم مضطرب و بیقرار ہوا شہر کیا خدائی ماتمکدہ بن گئی۔ خبر وصال عام ہوتے ہی بدایوں ایک عالم ہو

Marfat.com

نظر آنے لگا۔ جنازہ مبارک ہزارہا فدائیوں کے جھرمٹ میں عیدگاہ شمسی تک پہونچا۔ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی وہاں سے آستانہ معلی میں لاکر ہمیشہ کے لئے آپکو عروس خلوت مزار کے آغوش میں محو استراحت کر دیا گیا مزار مقدس پہ مدفن خاتم اولیا اور درود شریف کندہ ہے۔ عرس شریف ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸ محرم الحرام کو ہوتا ہے شب ہفتم ہم کو شہر کے بکثرت حفاظ آستانہ معلی میں ختم کلام مجید کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور بکثرت ختم کئے جاتے ہیں بعد وصال سے ابتک ہر جمعہ کو ہمیشہ حضرات صاحب سجادہ حاضر آستانہ شریفہ ہو کر ختم کلام مجید کرتے رہے ہیں اس طرح ہزارہا بے شمار ختم ہو چکے ہیں۔

مجر مولانا قاضی معین الدین صاحب کیفی ساکن میرٹھ کی یادگار ہے اس پر یہ قطعات کندہ ہیں۔

بانی مجر قاضی معین الدین کیفی میرٹھی

بقبر عاشق محبوب سبحاں	شہ عبدالمجید قطب دوراں
بنا شد چوں مجر گفت کیفی	حریم قبر شاہ اہل عرفاں
	۱۳ ۲۸ ہجری

قطعہ بسال وصال محبوب ذوالجلال

۱۲ ۶۳ ھ

عین حق عاشق رسول رحیم	شادماں شد بقرب رب مجید
۱۲ ۶۳	۱۲ ۶۳
کلک کیفی بسال نقلش گفت	زہے یار فنا بخلد رسید
۱۲ ۶۳	۱۲ ۶۳

اللهم صل علی شفیعنا محمد و آله انک حمید مجید
۶۳ ۱۲

Marfat.com

بالین مزار ایک سنگ کلاں دیوار احاطہ درگاہ میں نصب ہی جس پر فقرات ذیل کندہ و منقش ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی احمد والطیب ال احمد (۱۲۶۳) العارف باللہ التروف لا التحق (۱۲۶۳)
مرشدنا عبد المجید الملقب بعین الحق (۱۲۶۳) لا نتقل ولی اللہ من دار الی الدار (۱۲۶۳)
جاوافد الی المصطفی وجار اللہ نعم الدار والجار (۱۲۶۳) وان عبر الجسر واتصل الحبیب بالحبیب (۱۲۶۳)
فانعم بالترحیب علیہ المولی الودود المجیب (۱۲۶۳) افضل من صفی ابدی
باوانہ (۱۲۶۳) افضل علی کل ولی وجد لزمانہ (۱۲۶۳) وھو اخیر الابرار (۱۲۶۳)
وکان ابر من کل الاخیار (۱۲۶۳) اتقی من کل من ھو اتقی (۱۲۶۳) احری بان
یقتدی بہ من کل من ھو احری (۱۲۶۳) ادخل فی جنۃ اللہ حیا (۱۲۶۳) وانہ
کان قبل ان یموت میتا (۱۲۶۳) تعطر مرقد المقدس (۱۲۶۳) قد تنوّر قبرہ
الاقدس (۱۲۶۳) تقدس مرقدہ المعطر (۱۲۶۳) قد تقدس قبرہ الانور (۱۲۶۳)
قدس روح روحہ بروحہ وطاب ثراہ (۱۲۶۳) جعل الالہ جنتہ المادی مثواہ (۱۲۶۳)
لقد تم الولایتہ الیوم بالکمال (۱۲۶۳) وقد راہ الیوم ساقی الحب بکا
سات الوصال (۱۲۶۳) ظھور اللہ میلادا (۱۲۶۳) لعمرہ مجدٌ عند ربہ
مماتا (۱۲۶۳) فی امد سنۃ الف ومائتین (۱۲۶۳) واستین واحد بعد الاثنین (۱۲۶۳)
اُمّد صبح یوم الثلثاء (۱۲۶۳) لتکمیل معلی المدارج بالفنا والبقا (۱۲۶۳) لفی السابع
عشرۃ من المحرم (۱۲۶۳) شد الرحل الی حی القدس من العالم المجسم (۱۲۶۳)
لیکون ھنالک مع المنعم علیھم من النبیین والصدیقین (۱۲۶۳) فانہ من جم
عباد اللہ المخلصین (۱۲۶۳) والناس یبکون لھم وھم بہ یضحکون (۱۲۶۳)
وان اولیاء الالہ لا خوفٌ علیھم ولا یحزنون (۱۲۶۳) ولد سعید

Marfat.com

امات حمیداً کاملاً و لا بینہ (۱۲۶۳) ان من اللہ لبدایتہ و ان الیہ لنہایتہ (۱۲۶۳) ولموخر کل ھو ان ان الحمد للہ (۱۲۶۳) وختم المعمول (۱۲۶۳) بل بکد فضل الرسول (۱۲۶۳)

قطعات تاریخ وصال

از حضرت مولانا سید صاحب عالم صاحب قدس سرہٗ سجادہ نشین سرکار خورد مارہرہ شریف

سفر کرد سوے مکانات قدس
اگر سال نقلش بہ پرسد کسے
شہ عین حق اکمل و اصلین
بگو داد رونق بخلد برین
۱۲۶۳ھ

از جناب مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مراد آبادی مفتی رامپور آشفتہ تخلص

جناب مقدس شہ کاملین
بعلم و عمل یادگار سلف
شہ اولیا شاہ عبد المجید
بماہ محرم شب ہفدہم
امام ہدا قدوۂ اہل دین
ز فیضش منور دل عارفین
خدایش و ہد جنت و حور عین
بسوے جناں شد غنیمت گزین

رقم کرد آشفتہ تاریخ آں
کہ گردید واصل بخلد برین
۱۲ھ ۶۳

از جناب مولانا قاضی عبد السلام صاحب عباسی بدایونی قدس سرہٗ

کرد رحلت حضرت عبد المجید
ز انتقالش بے سرو بے پا شدند
آنکہ بحر علم بود و کوہ حلم
شرع و ورع و فضل و مجد و حلم و علم
۱۲۶۳ = ۴ + ۲۴ + ۳۰ + ۸۰۰ + ۲۰۰ + ۲۰۰

Marfat.com

دیگر

چو عین الحق عبد المجید از جہاں رفت — شدہ منکسف مہر اوج کمالات
بسال وصالش نمودم تامل — خرد گفت ہیہات ہیہات ہیہات

۱۲۶۳ = ۴۲۱ + ۴۲۱ + ۴۲۱

از جناب مولانا عبد الملک صاحب بریلوی

شاہ عین الحق لقب قطب زماں عبد المجید — در علوم ظاہر و باطن بعہد خود امام
صبحدم روز سہ شنبہ از محرم ہفدہم — از وصال حضرت واجب تعالیٰ یافت کام

گر ہمیخواہی تو از سال وصالش آگہی
محو ذات حق بود تاریخ آں عالیمقام

۱۲۶۳ھ

دیگر

قطب دوراں حضرت عبد المجید — بالیقیں شد داخل دار السلام
شاہ عین الحق بحق پیوست صبح — ہست تاریخ وصالِ آن امام

۱۲۶۳ھ

از جناب مولوی شاہ دلدار علی صاحب مذاق بدایونی

عین دریا کیوں نہ ہووے چشمۂ چشم مذاق — واصل حق ہو گئے حضرت جناب عین حق
جسم خاکی سے ہوئی جب روح پاک انکی جدا — ہو گیا فرشی و عرشی کا جگر اس غم سے شق
آگیا اس حادثہ سے شش جہت میں زلزلہ — از زمیں تا آسماں ہلنے لگے چودہ طبق
کر چکے وہ ملک فقر و فنا کا انتظام — باقی ہے ملک بقا کا کرنا اب نظم و نسق
عین آلِ احمد و عین نبی عین علے — عین عبد القادر و عین حقیقت عین حق
ہیں یہ سب تھے حقیقت میں انھیں کے واسطے — حق تو یوں ہے ان مراتب کے وہی ہیں مستحق
نزع کے دم چہرۂ انور کی جب دیکھی چمک — شرم سے صاف آگیا خورشید کے منہ پر عرق

Marfat.com

اپنا ویرانہ انھیں کے دم سے شاد آباد تھا
جان بحق تسلیم سترھویں محرم ہی کو کی

اب ہوا غمخانہ دل جیسے صحرائے عدم
عشق کا شاہ شہیداں کے نہلا گیا ہے حق

پڑھکے اس مصرع کو کھینچی ہاتف غیبی نے آہ
پیر برحق عین حق حق ہو گئے از امر حق

۱۲۶۳ھ ۶–۱۲

تمّت بالخیر

Marfat.com

غلط نامہ تاریخ حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۴	بھی	یہی
۲	؍	خاشیہ	حاشیہ
۳	۸	وقفاً	وقتاً
۴	۱۴	عروس	عرس
۵	۲	غذات	سندات
؍	۲۲	کامیابی حاصل	کامیابی حاصل
۶	۷	کرچکے	ہوچکے
؍	۱۶	عرقی	عرفی
۹	۲۲	عروس الاسلام	عروس اسلام
۱۰	۸	روشن	سپہر
؍	۱۰	صنعار	صنعار
۱۴	۲۱	رہتی	رہی
۱۸	۷	مذہب	تزہیب
۲۰	۱۴	قبتہ الاسلام	قبتہ الاسلام
۲۱	۱	تصویریں	تحریریں
؍	۱۲	عمال	عمان
۲۲	۱۳	شراب	لبریز
۲۳	۱۲	گیاہے	کیا گیا ہے
؍	۱۴	ہو	ہوا
۲۸	۱۷	تنگی	تنگی
۳۰	۱۲	جان آفرین کے سپرد	جان آفرین کے سپرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱	آخر	نہیں	سے اور مسارف معقول ہیں
۴۳	۵	کی	سے
۴۴	۲	نے	سے
؍	۲۱	صاحب کی	صاحب سے کی
۴۷	۲	والے وریع	والے دریغ
۴۸	۱۸	سے	
؍	۲۰	سے	کے
۵۱	۱۳	درنگاہ	درگاہ
۵۴	۹	خلوت	خلعت
۵۶	۱	کرکے گانی بجانے	کرنے گانے بجانے
۵۷	۱	محمد شریعت	محمد شریف
۶۲	۲۲	اولاد علی	اولاد احمد
۶۳	۴	رنگ رہے	رنگ میں رہے
؍	۸	صاحبان	صاحب کے
؍	۱۵	جودہ شخاوت	جود و سخاوت
۶۶	۱۵	بعد مرنیکے بھی	بعد مردن بھی
۷۱	۵	مسجد حوض	مسجد بر حوض
۷۲	۹	عین جہانت	ان، بناب
۷۳	۳	بناب	حیات
۷۴	۱۵	تاکہ	نالہ
۷۶	۱۵	قائم	نائم
۸۰	۵	کمر	کمرا
۸۱	۹	محمد حس	محمد حسن

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۲۰	المبار	المبارک				[illegible]
۸۳	۱۰	حاصل	حاصل تھا	۱۰۳	۲۳	[illegible]	[illegible]
۸۴	۷	ناموس	قاموس	۱۰۷،۱۰۸	۱۹،۱۴	بدایوں	بدایوں بلگرامی ؟
۸۶	۱	میں	ہیں	۱۰۹	۲۱	جواب	[illegible]
"	۷	مرید	فرزند	۱۱۹	۱۷	صاحب	[illegible]
"	۱۸	باطنی، اصل	ظاہری	"	۱۸	مرید	[illegible]
۹۳	۱۲	لی	کی	۱۲۲	۸	مولوی	مولوی عطاء الله صاحب / تلمیذ مولوی ؟
۹۶	۱۵	سکوت	سلوک	۱۲۷	۲	کیلیے	کے لیے
"	۱۹	ولی	وے	۱۲۸	۱۵	اخبار	اخبار
۹۷	۷	ملحوز	ملحوظ	"	۱۶	والد	[illegible]
۹۸	۲	مرحمت	اسلئے مرحمت	۱۳۲	۱۵	۱۳۲۰	۱۳۰۳
				۱۳۴	۱۱	فینش	فینشن

شجرہ ہائے مندرجہ کی صحت مشکل ہے دو شجرہ اندراج سے رہ گئے۔

نوٹ۔ اکمل التاریخ پر جو صاحب نظر تنقید ڈالیں اور واقعات کی صحت کے متلاشی ہوں کتب مفصلہ جو اس سوانح کی صحت وثبوت کی ماخذ وشاہد ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ انشاء اللہ انصاف پسند نگاہیں محظوظ ہونگی ہدایۃ الحق آثار احمدی غیر مطبوعہ خاندان برکات مطبوعہ۔ تحفہ فیض مطبوعہ میرٹھ ۱۳۰۳ھ تالیف حضرت تاج الفحول قدس سرہ تذکرۃ الواصلین مولفہ جناب خان بہادر مولوی رضی الدین صاحب وکیل دام مجدہم۔ گنجینہ اسرار کرامت مطبوعہ عظمت علی صاحب منصف مرحوم۔ چمنستان رحمت الٰہی مطبوعہ میرٹھ ۱۳۰۹ھ۔ قصیدہ سبعہ سیارہ مطبوعہ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۵ھ۔ ہدیہ کلیہ مطبوعہ افضل المطابع بدایوں ۱۲۹۶ھ۔ تحفہ حنفیہ بابتہ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ لکھنؤ۔ تاریخ فرشتہ۔ شجرہ طیبہ غیر مطبوعہ۔ تاریخ اسلام ترجمہ ابن خلدون مطبوعہ سیرۃ عمر بن عبد العزیز مطبوعہ۔ ترتیب الکمال مطبوعہ مصر۔ تقریب التہذیب مطبوعہ لکھنؤ۔ گل رحمت مولانا اکرام اللہ محشر۔ ضیاء المکتوب رسالہ قلمی مولانا شاہ عون الحق نواب ضیاء الدین صاحب قلمی ترجمہ حضرت تاج الفحول قدس سرہ۔ تاریخ بدایوں قلمی مولانا حضرت تاج الفحول قدس سرہ ملفوظات خاندانی موجودہ مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں

Marfat.com